آموزش دین

«به زبان ساده»

فہرست مطالب

تاریخ اسلام(3)

پہلا سبق
عرض ناشر
ولادت سے حضرت محمد مصطفي(ص) کے مبعوث بہ رسالت ہونے تك
ولادت
پيغمبر اکرم(ص) کے زير دامن آپ کي پرورش
بعثت سے آنحضرت(ص) کی ہجرت تك
حضر ت علی (ع) وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے دين اسلام قبول کيا
بے نظير قربانی
ہجرت سے آنحضرت(ص) کی رحلت تك
علی (ع) رسول خدا کے امين
علی (ع) رسول خدا(ص) کے بھائي
علی (ع) اور راہ خدا ميں جنگ
علی (ع) جنگ بدر کے بے نظير جانباز
حضرت علی (ع) رسول(ص) کے تنہا محافظ
جنگ خندق ميں علی (ع) کا کردار
علی (ع) فاتح خيبر
امير المومنين (ع) کی سياسي زندگی ميں جنگجوئي کے اثرات
حضرت علی (ع) اور پيغمبر اکرم(ص) کی جانشيني
حديث يوم الدار
حديث منزلت
قرآن مجيد ميں حضرت ہارون (ع) کے مقامات و مناصب
حديث غدير
سوالات
حوالہ جات

دوسر ا سبق
رسول اکرم (ص) کی رحلت سے خلافت ظاہری تك
وفات پيغمبر (ص) کو جھٹلانا
غير متوقع حادثہ
پيغمبر (ص) کی جانشينی کا مسئلہ شيعوں کی نظر ميں
لاتعلقي
امت کی پريشانی کا خطرہ
لوگوں کا دور جاہليت کي جانب واپس چلے جانے کا خطرہ
منافقين کا خطرہ
شوری
وصی اور جانشين کا تقرر
سقيفہ ميں رونما ہونے والے حالات

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس خطبے كے اہم نكات
انصار كا رد عمل
علی (ع) كی بيعت كے بارے ميں تجويز
سقيفہ كے واقعات كے بعد حضرت علی (ع) كا رد عمل
علی (ع) نے كيوں عجلت نہيں كي؟
سوالات
حوالہ جات

تيسرا سبق
رسول اكرم (ص) كی رحلت سے خلافت ظاہری تك (2)
حضرت علی (ع) كے گھر ميں پناہ گزيني
انصار سے مدد چاہنا
حساس صورت حال
قيام نہ كرنے كے دلائل اور وجوہات
1_ معقول فوجی طاقت كی كمي
2_ اسلام اور اسلامي وحدت كا تحفظ
3_ جاہليت كی طرف بازگشت
4_ كينہ توز دشمن
بيعت كا انجام
مسئلہ فدك
فدك پر قابض ہونے كے محركات
1)مخالفين كو اپنی جانب متوجہ كرنا
2) جمع وخرچ كی مد ميں كمي
3)علی (ع) كی اقتصادی قوت كے باعث خطرے كا احتمال
مخالفين كی سركوبي
شورش كا دباجانا
حضرت فاطمہ (ع) كی وفات
سوالات
حوالہ جات

چوتھا سبق
رسول اكرم(ص) كی رحلت سے خلافت ظاہری تك (3)
سر زمين شام و عراق كی فتح
خليفہ وقت كی قرآن و سنت سے واقفيت
حضرت علی (ع) ، اور ابوبكر كی علمی و سياسی مشكلات
جانشينی كا تعين
قلمرو اسلام كی وسعت
فتوحات كی خوشنجريوں كے اثرات
حضرت علی (ع) كے ساتھ خليفہ ثاني كے سياسی و علمي مشورے
بني ہاشم كی گوشہ نشيني
احاديث نبوی كی حفاظت و كتابت پر پابندی
بيت المال كی تقسيم ميں خليفہ كا رويہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خليفہ دوم كا قتل
كونسى شورى ؟
مذكورہ شورى كے بارے ميں حضرت على (ع) كى نظر
حضرت على (ع) كى شركت اور اس كى وجہ
عثمان كى خلافت
مسلمانوں كا بيت المال
 حضرت على (ع) كے پند و نصايح
خليفہ سوم كا قتل
حضرت على (ع) كى نظر ميں عثمان كا قتل
پچيس سالہ حكومت خلفاء كے دوران على (ع) كے كارنامے
سوالات
حوالہ جات

پانچواں سبق
خلافت ظاہرى سے شہادت تك
حضرت على (ع) كى بيعت
بيعت كے بعد لوگوں ميں سرور و شادمانى
قريش كى وحشت و پريشانى
گوشہ نشين لوگ
حضرت على (ع) كى بيعت كے امتيازات
سوالات كے جوابات
حضرت على (ع) نے كن مقاصد كے تحت حكومت قبول فرمائي
ابتدائي اقدامات
نيك اور صالح كاركنوں كا تقرر
معاويہ كى برطرفى
مساوى حقوق كى ضمانت
لوٹے ہوئے مال كى واپسى
بدعنوانيوں ميں ملوث دولتمندوں كى رخنہ اندازى
سوالات
حوالہ جات

چھٹا سبق
خلافت ظاہرى سے شہادت تك (2)
ناكثين (حكومت على (ع) كى مخالفت)
موقف ميں تبديلي
مكہ ميں مخالفين كا جمع ہونا
سپاہ كے اخراجات
عراق كى جانب روانگى
سپاہ كى جانب عثمان بن حنيف كے نمايندوں كى روانگي
پہلا تصادم
دھوكہ و عہد شكني
جمل اصغر
سردارى پر اختلاف

خبر رسانی
سوالات
حوالہ جات

ساتوانسبق
خلافت ظاہری سے شہادت تك (3)
حضرت علی (ع) کی بصرہ کی جانب روانگي
ربذہ میں قیام
لشکر کا جاہ وجلال
صلح کی کوشش
لشکر کے لئے دستورالعمل
دشمن کو متفرق کرنے کی آخری کوشش
فیصلہ کن جنگ
عام معافي
سوالات
حوالہ جات

آٹھواں سبق
خلافت ظاہری سے شہادت تك (4)
حضرت علی (ع) کی بصرہ میں آمد
جنگ جمل کے ناخوشگوار نتائج
کوفہ ، دارالحکومت
کوفہ پہنچنے پر علی (ع) کے اقدامات
قاسطین
معاویہ کی تخریب کاری
امام علی (ع) کا نمایندہ معاویہ کی جانب
سرکشی کے اسباب
مشہور و معروف اشخاص کو اپنانا
سوالات
حوالہ جات
نوانسبق
حضرت علی (ع) کا معاویہ کے ساتھ مراسلت میں محرك
حجاز کی جانب درازدستي
نمایندے کی روانگي
مہاجرین و انصار کے ساتھ مشورہ
عمومی فوج
کمانڈروں کاتقرر
صفین کی جانب روانگي
شام میں بحرانی حالات کا اعلان
پہلا مقابلہ
پانی پر بندش
سوالات

حوالہ جات

دسواں سبق
نمایندگان کی روانگی
دوبارہ وفود کی روانگی
معاویہ کے نمائندے
دغہ بازی کمزور حربہ
لشکر کے سرداروں سے ملاقات
فیصلہ کن جنگ
عام جنگ
قرآن کی طرف دعوت
معاویہ کہاں ہے؟
حضرت علی (ع) میدان کارزار میں
دوستوں کی حمایت و مدد
سوالات
حوالہ جات

گیارھوانسبق
استقامت و پایداری کی نصیحت
فرار کرنے والوں کی تنبیہ و سرزنش
جنگ میں مالك کا کردار
دو حجر کی جنگ
حریث کا قتل
آخری تجویز
بدترین طریقے کا سہارا
دشمن کے سرداروں کا اعتراف
پھر دھوکا
دو لائق سپہ سالاروں کی شہادت
حضرت عمار کی شہادت کارد عمل
سوالات
حوالہ جات

بارھواں سبق
نجات کیلئے کوشش
آخری فریب
سپاہ عراق کا رد عمل
سپاہ عراق میں نظریاتی اختلاف
مالك کا واپس آنا
سرکشوں کی سرزنش
نفاق و حماقت کے خلاف جد و جہد
حکمیت و ثالثی کی دعوت
معاویہ کی جانب روانگي
حکمین (ثالثوں) کا انتخاب

سوالات
حوالہ جات
تیرھوانسبق
خوارج کی نامزدگی
حکمیت کا معاہدہ
جنگ صفین کے عبرت آموز درس
جنگ کے نتائج
سرکشوں کی تشکیل و گروہ بندي
حضرت علی (ع) خوارج کے درمیان
منافقین کی تحریکات
سوالات
حوالہ جات

چودھوانسبق
منصفین کا اجتماع
حکمیت کا نتیجہ اور اس کا رد عمل
مارقین
خوارج کے مقابل حضرت علی (ع) کا موقف
منشور
مجموعی نعرہ
بغاوت
معاویہ سے جنگ
خوارج کے ساتھ جنگ کی ضرورت
جنگ کا سد باب کرنے کی کوشش
سوالات
حوالہ جات

پندرھواں سبق
دو سپاہ کے درمیان جنگ و نبرد
جنگ کے بعد
اصل دشمن کی جانب توجہ
غالیوں کا وجود
جنگ نہروان کے نتائج و عواقب
جہاد کی دعوت
حضرت مالك کا صوبہ دار مصر کی حیثیت سے تقرر
حضرت مالك کی شہادت
مصر پر لشکر کشي
محمد بن ابی بکر کی شہادت
لوگوں کی تنبیہ و سرزنش
سوالات
حوالہ جات

سولھوانسبق

دہشت پسند اور غارتگر گروہ
1_ نعمان بن بشیر
2_ سفیان بن عوف
3_ عبداللہ بن مسعدہ
4_ ضحاك بن قیس
5_ بسربن ارطاہ
حضرت علی (ع) کارد عمل
معاویہ کے تجاوز کارانہ اقدام کا نتیجہ
دو متضاد سیاسی روشیں
فتنہ خرّیت
آخری سعی و کوشش
حضرت علی (ع) کے خلاف دہشت پسندانہ سازش
شہادت کا انتظار
شہادت
سوالات
حوالہ جات

3

تاریخ اسلام (3)

امیر المؤمنین (ع) کی حیات طیبہ

مؤلف : مرکز تحقیقات اسلامي
مترجم : معارف اسلام پبلشرز

4

نام کتاب: تاریخ اسلام 3 (امیر المؤمنین (ع) کی حیات طیبہ)
مؤلف: مرکز تحقیقات اسلامي
مترجم: معارف اسلام پبلشرز
ناشر: نور مطاف
جلد: سوم
اشاعت: سوم
تاریخ اشاعت: ربیع الثاني1428ھ _ق
تعداد: 2000
Web : www.maaref-foundation.com
E-mail: info@maaref-foundation.com
جملہ حقوق طبع بحق معارف اسلام پبلشرز محفوظ ہیں _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----
5

عرض ناشر:
ادارہ معارف اسلام پبلشرز اپنی اصلی ذمہ داری کو انجام دیتے ہوئے مختلف اسلامی علوم و معارف جیسے تفسیر، فقہ، عقائد، اخلاق اور سیرت معصومین(علیہم السلام) کے بارے میں جانے پہچانے محققین کی قیمتی اور اہم تالیفات کے ترجمے اور طباعت کے کام کو انجام دے رہاہے_
یہ کتاب تاریخ اسلام 3 (امیر المؤمنین (ع) کی حیات طیبہ) جو قارئین کے سامنے ہے پیغمبر اکرم (ص) اور آپ(ص) کے اہل بیت اطہار کی سیرت اور تاریخ پر لکھی جانے والی کتابوں کے سلسلے کی ایك کڑی ہے جسے گذشتہ سالوں میں ترجمہ کرواکر طبع کیا گیا تھا_ اس ترجمہ کے دستیاب نہ ہونے اور معزز قارئین کے مسلسل اصرار کے باوجود اس پر نظر ثانی اور اسے دوبارہ چھپوانے کا موقع نہ مل سکا_
خداوند عالم کے لطف و کرم سے اس سال کہ جسے رہبر معظم (دام ظلہ) کی جانب سے رسول اعظم (ص) کا سال قرار دیا گیا ہے، اس نفیس سلسلے کی تیسری جلد کو ، نظر ثانی اور تصحیح کے بعد دوبارہ زیور طبع سے آراستہ کیا جارہاہے_ ہم امید کرتے ہیں کہ خداوند متعال کے فضل و کرم، امام زمان (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) کی خاص عنایت اور ادارے کے ساتھ تعاون کرنے والے محترم فضلاء کے مزید اہتمام و توجہ سے اس سلسلے کی بعد والی جلدکہ جو حضرت زہرا اور ائمہ معصومین کی حیات طیبہ کے بارے میں ہے کوبھی جلد از جلدچھپوا کر مطالعہ کے شائقین کی خدمت میں پیش کرسکیں گے_

ان شاء اللہ تعالی
معارف اسلام پبلشرز

7

حضرت علی _ کی زندگي مختلف ادوار
حضرت علی (ع) کی تریسٹھ سالہ زندگی کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :
1_ ولادت سے حضرت محمد مصطفی (ص) کے مبعوث ہونے تك _
2_ بعثت سے آنحضرت (ص) کی ہجرت تك
3_ ہجرت سے آنحضرت (ص) کی رحلت تك
4_ رسول اکرم (ص) کی رحلت سے خلافت ظاہری تك
5_ خلافت ظاہری سے شہادت تك

9

پہلا سبق
ولادت سے حضرت محمد مصطفي(ص) کے مبعوث بہ رسالت ہونے تك
ولادت
پيغمبر اکرم(ص) کے زير دامن آپ کی پرورش
بعثت سے آنحضرت(ص) کی ہجرت تك
حضر ت علی (ع) وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے دين اسلام قبول کيا
بے نظير قربانی
ہجرت سے آنحضرت(ص) کی رحلت تك
علی (ع) رسول خدا کے امين

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علی (ع) رسول خدا(ص) کے بهائي
علی (ع) اور راہ خدا میں جنگ
علی (ع) جنگ بدر کے بے نظیر جانباز
حضرت علی (ع) رسول(ص) کے تنہا محافظ
جنگ خندق میں علی (ع) کا کردار

علی (ع) فاتح خیبر
امیر المومنین (ع) کی سیاسی زندگی میں جنگجوئي کے اثرات
حضرت علی (ع) اور پیغمبر اکرم(ص) کی جانشینی
حدیث یوم الدار
حدیث منزلت
قرآن مجید میں حضرت ہارون (ع) کے مقامات و مناصب
حدیث غدیر
سوالات
حوالہ جات

پہلا سبق

ولادت سے حضرت محمد مصطفی (ص) کے مبعوث بہ رسالت ہونے تك

ولادت

حضرت علی (ع) نے 13 رجب بروز جمعہ ' عام الفیل (1) کے تیسویں سال میں (بعثت سے دس سال قبل) خانہ کعبہ میں ولادت پائي اس نومولود بچے کے والد کا نام عمران (2) تها وہ قبیلہ بنی ہاشم کے سردار تهے اور مکہ کے بااثر لوگوں میں شمار کئے جاتے تهے آپکی والدہ فاطمہ بن اسد ابن ہاشم ابن عبد مناف تهیں_ آپ(ع) کو خانہ کعبہ کے طواف کے درمیان درد زہ محسوس ہوا چنانچہ آپ معجزے کے زیر اثر خانہ کعبہ کی عمارت میں داخل ہو گئیں جہاں حضرت علی (ع) کی ولادت ہوئي_

خانہ کعبہ میں امیر المومنین حضرت علی (ع) کی ولادت کو عام شیعہ مورخین و محدثین اور علم انساب کے دانشوروں نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے اور اب تك کسی دوسرے شخص کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئي ہے (3)

پیغمبر(ص) کے زیر دامن آپ کی پرورش

حضرت محمد(ص) پر جب پہلی مرتبہ وحی نازل ہوئي تو اس وقت حضرت علي(ع) کی عمر دس سال

سے زیادہ نہ تهي_ حضرت علی (ع) کی زندگی کا وہ حساس ترین دور تها جس میں حضرت محمد بن عبداللہ (ص) کے زیر سایہ عاطفت آپ کی شخصیت کی تشکیل ہوئي آیندہ جو واقعات رونما ہونے والے تهے ان کا چونکہ پیغمبر اکرم(ص) کو مکمل علم تها اور بخوبی یہ جانتے تهے کہ آپ(ص) کے بعد حضرت علی (ع) ہی امت مسلمہ کے امور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کی زمام سنبھالیں گے اس لئے آپ(ص) نے منظم دستورالعمل کے تحت اپنے زیر دامن تربیت کی غرض سے اس وقت جب کہ حضرت علی (ع) کی عمر چھ ہی سال تھی ان کے والد کے مکان سے اپنے گھر منتقل کر لیا تاکہ براہ راست اپنی زیر نگرانی تربیت و پرورش کرسکیں_(4)
حضرت محمد(ص) کو حضرت علی (ع) سے اس قدر محبت تھی کہ آپ کو معمولی دیر کی جدائي بھی گوارانہ تھی چنانچہ جب کبھی عبادت کی غرض سے آنحضرت(ص) مکہ سے باہر تشریف لے جاتے(5) تو حضرت علی (ع) کو بھی ہمراہ لے جاتے_
حضرت علی (ع) نے اس دور کی کیفیت اس طرح بیان فرمائي ہے : یہ تو آپ سب ہی جانتے ہیں کہ رسول خدا(ص) کو مجھ سے کس قدر انسیت تھی اور مجھے جو خاص قربت حاصل تھی اس کا بھی آپ کو علم ہے میں نے آپ(ص) کی پر شفقت آغوش میں پرورش پائي ہے جب میں بچہ تھا تو آنحضرت(ص) مجھے گود میں لے لیا کرتے تھے مجھے آپ گلے سے لگاتے تھے اور اپنے ساتھ سلاتے تھے میں اُن کے بدن کو اپنے بدن سے چمٹا لیتا تھا اور آپ کے بدن کی خوشبو سونگھتا تھا ، آپ نوالے چباتے اور میرے منھ میں دیتے تھے " _
جس طرح ایك بچہ اپنی ماں کے پیچھے چلتا ہے اسی طرح میں پیغمبر اکرم(ص) کے پیچھے پیچھے چلتا تھا آپ(ص) ہر روز اپنے اخلاقی فضائل کا پرچم میرے سامنے لہراتے اور فرماتے کہ میں بھی آپ کی پیروی کروں_ (6)
اس دوران حضرت علی (ع) نے پیغمبر اکرم(ص) کے اخلاق گرامی اور فضائل انسانی سے بہت زیادہ کسب فیض کیا اور آپ کی زیر ہدایت و نگرانی روحانیت کے درجہ کمال پر پہنچ گئے_

بعثت سے آنحضرت(ص) کی ہجرت تك
حضرت علی (ع) وہ پہلے شخص تھے جنہوننے دین اسلام قبول کیا _

حضرت علی (ع) کا اولین افتخار یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے دین اسلام قبول کیا بلکہ صحیح معنوں میں یوں کہیئے کہ آپ نے اپنے قدیم دین کو آشکار کیا _
دین اسلام قبول کرنے میں پیشقدمی وہ اہم موضوع ہے جس کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے(7) یہی نہیں بلکہ جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل دین اسلام قبول کیا اور راہ خدا میں اپنے جان و مال کو نثار کیا انہیں ان لوگوں پر فوقیت دی ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور جہاد کیا (8) اس پس منظر میں اس شخص کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو سب سے پہلے دین اسلام سے مشرف ہوا اور اس وقت ایمان لایا جب کہ ہر طرف دشمنان اسلام کی طاقت کا ہی دور دورہ تھا یہ ایك عظیم افتخار تھے کہ دیگر تمام فضائل اس کی برابری نہیں کر سکتے _
بہت سے مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت محمد(ص) پر پہلی مرتبہ وحی پیر کے دن نازل ہوئي اور اس کے اگلے دن حضرت علی (ع) ایمان لائے _ (9)
حضرت(ع) نے دین اسلام قبول کرنے میں جو دوسروں پر سبقت حاصل کی سب سے پہلے خود پیغمبر اکرم(ص) نے اس کی صراحت کرتے ہوئے صحابہ کے مجمع عام میں فرمایا تھا " روز قیامت مجھ سے حوض کوثر پر وہ شخص سب سے پہلے ملاقات کرے گا جس نے دین اسلام قبول کرنے مےنتم سب پر سبقت کی اور وہ ہے علی بن ابی طالب (ع) (10)
خود حضرت علی (ع) نے بھی مختلف مواقع پر اس حقیقت کی صراحت فرمائي ہے _ایك جگہ آپ فرماتے ہیں " اس روز جب کہ اسلام کسی کے گھر تك نہیں پہنچا تھا اور صرف پیغمبر اکرم(ص) و حضرت خدیجہ(ع) اس دین سے مشرف ہوئي تھیں میں تیسرا مسلمان تھا _ میں نور وحی و رسالت کو دیکھتا تھا اور نبوت کی خوشبو سونگھتا تھا _ (11)

دوسری جگہ آپ فرماتے ہے : " خدا وندا میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیری طرف رجوع کیا ، تیرے پیغام کو سنا امور تیرے پیغمبر(ص) کی دعوت پر لبیك کہا " (12)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بے نظیرقربانی

آپ کے دیگر افتخار میں سے ایك افتخار یہ بھی ہے جب آپ(ع) شب ہجرت (جوکے لیلة المبیت کے نام سے مشہور ہے) پیغمبر اکرم(ص) کے بستر پر سو گئے اور اس دوران آنحضرت(ص) نے مکہ سے مدینے ہجرت فرمائي اور تمام مورخین نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے اہل قریش میں سے چالیس بہادروں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس رات رسول خدا(ص) کو قتل کر دیں اس غرض سے انہوننے پیغمبر اکرم(ص) کے گھر کو نرغے مےں لے لیا _ اس رات حضرت علی (ع) نے اپنی جان کی بازی لگا کر آنحضرت(ص) کی حفاظت فرمائي اور جو خطرات رسول خدا(ص) کو پیش آنے والے تھے ان کو اپنے مول لے لیا _

یہ قربانی اس قدر اہم اور قابل قدر تھی جیسا کہ متعدد روایات (13) سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائي (ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رء وف بالعباد) (14) یعنی انسانوں میں سے کوئي ایسا بھی ہے جو رضائے الہی کی طلب میں اپنی جان کھپا دیتا ہے اور ایسے بندوں پر اللہ بہت مہربان ہے _

ہجرت سے آنحضرت(ص) کی رحلت تك

علي(ع) رسول خدا(ص) کے امین

پیغمبر اکرم(ص) کو جب یہ حکم ملاکہ مکہ سے مدینہ تشریف لے جائیں تو آپ(ص) کو اپنے قبیلے کے افراد میں کوئي بھی ایسا شخص نظر نہ آیا جو حضرت علی (ع) سے زیادہ امین و صادق ہو چناچہ اس بناء پر رسول خدا

15

نے علی (ع) کو اپنا جانشین مقرر کیا اور فرمایا کہ لوگوں کو ان کی امانتیں جو آپ(ص) کے پاس تھیں واپس کر دیں اور آپ(ص) پر جو قرض واجب ہیں انھیں بھی ادا کر دیں اس کے بعد آنحضرت(ص) کی دختر فاطمہ(ع) اور بعض دیگر خواتین کو ساتھ لے کر مدینہ آجائیں _

رسول خدا(ص) کی ہجرت کے بعد حضرت علی (ع) ان امور کو انجام دینے کے لئے جن کے بارے میں آنحضرت(ص) نے فرمایا تھا تین دن تك مکہ میں تشریف فرما رہے اس کے بعد آپ اپنی والدہ فاطمہ ' دختر رسول خدا حضرت فاطمہ(ع) فاطمہ بن زبیر اور دیگر بعض عورتوں کے ہمراہ پیدل مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور قبا میں پیغمبر(ص) سے جاملے (15)

جس وقت رسول خدا(ص) کی نظر حضرت علی (ع) پر پڑی تو دیکھا کہ حضرت علی (ع) کے پیروں میں پیدل چلنے سے چھالیں پڑ گئي ہیں اور ان سے خوں ٹپکنے لگا ہے پیغمبر اکرم(ص) کی انکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ نے فرط محبت سے گلے لگا لیا اور آپ کے حق مےں دعا کی اس کے بعد آپ نے لعاب دہن حضرت علي(ع) کے پیروں پر لگایا جس کی وجہ سے زخم بھر گئے _ (16)

علي(ع) رسول خدا(ص) کے بھائي

ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جانے کے بعد پیغمبر اکرم(ص) نے جو اہم و سودمند اقدامات کئے ان میں ایك یہ تھا کہ مہاجرین و انصار کے درمیان رشتہ اخوت و برادری بر قرار کیا چنانچہ اس وقت مسجد میں جتنے بھی لوگ موجود تھے ان کے درمیان رسول خدا(ص) نے حضرت علی (ع) کے علاوہ رشتہ برادری قائم کر دیا _ حضرت علی (ع) تنہا رہ گئے تھے آپ نے پیغمبر خدا(ص) کی خدمت میں عرض کیا : یا رسول اللہ آپ نے میرے علاوہ ہر ایك کو رشتہ برادری میں منسلك کر دیا ؟ اس موقع پر آنحضرت(ص) نے وہ تاریخی جملہ اپنی زبان مبارك سے ادا کیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ(ص) کی نظر میں حضرت علي(ع) کا کیا مقام تھا اور آپ کی نظروں میں انکی کتنی وقعت و اہمیت تھی _

آپ نے فرمایا " قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے تمہارے

16

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

رشتہ برادری میں تاخیر نہیں کی بلکہ تمہیں اپنے رشتہ اخوت و برادری کے لیے منتخب کیا ہے تم ہی دین و دنیا میں میرے بھائي ہو " (17) _

علی (ع) اور راہ خدا میں جنگ

حضرت علی کی شخصیت اپنی قربانیوں اور راہ حق میں جانبازیوں کے باعث صحابہ پیغمبر(ص) کے درمیان لاثانی و بے مثال ہے (18) غزوہ تبوك کے علاوہ آپ نے تمام غزوات میں شرکت کی اور غزوہ تبوك میں پیغمبر(ص) کی ہدایت کے مطابق آپ مدینہ میں مقیم رہے یہ آپ کی قربانی اور جانبازی کا ہی نتیجہ تھا کہ سپاہ اسلام نے سپاہ شرك پر غلبہ حاصل کیا اگر اسلام کے اس جیالے کی جانبازیاں نہ ہوتیں تو ممکن تھا کہ وہ مشرك و کافر جو مختلف جنگوں میں اسلام کے خلاف بر سرپیکار رہے چراغ رسالت کو آسانی سے خاموش اور پرچم حق کو سرنگوں کر دیتے _

یہاں ہم حضرت علی (ع) کی ان قربانیوں کا سر سری جائزہ لیں گے جو آپ نے جنگ کے میدانوں (بدر ' احد ' خندق اور خیبر) میں پیش کیں _

علي(ع) جنگ بدر کے بے نظیر جانباز

جنگ بدر میں حضرت علی (ع) کی شخصیت دو وجہ سے نمایاں رہی _

1 _ جنگ فرد بفرد : جس وقت مشرکین کے لشکر سے عتبہ ' شیبہ اور ولید جیسے تین نامور دلیروں نے میدان جنگ میں اتر کر سپاہ اسلام کو للکارا تو رسول خدا(ص) کے حکم پر حضرت عبیدہ بن حارث ' حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب (ع) ان سے جنگ کرنے کے لئے میدان جنگ مےں اتر آئے _ چنانچہ حضرت عبیدہ عتبہ سے ' حضرت حمزہ ، شیبہ سے اور حضرت علی (ع) ولید سے برسر پیکار ہو گئے _

17

مورخین کا بیان ہے : حضرت علی (ع) نے پہلے ہی وار میں دشمن کو قتل کر ڈالا ' اس کے بعد آپ (ع) حضرت حمزہ کی مدد کے لئے پہنچے اور ان کے حریف کے بھی دم شمشیر سے دو ٹکڑے کردیئے اس کے بعد یہ دونوں بزرگ حضرت عبیدہ کی جانب مدد کی غرض سے بڑھے اور ان کے حریف کو بھی ہلاك کر ڈالا (19) _

اس طرح آپ(ع) لشکر مشرکین کے تینوں نامور پہلوانوں کے قتل میں شریك رہے _ چنانچہ آپ نے معاویہ کو جو خط لکھا تھا اس میں تحریر فرمایا کہ وہ تلوار جس سے میں نے ایك ہی دن میں تیرے دادا (عتبہ) ' تیرے ماموں (ولید) ' تیرے بھائي (حنظلہ) اور تیرے چچا (شیبہ) کو قتل کیا تھا اب بھی میرے پاس ہے (20)_

2 _ اجتماعی و عمومی جنگ_ مورخین نے لکھا ہے کہ جنگ بدر میں لشکر مشرکین کے ستر (70) سپاہی مارے گئے جن میں ابوجہل ' امیہ بن خلف ' نصر بن حارث و ... اور دیگر سر برآوردہ سرداران کفار شامل تھے ' ان میں سے ستائیس سے پینتیس کے درمیان حضرت علی (ع) کی شمشیر کے ذریعہ لقمہ اجل ہوئے ، اس کے علاوہ بھی دوسروں کے قتل میں بھی آپ کی شمشیر نے جو ہر دکھائے _ چنانچہ اس وجہ سے قریش آپ کو " سرخ موت "کہنے لگے کیونکہ اس جنگ میں انھیں ذلت و خواری امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے ہاتھوں نصیب ہوئي تھی (21) _

حضرت علی (ع) رسول(ص) کے تنہا محافظ

جنگ احد میں بھی حضرت علی (ع) کے کردار کا جائزہ دو مراحل ' یعنی مسلمانوں کی فتح و شکست ' کے پس منظر میں لیا جاسکتا ہے _

مرحلہ فتح و کامیابی :

اس مرحلے میں لشکر اسلام کو کامیابی اور مشرکین کو پسپائي آپ ہی کے دست مبارك سے ہوئي_ لشکر قریش کا اولین پر چمدار طلحہ بن ابی طلحہ جب حضرت علی (ع) کے حملوں کی تاب نہ لاتے

18

ہوئے زمین پر گر گیا تو اس کے بعد دوسرے نو افراد نے یکے بعد دیگر پرچم لشکر اپنے ہاتھوں میں لیا لیکن جب وہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بھی حضرت علی (ع) کی شمشیر سے مارے گئے تو لشکر قریش کے لئے راہ فرار کے علاوہ کوئي چارہ نہ تھا (22)
_

مرحلہ شکست :
جب آبناے " عینین" کے بیشتر کمانداروں نے رسول خدا(ص) کے حکم سے سرتابی کی اور اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو اس وقت خالد بن ولید اپنے گھڑ سوار لشکر کے ساتھ اس پہاڑ کا چکر کاٹ کر اس آبنائے کی راہ سے مسلمانوں پر ایك دم حملہ آور ہوا چونکہ یہ حملہ اچانك اور انتہائي کمر شکن تھا اسی لئے جنگ کے اس مرحلے میں ستر مسلمانوں کو شہادت نصیب ہوئي اور باقی جو چند بچ گئے تھے انھوں نے راہ فرار اختیار کی _
اس مرحلے میں حضرت علی (ع) کا اہم ترین کردار یہ تھا کہ آپ پیغمبراکرم(ص) کے وجود مقدس کی پاسبانی و حفاظت کے فرائض انجام دے رہے تھے _
ان حالات مےں جبکہ چند مسلمانوں کے علاوہ سب اپنی جان بچانے کی خاطر میدان جنگ سے فرار کر گئے اور لشکر قریش نے رسول خدا(ص) کو ہر طرف سے اپنے حملوں کا نشانہ بنالیا تو اس وقت حضرت علی (ع) ہی تھے جنہوں نے اپنے حملوں سے دشمن کو آگے بڑھنے سے روکا چنانچہ دشمنان اسلام کا وہ گروہ جو رسول خدا (ص) کے نزدیك آکر حملہ کرنا چاہتا تھا آپ ہی کی تیغ سے ہلاکت کو پہنچا_
امیرالمومنین علی (ع) کی یہ قربانی اتنی اہم و قابل قدر تھی کہ حضرت جبرئیل (ع) نے رسول خدا (ص) کو اس کی مبارك بادی دی چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) نے بھی یہ فرمایا کہ :"علی منی و انا من علی " (یعنی علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں) اس قربانی کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا اور جب غیب سے یہ ندا آئي :"لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علي" تو دوسروں کو بھی حضرت علی (ع) کی اس قربانی کا اندازہ ہوا (23)
خود حضرت علی (ع) نے اپنے اصحاب کے ساتھ اپنی گفتگو کے درمیان اس قربانی کا ذکر کرتے

ہوئے فرمایا : جس وقت لشکر قریش نے ہم پر حملہ کیا تو انصار ومہاجرین نے اپنے گھروں کی راہ اختیار کی مگر میں ستر سے زیادہ زخم کھانے کے باوجود آنحضرت (ص) کی مدافعت و پاسبانی کرتا رہا_(24)
حضرت علی (ع) نے پیغمبر اکرم (ص) کی پاسبانی و مدافعت کی خاطر دشمن کا جم کر مقابلہ کیا کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئي اس وقت رسول خدا (ص) نے اپنی وہ شمشیر جس کا نام "ذوالفقار" تھا آپ کو عطا فرمائي چنانچہ آپ نے اسی سے راہ خدا میں اپنے جہاد کو جاری رکھا _(25)

جنگ خندق میں علی (ع) کا کردار
مختلف لشکروں (احزاب) کے دس ہزار سپاہیوں نے تقریباً ایك ماہ تك مدینہ کا محاصرہ جاری رکھا _ اتنی مدت گذرجانے کے بعد بالآخر دشمن کو اس کے علاوہ کوئي چارہ نظر نہ آیا کہ وہ اپنے مضبوط وطاقتور لشکر کو جس طرح بھی ممکن ہو سکے خندق پار کرائے_ اس فیصلے کے بعد عربوں کے "نامور پہلوان عمر بن عبدود" نے اپنے ساتھ پانچ سپاہی لیے اور اس جگہ سے جہاں خندق کم چوڑی تھی پار کرآیا اور جنگ کے لئے للکارا _ حضرت علی (ع) نے اس کی اس دعوت جنگ کو قبول کیا اور اس کے نعروں کا جواب دینے کیلئے آگے بڑھے چنانچہ سخت مقابلے کے بعد عربوں کاوہ دلاور ترین جنگجو پہلوان جسے ایك ہزار جنگی سپاہیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا ، حضرت علی (ع) کی شمشیر سے زمین پر گر پڑا عمرو کے ساتھیوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو وہ فرار کرگئے اور ان میں سے جو شخص فرار نہ کرسکا وہ "نوفل' تھا _ چنانچہ وہ بھی حضرت علی (ع) کے ایك ہی وار سے عمرو سے جاملا_ عمروبن عبدود کی موت (نیز بعض دیگر عوامل) اس امر کا باعث ہوئے کہ جنگ کا غلغلہ دب گیا او رمختلف لشکروں میں سے ہر ایك کو اپنے گھر واپس جانے کی فکر دامنگیر ہوئي_
اس جنگ مینحضرت علی (ع) نے میدان جنگ کی جانب رخ کیا تو آپ (ص) نے فرمایا: خدایا جنگ بدر کے دن عبیدہ اور احد میں حمزہ کو تو نے مجھ سے جدا کردیا اب علی (ع) کو تو ہرگزند سے محفوظ فرما_ اس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی "رب لا تذرنی فردا و انت خیرالوارثین" _ (26)
جب عمرو کے ساتھ میدان جنگ میں مقابلہ ہوا تو آپ(ص) نے فرمایا :
"برزالایمان کلہ الی الشرك کلہ" (*) یعنی ایمان وشرك کے دو مظہر کامل ایك دوسرے کے مقابل ہیں)
ا ور جب آپ میدان جنگ سے فاتح و کامران واپس آئے تو پیغمبر خدا (ص) نے فرمایا : "لو وزن الیوم عملك بعمل امۃ محمد (ص) لرجح عملك بعلمہم"_(یعنی اگر آج تمہارے عمل کا امت محمد کے تمام اعمال (پسندیدہ) سے مقابلہ کیاجائے تو (بے شك) اس عمل کو ان پر برتری ہوگي_(27)

علی (ع) فاتح خیبر

پیغمبر اکرم (ص) نے یہودیوں کے مرکز "خیبر" کا محاصرہ کیا تو اس غزوہ کے ابتدائي دنوں میں حضرت علی (ع) آشوب چشم کے باعث اس میں شریك نہیں ہوسکتے تھے چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) نے پرچم اسلام دو مسلمانوں کو دیا لیکن وہ دونوں ہی یکے بعد دیگرے کامیاب ہوئے بغیر واپس آگئے_
یہ دیکھ کر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا یہ پرچم ان کا حق نہ تھا علی (ع) کو بلاؤ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھ میں درد ہے _ آپ (ص) نے فرمایا کہ : علی (ع) کو بلاؤ وہی ایسا مرد ہے جو خدا اور اس کے رسول کو عزیز ہے وہ بھی خدا اور اس کے پیغمبر (ص) کو عزیز رکھتا ہے _ (28)
جس وقت حضرت علی (ع) پیغمبر اکرم (ص) کے حضور تشریف لائے تو آپ نے دعا فرماتے ہوئے اپنے دہان مبارك سے لعاب ان کی آنکھوں پر لگایا جس کے باعث درد چشم زائل ہوگیا اس کے بعد حضرت علی (ع) نے پرچم اٹھایا اور میدان جنگ کی جانب روانہ ہوگئے_
یہودی دلاور اپنے قلعے سے نکل کر باہر آئے _ مرحب کابھائي حارث نعرا لگاتا ہوا حضرت علی (ع) کی جانب بڑھا مگر چند ہی لمحے بعد اس کا مجروح بدن خاك پر تڑپنے لگا _ مرحب اپنے بھائي کی

موت سے سخت رنجیدہ خاطر ہوا چنانچہ اس کا انتقام لینے کی غرض سے وہ ہتھیاروں سے لیس حضرت علی (ع) سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں اتر آیا _ پہلے تو دونوں کے درمیان کچھ دیر گفت و شنید ہوئي مگر پلك جھپکتے ہی جانباز اسلام کی شمشیر بران مرحب کے سر پر پڑی اوآن کی آن میں اسے خاك پر ڈھیر کردیا_ دوسرے یہودی دلاوروں نے جب یہ ماجرا دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور اپنے قلعے میں چھپ گئے اور دروازہ بند کرلیا _ حضرت علی (ع) نے ان بھاگنے والوں کا تعاقب کیااور جب دروازہ بند پایا تو قدرت حق سے اسی دروازے کو جسے بیس آدمی مل کر بند کیا کرتے تھے تن تنہا دیوار قلعہ سے اکھاڑ لیا اور یہودیوں کی قلعہ خندق پر گرایا تاکہ سرباز اسلام اس کے اوپر سے گذر کر فساد اور خطرہ کے آخری سرچشمہ کو کچل دیں _(29)
عزوہ خیبر میں چونکہ مسلمانوں کو حضرت علی (ع) کی قربانی و دلاوری سے فتح و کامرانی حاصل ہوئي تھی اسی وجہ سے آپ کو "فاتح خیبر " کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے_

امیرالمومنین (ع) کی سیاسی زندگی میں جنگجوئي کے اثرات

حضرت علی (ع) کی شجاعت و دلاوری اور جرائتیں جوکہ مختلف غزوات، بالخصوص غزوہ بدر میں ابھر کر سامنے آئیں ہم نے انکو مختصر طور پر یہاں بیان کیا ہے " جس کی وجہ یہ ہے کہ ا سی جنگی پہلو کا اسلام کی آیندہ تاریخ اور آپ (ع) کی سیاسی زندگی کے حالات قلمبند کرنے میں اہم ونمایاں کردار تھے_ چنانچہ اس کے اثرات و نتائج کی تلاش و جستجو ہمیں تاریخ اسلام میں پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت کے بعد سے کرنی چاہیئے
راہ خدا میں علی (ع) کی جانبازیوں او رآپ کے ہاتھوں مشرکین کی ہلاکت (تمام غزوات، بالخصوص غزوہ بدر میں) کی وجہ سے آپ کے خلاف کفار قریش کے دلوں میں وہ دشمنی و عداوت پیدا ہوگئي جس کے اثرات بعد میں منظر عام پر آئے_
عثمان اور حضرت علی (ع) کے درمیان خلیفہ وقت مقرر کئے جانے سے متعلق چھ رکنی کمیٹی میں جو

گفتگو ہوئي اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفار و قریش کے دلوں میں آپ کے خلاف کس قدر دشمنی وعداوت تھی اس

گفتگو كے اقتباس ہم يہاں پيش كرتے ہيں :
"مسئلہ خلافت كے سلسلہ ميں عثمان نے حضرت على (ع) سے خطاب كرتے ہوئے كہا تھا ميں كيا كروں ، قريش آپ كو پسند نہيں كرتے كيونكہ آپ نے ان كے ايسے ستر (70) آدميوں كو (جنگ بدر و احد اور ديگر غزوات ميں) تہ تيغ كيا ہے جن كا شمار قبيلے كے سرداروں اور سربرآوردہ اشخاص ميں ہوتا تھا (چنانچہ ان كے دلوں ميں بھى كينہ و عداوت ہے "_ (30)
اس كى دوسرى مثال يزيد كے وہ اشعار ہےں جو اس نے حضرت سيد الشہداء (ع) اور آپ كے بہتّر عزيز و اقرباء اور ياران باوفا كى شہادت پر كہے تھے_ وہ لعين جب كہ نشہ فتح وكامرانى ميں مست و سرشار تھا اور حسين بن على (ع) كا سر مبارك اس كے پاس لايا گيا تو اس ملعون نے اس موقعے پر جو اشعار كہے ان كا مفہوم يہ ہے: احمد (پيشوائے اسلام) نے جو كام انجام ديئے ہيں ان كے مقابل اگر ميں ان كى آل سے انتقام نہ لوں تو خندف كى نسل سے نہيں_ ہاشم نے دين كے نام پر حكومت حاصل كى تھى ورنہ اس پر نہ غيب سے خبر آئي تھى نہ وحى نازل ہوئي تھي_ ہم نے على (ع) سے اپنا بدلہ ليا اور سوار شجاع اور سورما (حسين بن على (ع)) كو قتل كرديا _ (31)

حضرت على (ع) اور پيغمبر اكرم (ص) كى جانشيني
بلا شك و ترديد اسلام كے جو عظےم و اہم ترين مسائل ہيں ان ميں امت كى ولايت وقيادت نيز امور مسلمين كى راہبرى و سرپرستى بھى شامل ہے _ چنانچہ اس اہميت كو مد نظر ركھتے ہوئے پيغمبر اكرم (ص) كى يہ كوشش تھى كہ آئندہ جس اسلامى معاشرے كى تشكيل ہوگئي اس كے مسئلہ رہبرى كو اپنے زمانہ حيات ميں ہى طے كرديں _ چنانچہ "دعوت حق كے اولين روز سے ہى آپ نے توحيد كے ساتھ مسئلہ خلافت كو واضح كرنا شروع كرديا تھا_ چونكہ حضرت على (ع) ہى كى وہ شخصيت تھى جو تمام فضائل وكمالات كى مالك تھى اسلئے خداوند متعال كى طرف سے پيغمبر اكرم (ص) كو حكم ملا كہ مسلمانوں كے دينى و

دنيوى امور كى سرپرستى كےلئے اپنے بعد ان كى جانشينى كا اعلام فرماديں_
رسول اكرم (ص) نے اس الہى پيغام كا اعلان مختلف مواقع پر فرمايا يہاں ہم اختصار كے پيش نظر ان تين احاديث كا ہى ذكر كريں گے جو آپ نے مختلف اوقات ميں بيان فرمائي ہيں :
1_ حديث يوم الدار
2_ حديث منزلت
3_ حديث غدير

حديث يوم الدار
بعثت كى تين سال كے بعد جب يہ آيت نازل ہوئي "وانذر عشيرتك الاقربين" (32) يعنى رسول اكرم (ص) اس كام پر مامور كئے گئے كہ وہ سب سے پہلے اپنے عزيز واقرباء كو دعوت اسلام ديں _ اس مقصد كے تحت پيغمبر اكرم(ص) كے حكم پر حضرت على (ع) نے بنى ہاشم كے چاليس سرداروں كو جن ميں ابوطالب، ابولہب ، حمزہ ، وغيرہ شامل تھے مدعو كيا جب سب لوگ كھانے سے فارغ ہوئے تو پيغمبر اكرم (ص) نے فرمايا اے فرزندان عبدالمطلب عرب كے جوانوں ميں مجھے كوئي بھى ايسا نظر نہيں آتا جو تمہارے لئے مجھ سے بہتر پيغام لايا ہو _ ميں تمہارے لئے ايسا پيغام لے كر آياہوں جس ميں دونوں جہان كى خير وسعادت ہے_ خداوند تعالى نے مجھے حكم ديا ہے كہ ميں تمہيں اس كى طرف دعوت دوں_ تم ميں سے ايسا كون ہے جو اس راہ ميں ميرى مدد كرے تاكہ وہ ميرا بھائي ، وصى اور جانشين قرار پائے _ پيغمبر اكرم (ص) نے اپنے اس سوال كو تين مرتبہ دہرايا اور ہر مرتبہ حضرت على (ع) ہى اپنى جگہ سے اٹھے اور انہوں نے اپنى آمادگى كا اعلان كيا_
اس وقت رسول اكرم (ص) نے حضرت على (ع) كى جانب اشارہ كرتے ہوئے فرمايا : تو گويا على (ع) ہى ميرے بھائي ، وصى اور جانشين ہيں لہذا تم ان كى بات سنو اور ان كى اطاعت كرو _(33)

حدیث منزلت
صرف وہ غزوہ جس میں حضرت علی (ع) نے پیغمبر اکرم (ص) کی حکم کے پیروی کرتے ہوئے شرکت نہیں کی غزوہ تبوك تھا _ چنانچہ اس مرتبہ آپ جانشین رسول خدا (ص) کی حیثیت سے اور ان واقعات کا سد باب کرنے کی غرض سے جن کے رونما ہونے کا احتمال تھا مدینہ میں ہی قیام پذیر رہے_
جس وقت منافقوں کو رسول خدا (ص) کے ارادے کی خبر ہوئي تو انہوں نے ایسی افواہیں پھیلائیں جن سے حضرت علی (ع) اور پیغمبر اکرم (ص) کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوجائے اور حضرت علی (ع) کو یہ بات باور کرادیں کہ اب آپ سے رسول (ص) کو پہلی سی محبت نہیں _ چنانچہ جب آپ کو منافقین کی ان شرپسندانہ سازشوں کا علم ہوا تو ان کی باتوں کو غلط ثابت کرنے کی غرض سے رسول خدا (ص) کی خدمت میں تشریف لے گئے اور صحیح واقعات کی اطلاع دي_ رسول اکرم (ص) نے علی (ع) کو مدینہ واپس جانے کا حکم دیتے ہوئے اس تاریخی جملے سے حضرت علی (ع) کے اس مقام و مرتبہ کو جو آپ (ص) کے نزدیك تھا اس طرح بیان فرمایا : "کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میرے اور تمہارے درمیان وہی نسبت ہے جو کہ موسی (ع) اور ہارون (ع) کے درمیان تھي_ مگر یہ کہ میرے بعد کوئي نبی نہیں ہوگا_ (34)

قرآن مجید میں حضرت ہارون کے مقامات ومناصب:
اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاك کی نظر میں حضرت ہارون کے وہ کون سے مناصب و مقامات تھے جو حضرت علی (ع) میں بھی نبوت کے علاوہ (چنانچہ حضرت محمد (ص) نے خود ہی مذکورہ حدیث میں آپ کو اس سے مستثنی قرار دیا ہے) بدرجہ اتم موجود تھے_
چنانچہ جب ہم قرآن کی جانب رجوع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ حضرت موسی (ع) نے حضرت ہارون (ع) کے لئے مندرجہ ذیل مناصب چاہے تھے_ مقام وزارت :"واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخي" _ (35) _ "میرے کنبے سے ہارون کو وزیر مقرر کردے جوکہ میرے بھائي ہیں"_

تقویت و تائید "واشد بہ ازري"_ اس کے ذریعے میرا ہاتھ مضبوط کر
مقام نبوت: "واشرکہ فی امري"اور اس کو میرے کام میں شریك کردے"_
حضرت موسی (ع) نے جو چیزیں خداوند تعالے سے مانگیں اس نے ان کا مثبت جواب دیا اور مذکورہ تمام مقامات حضرت ہارون کو عطا کردیئے_ چنانچہ اس سلسلے میں قرآن مجید فرماتاہے:"قد اوتیت سوالك یا موسي_ "اے موسی جو تم نے مانگا ہم نے عطا کیا"_
اس کے علاوہ حضرت موسی (ع) نے اپنی غیر موجودگی میں حضرت ہارون (ع) کو اپنا جانشین مقرر کیا _ (وقال موسی لاخیہ ہارون اخلفنی فی قومي)موسی نے حضرت ہارون سے کہا تم میری قوم مینمیرے خلیفہ اور جانشین ہو "_
حدیث منزلت کے مطابق وہ تمام مناصب و مقامات جو ہارون کےلئے بیان کئے گئے ہیں ، صرف ایك منصب کے علاوہ کہ جسے آیت سے مستثنی قرار دیا ہے، حضرت علی (ع) کےلئے ثابت ہیں_
اس لحاظ سے حضرت علي(ع) ہی امت مسلمہ میں رسول خدا (ص) کے یاور و مددگار اور خلیفہ ہیں_ (40)

حدیث غدیر
ہجرت کے دسویں سال پیغمبر اکرم (ص) جس وقت "حجة الوداع" (41) سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ماہ ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو آپ نے "غدیر خم " کے مقام پر فرمان خداوندی کے مطابق حکم دیا کہ سارے مسلمان یہاں توقف کریں اس کے بعد ایك لاکھ سے زیادہ افراد کی موجودگی میں حمد وستائشے باری تعالی کے بعد جو خطبہ دیا اسے جاری رکھتے ہوئے آپ نے دریافت فرمایا : اے لوگو تم میں ایسا کون ہے جسے تمام مومنین پر برتری حاصل ہو ؟
سب نے کہا یہ تو خدااور اس کا رسول (ص) ہی بہتر جانتاہے _ آپ (ص) نے فرمایا خداوند تعالی نے مجھے ولایت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے تمام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے_

26

اس کے بعد آپ نے حضرت علی (ع) کا ہاتھ اونچا کیا چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس وقت وہاں جمع تھے انہوں نے حضرت علی (ع) کو پیغمبر اکرم (ص) کے دوش بدوش دیکھا اور آپ (ص) نے فرمایا : جس کا مولا و سرپرست مینہوں علی (ع) اس کا مولا و سرپرست ہے _(42) چنانچہ یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ دہرایا_

اس کے بعد مزید فرمایا : "اے پروردگار تو اسے دوست رکھ جو علی (ع) کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی (ع) کو دشمن رکھے _ خداوندا یاران علی (ع) کی مدد فرما اور اس کے دشمنوں کو ذلیل و خوارکر_(43)

یہ تھیں وہ سرافرازیاں جو حضرت علی (ع) نے زندگی کے اس اولین مرحلے میں حاصل کیں کہ جس کی مدت دس سال سے زیادہ نہ تھی _ اگرچہ دیگر کتب میں آپ کی سوانح حیات مفصل طور پر بیان کی گئي ہے مگر یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے انہی پر اکتفا کرتے ہیں _

27

سوالات

1_ حضرت علی (ع) کی زندگی کے مختلف ادوار کے بارے میں لکھیئے؟

2_ بعثت سے قبل حضرت علی (ع) کی زندگی میں کون سا اہم ترین واقعہ پیش آیا؟آپ کے اقوال کے روشنی میں اس کی مختصر اً وضاحت کیجئے؟

3_ حضرت علی (ع) کے امتیازات وافتخارات میں سے ان دو کی کیفیت بیان کیجئے جو بعثت کے بعد اور رسول خدا (ص) کی ہجرت سے قبل رونما ہوئے_

4_ جنگ بدر میں حضرت علی (ع) کا کیا کردار رہا اختصار سے لکھ یے_

5_ پیغمبر اکرم (ص) نے غزوہ احزاب کے موقع پر حضرت علی (ع) کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

6_ حضرت علی (ع) نے مختلف جنگوں (بالخصوص جنگ بدر) میں دلاوری کے جو جوہر دکھائے اورمشرکین کو قتل کیا وہ آپ کی سیاسی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوئے اور کب منظر عام پر آئے ان کی کوئي مثال لکھیئے

7_ حدیث "یوم الدار" کی مختصر وضاحت کیجئے اور بتایئے مذکورہ حدیث پیغمبر (ص) کے بعد امام (ع) کی جانشینی پر کس طرح دلالت کرتی ہے؟

28

حوالہ جات

1_ عام الفیل وہ سال کہلاتا ہے جس میں ابرہہ ہاتھیوں پر سوار لشکر کے ساتھ کعبہ کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے آیا تھا_

2_ حضرت عمران کے چار فرزند تھے جن کے نام طالب ، عقیل ، جعفر اور علی تھے وہ ابوطالب کی کنیت سے مشہور تھے_ بعض مورخین نے حضرت علی (ع) کے والد کا نام عبدمناف بھی بیان کیا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو شرح ابن ابی الحدید ج1 ص 11)

3_حضرت علی (ع) کی ولادت کو اہل سنت کے محدثین و مورخین نے بھی اپنی کتابوں میں خانہ کعبہ میں تحریر کیا ہے منجملہ ان کے مسعودی نے مروج الذہب (ج 2 ص 349) حاکم نے مستدرك (ج 3 ص 483) اور آلوسی نے شرح قصیدہ _ عبدالباقی افندی ص 15 مزید تفصیل کیلئے اہل سنت کے دانشوروں کے نظریات کو جاننے کیلئے ملاحظہ ہو کتاب "الغدیر" ج 4 ص 23_ 21

4_ سیرت ابن ہشام ج 1 /262 ، کامل ابن اثیر ج 2/ 58 کشف الغمہ ج 1 / 79 ، تاریخ طبری ج 2 / 312 البتہ مورخین کی رائے میں حضرت علی (ع) کے پیغمبر اکرم (ص) کے گھر منتقل ہونے کا سبب وہ قحط سالی تھی جس سے شہر مکہ دوچار ہواتھا اور ابوطالب کی زندگی چونکہ تنگ دستی میں گزر رہی تھی اس لئے حضرت محمد (ص) کی تجویز پر آپ کے قبیلے کے لوگ ان کے ہر فرزند کو اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت علی (ع) کو آنحضرت (ص) اپنے

ساتھ لے آئے لیکن شہید مطہری نے نقل مکانی کی اس وجہ کو مسترد کیا ہے اور اسے مورخین کے ذہن کی اختراع قرار دیا ہے_ جس کا سبب رسول اکرم (ص) کے اس اقدام کی اہمیت اور قدر وقیمت کو کم کرنا مقصود ہے اس سلسلے میں موصوف کا مطمع نظر متن کتاب مینملاحظہ ہو _

5_ تاریخ طبری ج 2/ 313 شرح ابن ابی الحدید ج 199/13 _ کشف الغمہ ج 1 / 117 کامل ابن اثیر ج 2 /58 وسیرة ابن ہشام ج 1 / 263

6_ نہج البلاغہ خطبہ قاصعہ (192) ولقد کنت اتبعہ اتباع الفصیل اثر امہ یرفع لی کل یوم من اخلاقہ علماً یا مرنی بالاقتداء بہ

7_ سورہ واقعہ آیہ السابقون السابقون اولئك المقربون _ جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت

کی وہی افراد خدا کی رضا ورحمت کے حصول میں سبقت رکھتے ہیں _

8_ سورہ حدید آیہ 10 (لأَيَستَوى منكُم مَن أَنفَقَ من قَبل الفَتح وَقَاتَلَ أُولَئكَ أَعظَمُ دَرَجَةً من الَّذينَ أَنفَقُوا من بَعدُ وَقَاتَلُوا)"تم میں سے جو لوگ خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے"_

9_ سیرت ابن ہشام ج 1 / 246 ، کشف الغمہ ج 113/1 ، تاریخ طبری ج 2/ 310 _ سنن ابن ماجہ ج 1/ 57

10 _"اولکم ورداً علی الحوض اولکم اسلاماً علی بن ابی طالب _ مستدرك حاکم ج 3/ 136 ، کشف الغمہ ج 1 / 105 _ تاریخ بغداد ج 2/ 81 شرح ابن ابی الحدید ج 3 / 385 وغیرہ مزید اطلاع کیلئے ملاحظہ ہو الغدیر ج 3/ 220

11_ نہج البلاغہ خطبہ 192 _"ولم یجمع بیت واحد یومئذ فی الاسلام غیر رسول اللہ وخدیجة انا ثالثہما ا ری نورالوحی والرسالة واشم ریح النبوة"_

12_ نہج البلاغہ خ 131 _ اللہم انی اول من اناب وسمع واجاب

13_ روایات سے مزید آگہی کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر برہان ج 1 / 206 ، تفسیر المیزان ج 2/ 99، مطبوعہ جامعہ مدرسین بحار ج 19 صفحات (56_ 78_ 87)

14_ بقرہ آیہ 207

15_ قبا مدینہ سے دو فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے یہاں قبیلہ بنی عمروبن عوف آباد تھا(معجم البلدان) ج 4 / 301

16_ اعیان الشیعہ ج 1/ 377 (دس جلدي) منقول از سیرت حلبی واسد الغابہ

17_ والذی بعثنی بالحق ... الخ ... انت اخی فی الدنیا و الاخرة _ مستدرك حاکم ج 3/ 14

18_ "غزوہ" اصطلاح میں اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں پیغمبر اکرم (ص) بذات خود موجود رہتے تھے _ ایسی جنگوں کی تعداد چھبیس یا ستائیس ہیں اورجن جنگوں میں رسول خدا (ص) موجود نہ تھے انہیں اصطلاحاً "سریہ" کہاجاتا ہے جن کی تعداد پینتیس سے چھیاسٹھ تك کے درمیان بتائي گئي ہے_

19_ الصحیح من سیرة النبی ج 192/3 ، بحار ج 19/ 225 _ 254 _290

21_ الصحیح من سیرة النبی ج 3 / 203 _202_ مناقب ج 2/ 68 نیز ملاحظہ ہو بحار ج 19/ 279_ 276_ 291

22_ بحار ج 50/20 _ 51 ،الصحیح من سیرة النبی (ص) ج 4 / 218_ 213_

23_ ملاحظہ ہو تاریخ طبری ج 2/ 514 کامل ابن اثیر ج 2/ 154 وشرح ابن ابی الحدید ج 14/ 250 اس واقعے کا ذکر تمام مذکورہ کتب میں مختصر سے فرق کے ساتھ موجود ہے _

24_ بحار ج 20 / 70 خصال صدوق (مترجم) ج 2 / 127_

25_ بحار ج 20/ 54 تفسیر علی ابن ابراہیم سے منقول_

26_ 127 _ بحارج 20 / 216_ 215 _

27_ بحار ج 20 / 205_

28_ "ا رونیہ ترونی رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ (ارشاد مفید / 66)_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

29_ ارشاد مفيد / 67 / 65 بحار ج 21 / 16_ 14_
30 _ شرح ابن ابی الحديد ج 9/ 23_ الصحيح ج 3/ 220_
31_ مقتل خوارزمی 2 /59 _
لستُ من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما كان فعل
لعبت ہاشم بالملك فلا خبر جاء و لا وحی نزل
قد اخذنا من علی ثارناوقتلنا الفارس الليث البطل
32_ سوره شعرا ء 214 _
33_ تاريخ طبری ج 2/ 321 و 320 كامل ابن اثير ج 2/ 63 _ 62 مجمع البيان ج 8/ 7 الغدير ج 2 / 278 "فا يكم يؤازرنی علی ہذاالامر علی ان يكون اخی ووصی وخليفتی فيكم ...؟ ان ہذا اخی و وصيی وخليفتی فيكم فاسمعوا لہ واطيعوه"_
34_اما ترضی ان تكون منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی _ غاية المرام كے صفحہ 152 سے 107پر ايك سو ستر (170) محدثين كے طريق سے "حديث منزلت" كو نقل كيا گيا ہے ان ميں سے سو طريق اہل سنت والجماعت كے ہيں_ صاحب المراجعات نے بھی (139_ 141) پر مذكوره حديث كو صحيح

مسلم ، بخاری ، سنن ابن ماجہ ومستدرك حاكم اور اہل سنت كے ديگر مصادر سے نقل كيا ہے_
35_ سوره طہ 29_ 30_
36_ _37_ 38 _ سوره طہ آيات 31_32_ 36_
39_سوره احزاب آيت 142_
40_ رہبری امت مصنفہ جعفر سبحانی سے ماخوذ صفحات 168 _ 167_
41_ فرمان خداوندی سوره مائده آيت 67 " يَاأَيُّہَا الرَّسُولُ بَلِّغ مَا أُنزِلَ إِلَيكَ من رَبّكَ وَإن لَم تَفعَل فَمَا بَلَّغتَ رِسَالَتَہُ وَاللہُ يَعصمُكَ من النَّاس"_
42_ من كنت مولاه فہذا علی مولاه _اللہم وال من والاه و عاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذلہ _ ملاحظہ ہو الغدير ج 1/ 11_9

دوسرا سبق
رسول اكرم (ص) كی رحلت سے خلافت ظاہری تك
وفات پيغمبر (ص) كو جھٹلانا
غير متوقع حادثہ
پيغمبر (ص) كی جانشينی كا مسئلہ شيعوں كی نظر ميں
لاتعلقي
امت كی پريشانی كا خطره
لوگوں كا دور جاہليت كی جانب واپس چلے جانے كا خطره
منافقين كا خطره
شوری

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

وصی اور جانشين کا تقرر
سقيفہ ميں رونما ہونے والے حالات
اس خطبے کے اہم نکات
انصار کا رد عمل
علی (ع) کی بيعت کے بارے ميں تجويز
سقيفہ کے واقعات کے بعد حضرت علی (ع) کا رد عمل
علی (ع) نے کيوں عجلت نہيں کي؟
سوالات
حوالہ جات

35

رسول اکرم (ص) کی رحلت سے خلافت ظاہری تك(1)
پيغمبر اکرم (ص) کے زمانہ حيات ميں حضرت علی (ع) کی زندگی کے تعميری اور کردار ساز بعض حادثات وواقعات کا جائزہ ترتيب وار گذشتہ فصل ميں ليا جاچکا ہے _ چونکہ ہمارا مطمع نظر تاريخ اسلام کا تجزيہ وتحليل ہے نہ کہ ان بزرگوار شخصيات کے احوال زندگی کو بيان کرنا اسيلئے بہت سے ايسے واقعات جن کا امام (ع) نے ان مراحل ميں سامنا کيا ، ان کا ذکر نہيں کياجاسکا_اب ہم يہاں پيغمبر اکرم (ص) کی رحلت کے بعد تاريخ اسلام کے واقعات کا جائزہ ليں گے_

وفات پيغمبر(ص) کو جھٹلانا
رسول اکرم (ص) کی رحلت کے بعد سب سے پہلا واقعہ جو مسلمانوں کے سامنے آيا وہ عمر کی جانب سے رونما ہوا چنانچہ انہوں نے رسول خدا (ص) کے گھر کے سامنے بآواز بلند کہا کہ جو شخص يہ کہے گا کہ رسول خدا(ص) کی رحلت ہوگئي ميں اسی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا اگر چہ حضرت ابن عباس و ديگر صحابہ رسول (ص) نے وہ آيت بھی سنائي جس کا مفہوم يہ ہے کہ موت سے پيغمبر(ص) کو بھی مفر نہيں (2) مگر اس کا ان پر اثر نہ ہوا بوقت رحلت ابوبکر مدينہ سے باہر تھے _ چند لحظے گذرنے کے بعد وہ بھی آن پہنچے اور عمر کی داد و فرياد کی جانب توجہ کي ے بغير وہ پيغمبر اکرم (ص) کے گھر ميں داخل ہوگئے اور رسول خدا (ص) کے چہرہ مبارك سے چادر ايك طرف کرکے بوسہ ديا اور مسجد ميں واپس آگئے اور يہ اعلان کيا کہ رسول اللہ (ص) رحلت فرماگئے ہيں _ اس کے بعد انہوں نے بھی اسی آيت کی تلاوت کی اس پر عمر نے کہا ايسا لگتا ہے کہ ميں نے آج تك گويا يہ آيت سنی ہی نہيں تھی (3)

36

غير متوقع حادثہ
جس وقت حضرت علی (ع) پيغمبر اکرم (ص) کو غسل دينے ميں مشغول اور مسلمان تکميل غسل و کفن کا انتظار کر رہے تھے تاکہ نماز جنازہ ميں شرکت کرسکيں خبر آئي کہ کچھ لوگ "سقفيہ بنی ساعدہ" ميں جمع ہيں او رخليفہ منتخب کئے جانے کے بارے ميں بحث کر رہے ہيناور قبيلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کا نام خلافت کےلئے پيش کيا گيا ہے_
عمر اور ابوبکر نے جيسے ہی يہ خبر سنی فوراً سقيفہ کی طرف روانہ ہوئے_ راستے ميں ابوعبيدہ بن جراح کو بھی مطلع کيا اور تينوں افراد نے سقيفہ (4) کی جانب رخ کيا _
اس وقت تك معاملہ انصار کے ہاتھ ميں تھا ليکن جيسے ہی يہ تينوں مہاجر وہاں پہنچے تو تنازع شروع ہوگيا اور ہر شخص اپنی اہليت وشايستگی کی تعريف کرنے لگا _ بالآخر ابوبکر کو پانچ رائے کے ذريعے سقيفہ ميں خليفہ چن ليا گيا _
برادران اہل سنت نے اس واقعہ کو حقيقت سمجھ ليا اور خليفہ کے انتخاب کو مشاورت اور اجماع مسلمين کا نام دے کر اسے تسليم کرليا_
اس حقيقت کو آشکار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذيل عنوانات کا تجزيہ کياجائے تاکہ اصل واقعے کی وضاحت ہوسکے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پیغمبر (ص) کی جانشینی کا مسئلہ شیعوں کی نظر میں
شیعوں کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کی جانشینی کا مسئلہ آنحضرت (ص) کے زمانہ حیات میں ہی فرمان خدا کے ذریعے رسول (ص) نے طے اور واضح کردیا تھا اور جو کچھ سقیفہ بنی ساعدہ میں پیش آیا وہ فرمان خدا اور حکم رسول (ص) کے خلاف محض ایك تحریك تھي_
گذشتہ فصل میں ہم نے چند ایسی دلیلیں اور حدیثیں بیان کی تھےں جو مذکورہ دعوے کو ثابت کرتی ہیں _ یہاں اس مسئلے کا تاریخی واقعات کی روشنی میں جائزہ لیاجائے گا_

پیغمبر اکرم (ص) کے دوش مبارك پر ایك عالمی تحریك کی قیادت تھی یہ بات بھی واضح و روشن ہے کہ اس تحریك کے پروان چڑھنے اور سیاسی ، ثقافتی نیز اجتماعی سطح پر گہری تبدیلی لانے کیلئے رسول خدا (ص) کا زمانہ رسالت (بعثت سے رحلت تك) کافی نہ تھا اگرچہ اسلام کے اس عظےم رہبر و پیشوا نے اس مختصر و محدود عرصے میں ہی انسان کی تکمیل اور اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے بہت عظیم واساسی اقدامات کئے لیکن اس عالمی تحریك کو آپ (ص) کے بعد بھی جاری و ساری رہناتھا_
اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت اچانك واقع نہیں ہوئي بلکہ آپ (ص) نے اس کے وقوع پذیر ہونے سے کچھ عرصہ قبل محسوس کرلیا تھا کہ جلد ہی اس دنیا سے کوچ کر جائیں گے _ چنانچہ آپ نے "حجةالوداع" کے موقع پر کھلے لفظوں میں اس کا اعلان بھی کردیا تھا اس کے بعد آپ کے پاس اسلام کے مستقبل سے متعلق سوچنے کے لئے وقت کافی تھا اور آپ کوئي اصولی روش وتدبیر اختیار کرکے ان عوامل کی پیش بندی کرسکتے تھے جن سے انقلاب خداوندی کی راہ میں آئندہ کسی خطرے کے آنے کا امکان ہوسکتا تھا_ان حالات و واقعات کے بارے میں غیبی عوامل کی مدداور سرچشمہ وحی سے ارتباط کو علیحدہ کرکے بھی غور کیاجاسکتا ہے ایسی صورت اور ان واقعات کی روشنی میں رسول اکرم (ص) کے سامنے اسلام کے مستقبل سے متعلق تین ہی ممکن راہیں ہوسکتی تھیں:

لا تعلقي
شوري
اپنے وصی اور جانشین کے بارے میں وصیت
اب ہم تاریخی حقائق اور ان سیاسی واجتماعی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جو اس وقت اسلامی معاشرہ پر حکم فرما تھے مذکورہ بالا تینوں راہوں کا اجمالی جائزہ لیں گے_

لاتعلقي
لاتعلقی سے مراد یہ ہے کہ ہم اس بات کے قائل ہوجائیں کہ رسول خد ا(ص) کو اسلام کے مستقبل سے کوئي سرو کار نہ تھا بلکہ آنحضرت (ص) نے اسے نوشتہ تقدیر اور آئندہ حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا_
پیغمبر اکرم (ص) جیسی شخصیت کے بارے میں ایسی بے سرو پا باتوں کا فرض کرلینا کسی طرح بھی حقائق وواقعات کے موافق نہیں ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کی اسلامی رسالت کا مقصد یہ تھا کہ دور جاہلیت کے جتنے بھی رگ وریشے اس دور کے انسان میں ہوسکتے تھے انہیں اس کے دل وجان کے اندر ہی خشك کردیاجائے اور اس کے بجائے ایك جدید اسلامی انسان کی تعمیر کی جائے _ جب بھی کوئي ہادی و راہنما نہ ہو تو معاشرہ بے سرپرست رہ جائے اور انقلاب میں ایك ایسا خلاء پیدا ہوجائے گا جس کی وجہ سے اس کو مختلف قسم کے خطرات لاحق ہوجائیں گے _ مثال کے طور پر :

لوگوں کا دور جاہلیت کی جانب واپس چلے جانے کا خطرہ
اس میں کوئي شك نہیںہے کہ روح رسالت اور رسول (ص) کی تحریك کے مقاصد کو وہی شخص پایہ تکمیل تك پہنچاسکتا تھا کہ جس کو رسول (ص) نے پہچنوایاتھا اور امت کے کسی فرد میں اسکی صلاحیت نہ تھی کہ وہ رسول کے بعد زمام

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

داری اور رسالت کے مقصد کے درمیان کوئي متین تناسب قائم کرسکے اور اسلامی معاشرہ سے ان جاہلی تعصبات کو دور کرسکے جو ابھی تك معاشرہ کی رگ و پے میں موجود تھے کہ جس نے انہیں مہاجر، انصار ، قریش و غیر قریش اور مکی و مدنی وغیرہ میں تقسیم کر رکھا تھا_

تھے آپ(ص) نے فرمایا کہ کاغذ و دوات لے آؤ تاکہ میں تمہارے لئے ایسا نوشتہ لکھ دوں کہ جس سے تم (میرے بعد) ہرگز گمراہ نہ ہو(5)

رسول خدا(ص) کا یہ فرمانا ہی اس بات کی واضح و روشن دلیل ہے کہ آیندہ رونما ہونے والے خطرات کے بارے میں آپ کو تشویش تھی اور ان کا سد باب کرنے کے لئے آپ(ص) کوشاں تھے _

شوری

شوری سے مراد یہ ہے کہ گویا رسول خدا(ص) نے اپنے بعد مسلمانوں کی رہبری کو انہی کے وست اختیار میں دے دیا تھا کہ جسکو چاہیں منتخب کر لیں _

اگرچہ اسلام نے قانون اور اصول شوری (مشاورت) کا احترام کیا ہے اور قرآن میں اس کا شمار اوصاف مومنین میں ہوتا ہے (6) لیکن اس کا تعلق ان واقعات سے ہے جو مسلم معاشرے کے درمیان رونما ہوتے ہیں اور ان کی بارے میں کوئي نص صریح موجود نہ ہو کیونکہ اسلام کے قوانین و احکام مشوروں سے طے نہیں ہوتے یہی وجہ تھی کہ وہ ذمہ داریاں (تکالیف) جو وحی کی ذریعے معین کی گئیں تھیں ان کے بارے میں پیغمبر اکرم(ص) نے کسی سے مشورہ نہ کیا چنانچہ مسئلہ ولایت و امامت کا شمار بھی ایسے ہی مسائل میں ہوتاہے جو امور مشاورت کی حدود سے خارج ہیں یہی نہیں بلکہ اس کے بارے میں رسول خدا(ص) بھی اپنی رائے کا اظہار نہیں فرما سکتے تھے _

یہی وجہ ہے کہ جس وقت قبیلہ بنی عامر کی ایك جماعت پیغمبر اکرم(ص) سے ملاقات کرنے کے لئے آئي اور اس نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم اس شرط پر ایمان لانے کو تیار ہیں کہ آپ اپنے بعد خلافت ہماری تحویل میں دے دیں اگرچہ اس وقت پیغمبر اکرم(ص) انتہائي پر آشوب حالات سے دو چار تھے نیز قریش (7) کی جانب سے آپ پر سخت دباؤ بھی تھا اور آپ(ص) کوخوفزدہ کرنے کی کوشش بھی کی جا رہی تھی مگر اس کے باوجود آپ(ص) نے فرمایا یہ کام خداند تعالی کا ہے (اور اس میں مجھے کوئي اختیار نہیں) وہ جسے بھی مناسب سمجھے گا اسے ہی میرے بعد میرا جانشین مقرر کرے گا (8) _

اس کی علاوہ اسلام کی فلاح و بہبود کی خاطر پیغمبر اکرم(ص) نظام شوری کو سودمند اقدام خیال فرماتے تو آپ یقینا اپنے زمانہ حیات کے دوران ایسے دستورات عمل کا سلسلہ مرتب فرماتے جس کے ذریعے امت مسلمہ خود کو اس اقدام کے لئے تیار کر لیتی کہ شوری کے ذریعے نظام حکومت جاری رکھ سکے کیونکہ دور جاہلیت کے نظام حکومت میں کوئي ایسا ادارہ کار فرمانہ تھا جو شوری کی ذریعے نظام حکومت چلاسکے اگرچہ رسول خدا(ص) نے کسی وقت بھی نظام شوری اور راس کے دائرہ عمل نیز مشخصات کو منفی قرار نہیں دیا اور نہ ہی مسلمانوں کو یہ ہدایت فرمائي کہ وہ اس سے گریز کریں_

اس سے قطع نظر ابو بکر نے جب عمر کو اپنا جانشین مقرر کیا تو یہ اس امر کی واضح دلیل تھی کہ اس اقدام کے ذریعے نظام شوری کی نفی کی گئي اور یہ ثابت ہو گیا کہ آنحضرت(ص) نظام شوری کے حامی نہ تھے اور آپ(ص) اسے اپنا حق سمجھتے تھے کہ زمانہ حیات میں کسی ایسے شخص کو مقرر فرما دیں جو رحلت کے بعد آپ کا جانشین ہو سکے یہی نہیں بلکہ عمر بھی خلیفہ مقرر کرنا اپنا حق سمجھتے تھے اور اسے انہوں نے چھ افراد کے درمیان محدود کر دیا تھا تاکہ وہ اپنے درمیان میں سے کسی ایك شخص کو خلیفہ مقرر کر لیں اور ان افراد کے علاوہ انہوں نے تمام امت مسلمہ کو اس حق سے محروم کر دیا تھا_

وصی اور جانشین کا تقرر

وصایت (عملی جانشینی) سے ہماری مراد یہ ہے کہ تنہا ایك یہی ایسی راہ ہے جو حقائق اور فطرت اور خلافت کی واقعیت سے عین سازگار ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے اسلام کی آیندہ فلاح و بہبود کی خاطر یہ مثبت اقدام

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فرمایا تھا اور خدا عالم کے حکم سے ایك شخص کو جانشین کی حیثیت سے مقرر کر دیا تھا چنانچہ صرف یہی ایك ایسا مثبت اقدام تھا جو مستقبل میں اسلام کی خیر و صلاح اور رسالت کو خطرات سے محفوظ رکھنے کا ضامن ہو سکتا تھا _ اسلام میں سبقت ، اور دوسرے مسلمانوں کی نسبت علي(ع) کی واضح و امتیازی خصوصیات کی بناء پر کسی دوسرے شخص کو ان کے علاوہ

پیغمبر اکرم(ص) کی جانشینی کا حق حاصل نہ تھا _

رسول خدا(ص) اور حضرت علی (ع) کی باہمی زندگی کے ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرت(ص) اس حیثیت سے حضرت علی (ع) کی تربیت فرمارہے تھے کہ آیندہ اسلامی معاشرے کے آپ(ع) ہی قائد و رہبر ہیں پیغمبر اکرم(ص) نے آپ(ع) کو حقائق رسالت کی بہت سے خصوصیات سے نوازا تھا حضرت علی (ع) جب کبھی پیغمبر اکرم(ص) سے کوئي بات دریافت فرماتے تو آپکا سوال ختم ہونے کے بعد رسول اللہ(ص) کلام کی ابتدا فرماتے اور تہذیب و افکار کے ہدایا و تحائف کی دولت سے آپ (ع) کو معزز و مفتخر فرماتے چنانچہ روز و شب کا زیادہ وقت باہمی گفتگو اور خلوت مےں گذرتا _

اس کے علاوہ رسول اکرم(ص) نے حضرت علی (ع) کی جانشینی کا مختلف مواقع پر اعلان بھی فرما دیا تھا چنانچہ اس ضمن میں بکثرت احادیث نبوی موجود ہیں جس میں سے حدیث یوم الدرار ' حدیث الثقلین ' حدیث منزلت اور سب سے اہم غدیر (حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر مسلمانوں کا بیعت کرنا) قابل ذکر اور اس دعوے کی شاہد و گواہ ہیں (9) _

مزید بر آں رسول اکرم(ص) کی وفات کے بعد بہت سے حوادث رونما ہوئے اور آپ نے پوری زندگی جہاد و ذمہ داری میں گذاری جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ (ع) ہی رسول (ص) کے جانشین ہیں آپ کی لیاقت کا ایك نمونہ یہ ہے کہ جن مسائل کو حل کرنا خلفاء کے لئے ناممکن تھا انھیں آپ (ص) ہی سے حل کرتے تھے لیکن اس کے برعکس ہمیں خلفاء کے زمانہ میں ایك موقعہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جس میں امام(ع) نے کسی مشکل کے حل کیلئے یا اسلام کے نظریہ سے مزید آگہی کے لئے کسی سے رجوع کیا ہو (10)

سقیفہ میں رونما ہونے والے حالات

معن بن عدی اور عویم بن ساعدہ نامی دو افراد کے دلوں میں " سعد بن عبادہ خزرجی " کے

خلاف کدورت تھی ان کے ذریعے عمر اور ابوبکر کو خبر ملی کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو رہے ہیں چنانچہ یہ دونوں حضرات نہایت عجلت کے ساتھ اضطراب و پریشانی کے عالم میں ابو عبیدہ کے ہمراہ سقیفہ میں داخل ہوئے عمر گفتگو کا آغاز کر کے ابوبکر کی خلافت کیلئے میدان ہموار کرنا چاہتے تھے لیکن ابو بکر نے منع کر دیا اور کہا کہ اگر مجھ سے کوئي فرو گذاشت ہو جائے تو تم اس کی تلافی کرو چنانچہ اس کے بعد انھوں نے تقریر شروع کی اور خداوند عالم کی وحدنیت اور رسالت رسول خدا(ص) کی شہادت کے بعد کہا کہ مہاجرین میں ہم وہ پہلے افراد تھے جنہوں نے دین اسلام قبول کیا اور اس لحاظ سے تمام لوگ ہمارے پیروکار ہیں ہم طائفہ رسول خدا(ص) اور مرکز قبائل عرب میں سے ہیں نیز ان کے درمیان نقطئہ ربط و تعلق ہیں آپ انصار بھی خدا و رسول کے یاور و مددگار ہیں پیغمبراکرم(ص) کے پشتیبان اور ہمارے سردار ہیں دین اور اس کے فائدے میں آپ ہمارے شریك ہیں _ خداوند تعالی کی رضا میں راضی رہے اور اس پاك پروردگار نے تم سے مہاجر بھائیوں کے لئے جو کچھ چاہا اسے قبول کرنے میں لائق و شائستہ ترین افراد ثابت ہوئے لیکن تمہیں اس پر حسد نہیں کرنا چاہیے اسلام کی ترقی کی خاطر تم نے مشکلات میں اپنی طاقت کے جوہر دکھائے اس بنا پر تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اس دین کی بیخ کُنی کرو_ میں تمہیں ابو عبیدہ اور عمر کی بیعت کی دعوت دیتا ہوں میں دونوں ہی کو قابل و اہل سمجھتا ہوں (11) ... اس موقعے پر ان دونوں نے کہا : لوگوں میں سے کسی کو تم پر برتری حاصل نہیں ہے _ تم پیغمبر اکرم(ص) کے یار غار ہو ...

اس خطبے کے اہم نکات

ابو بکر نے جو تقریر کی اس کے بعض نکات کا ذکر کرنا یہاں ضروری ہے _ (12)

ابوبکر نے پہلے مہاجرین کی تعریف کی تاکہ ان کی عظمت انصار کے ذہنوں پر نقش ہو جائے اس کے بعد جس حد تك

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ممکن تھا اُس نے انصار کی بھی تعریف و توصیف بیان کی اور خود کو منصف کی حیثیت سے ظاہر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انصار کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اس تردو کے بر خلاف جو

خلافت کے سلسلہ مےں انصار کے ذہنوں میں تھا ابوبکر نے یقین کے ساتھ کہا مہاجرین کی خلافت جو خدا کی مرضی کے مطابق ہے اور یہی خدا کا حتمی فیصلہ ہے چنانچہ ہر قسم کا تذبذب ختم ہو گیا ابوبکر نے خلافت کو مہاجرین کا مسلم حق ثابت کرنے کے بعد اس سلسلہ میں انصار کی کسی بھی فعالیت کو خدا سے عہد شکنی اور دین کو برباد کرنے کے مترادف قرار دے دیا اپنی تقریر کے آخر میں ابوبکر نے حاضرین کو عُمر و ابوعبیدہ کی بیعت کی دعوت دی وہ طبیعی طور پر ابوبکر کو مقدم سمجھتے تھے گویا وہ پہلے ہی خلیفہ کی تعیین کے سلسلہ میں منصوبہ بنا چکے تھے _ (13)

انصار کا ردّعمل

پروگرام کے تحت ابوبکر کی ہونے والی تقریر سن کر انصار اپنے گذشتہ موقف سے ہٹ گئے اور انہوں نے مہاجرین کے سامنے اپنے سرخم کر دیئے ان میں " حباب بن منذر " ہی ایك ایسے انصار تھے جنہوں نے کھڑے ہو کر یہ دھمکی دی کہ اگر مہاجرین انصار سے مصالحت نہیں کرتے تو ہم علیحدہ مستقل حکومت قائم کر لیں گے لیکن عمر نے فورا ہی اس کی گفتگو کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ افسوس دو تلواریں ایك میان میں نہےں سماسکتیں خدا کی قسم عرب اس بات پر ہرگز راضی نہےں ہوں گے کہ حکومت تمہارے حوالے کر دی جائے اس کی وجہ یہ تھے کہ پیغمبر اکرم(ص) تم میں سے نہےں تھے _ (14) مہاجرین اور انصار کے درمیان حصول اقتدار کی خاطر بہت سخت کشمکش ہونے لگی چنانچہ انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہو گیا قبیلہ اوس کے سردار "اسید بن حضیر" کا میلان مہاجرین کی طرف تھا ، اس نے اظہار رغبت کیا انکی پیروی کرتے ہوئے " بشیر بن سعد خزرجی " نے لوگوں کو مہاجرین کی بیعت کی جانب رغبت دلانا شروع کی بالاخر اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کا فیصلہ ابوبکر کے حق میں ہوگیا اور انھیں پانچ رائے کے ذریعے خلیفہ منتخب کر لیا گیا _ (15)

اس واقعے کا اگر اجمالی طور پر جایزہ لیں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ سقیفہ میں جو کچھ پیش آیا

اور اس میں ابوبکر کو خلیفہ منتخب کیا گیا وہ انتخاب کے اصول و ضوابط کے منافی تھا _

اس معاملے مےں فیصلہ اتنی عجلت و جلدی سے کیا گیا کہ کسی صاحب فکر شخص کو اتنا موقعہ ہی نہےں دیا گیا کہ وہ اس مسئلے کے بارے میں غور و فکر کر سکے اور کسی مخالف کوبھی اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ اپنے دعوے کے حق میں دلیل پیش کر سکے اس عجلت و تندی کے باعث روح انتخابات کی اچھی طرح پائمالی کی گئي کہ حتی کہ ان لوگوں سے بھی جو سقیفہ میں موجود تھے حق رائے دہی سلب کر لیا گیا شروع سے آخر تك ذاتی میلانات و احساسات کار فرما رہے اس کے علاوہ انتخاب اس طرح کیا گیاکہ بیشتر مسلمان قطعی لاعلم و بے خبر رہے اور جنہیں اطلاع بھی ہوئي تو وہ رسول خدا(ص) کے مراسم تجہیز و تکفین میں منہمك و مشغول تھے وہ سقیفہ والے انتخابات میں شریك نہیں ہو سکتے تھے _

جانشین رسول خدا(ص) کے انتخاب کے لئے جس مجلس کی تشکیل کی گئي تھی اس میں کم از کم کوئي ایسا شخص تو اپنے افراد خاندان کے ہمراہ وہاں پیش پیش رہتا جس کی قدر و منزلت پیغمبر اکرم(ص) کی نظروں میں وہی تھی جو حضرت ہارون کی حضرت موسي(ع) کے نزدیك تھی اس واقعے پر جب ہم شروع سے آخر تك نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں یہ سب اس طرح پیش آیا کہ قبیلہ بنی ہاشم بالخصوص اس کے سردار یعنی امیرالمومنین علی (ع) ان واقعات سے قطعی بے خبر اور لاعلم رکھا گیا _

علی (ع) کی بیعت کے بارے میں تجویز

حضرت علی (ع) پیغمبر اکرم(ص) کے جسد مبارك کی تجہیز و تدفین میں منہمك و مشغول تھے کہ ابو سفیان ' جس مےں حس تدبر و سیاست فہمی بہت تیز تھی ' پیغمبر اکرم(ص) کے گھر پہنچا تاکہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرے اور حضرت علی (ع) کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آپ(ع) کے دست مبارك پر بیعت کرے لیکن حضرت علی (ع) اسکی نیت کو جانتے تھے لہذا اسکی باتوں کو قطعی اہمیت نہ دی اور فرمایا تمہارا مقصد مسلمانوں کے درمیان فتنہ پھیلانا ہے_ (16)

جس وقت ابوسفیان نے یہ تجویز پیش کی توعین اس وقت حضرت عباس نے بھی چاہا کہ اپنے

بھتیجے کے دست مبارك پر بیعت کریں لیکن حضرت علی (ع) نے ان کی تجویز کو بھی منظور کرنے سے انکار کر دیا _ (17)

حضرت عباس کی تجویز کو حضرت علی (ع) نے کیوں منظور نہےں فرمایا اس کا ذکر بعد مےں کیا جائے گا ، یہاں ابوسفیان کی تجویز کے بارے میں وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ ابو سفیان کی کی پیشکش حسن نیت پر مبنی نہیں تھی بلکہ اس کا مقصد اختلاف و فتنہ برپا کرنا تھا اس نے جانشینی پیغمبر(ص) کے بارے میں مسلمانوں کی رسہ کشی اور اختلاف کو اچھی طرح محسوس کر لیا تھا وہ جانتا تھا کہ ابو بکر و عمر رسول(ص) کی جانشینی کے چکر میں ہےں اور اسے یہ معلوم تھا کہ سیاسی اور معنوی اعتبار سے بنی ہاشم ہی ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں لہذا وہ اپنے ناپاك مقصد کے حصول کے غرض سے خدمت امام(ع) مےں آیا اور آپ کو جنگ کیلئے ابھارا _

آپ نے ابوسفیان کی گفتگو سے اس اختلاف کا اندازہ لگا لیا تھا چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں میں ایك طوفان دیکھ رہا ہوں کہ جس کی منھ زوریوں کو خون ہی روك سکتا ہے (18) پھر آپ اپنی رائے مےں صحیح تھے اگر بنی ہاشم اور ان کے سردار حضرت علی بن ابیطالب(ع) فداکاری اور صبر سے کام نہ لیتے تو اس طوفانی اختلاف کو کشت و خون کے علاوہ کوئي چیز خاموش نہیں کر سکتی تھی _

سقیفہ کے واقعات کے بعد حضرت علی (ع) کا ردعمل

سقیفہ میں جو اجتماع ہوا تھا وہ اس طرح اختتام پذیر ہوا کہ انصار و مہاجرین مےں سے چند افراد نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد یہ مجمع مسجد کی جانب روانہ ہوا تاکہ وہاں عام مسلمان بیعت کر سکیں عمر اس مجمع مےں پیش پیش تھے اور راہ میں جو بھی ملتا اس سے کہتے کہ وہ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لے _ (19)

حضرت علی (ع) ابھی پیغمبر(ص) کے جسد مبارك کے تکفین و تدفین مےں مشغول و منہمك تھے کہ لوگوں کے شورو غل کی صدائیں سنائي دیں اور صحیح واقعے کا اس کے ذریعے علم ہوا خلافت کی اہلیت کے

بارے میں جب مہاجرین کی یہ حجت و دلیل آپ کو بتائي گئي کہ انہوں نے اس بات پر احتجاج کیا کہ خلیفہ خاندان قریش اور شجر نبوت کی شاخ ہو تو اس پر آپ (ع) نے فرمایا کہ انہوں نے تکیہ تو درخت پر ہی کیا لیکن اس کے پھل کو تباہ کر ڈالا _ (20)

حضرت علی (ع) کا دوسرا رد عمل پیغمبر اکرم(ص) کے جسد مبارك کی تدفین کے بعد ظاہر ہوا _ حضرت علی (ع) مسجد مےں تشریف فرما تھے اس وقت بنی ہاشم کے افراد بھی کافی تعداد میں وہاں موجود تھے بعض وہ لوگ جو ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے آپ کے اور افراد بنی ہاشم کے گرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ طائفہ انصار نیز دیگر افراد نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے آپ بھی بیعت کر لیجئے ورنہ تلوار آپ کا فیصلہ کرے گی _

حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ میں ان سے زیادہ بیعت کے لئے اہل وقابل ہوں تم لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرو تم نے رسول خدا(ص) سے قربت کے باعث خلافت انصار سے لے لی اور انہوں نے بھی یہ حق تسلیم کر لیا خلافت کے لئے میرے پاس بھی دلائل موجود ہیں مےں پیغمبر اکرم(ص) کے زمانہ حیات میں ہی نہےں بلکہ رحلت کے وقت بھی ان کے سب سے زیادہ قریب و نزدیك تھا میں وصی ' وزیر اور علم رسول(ص) کا حامل ہوں ... میں کتاب خدا اور سنت رسول(ص) کے بارے مےں سب سے زیادہ واقف و باخبر ہوں امور کے نتائج کے بارے میں تم سے زیادہ جانتا ہوں ، ثبات و پائداری مےں تم سے سب سے بہتر محکم و ثابت قدم ہوں اس کے بعد اب تنازع کس بات پر ہے؟(21)

اس پر عمر نے کہا : آپ مانیں یا نہ مانیں ہم آپ کو بیعت کئے بغیر جانے نہیں دیں گے حضرت علی (ع) نے انھیں فیصلہ کن انداز میں جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دودھ اچھی طرح دوہ لو اس مےں تمہارا بھی حصہ ہے آج خلافت کے کمر بند کو ابو بکر کیلئے مضبوط باندھ لو کل وہ تمہیں ہی لوٹا دینگے _ (22)

اس وقت وہاں عبیدہ بھی موجود تھے انہوں نے حضرت علی (ع) سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے چچا زاد بھائي رسول خدا(ص) سے آپ کی قرابت داري، اسلام میں آپ کے سابق

الاسلام ،اور اس کے مددگار اور آپ کی علمی فضیلت سے ہمیں انکار نہیں لیکن آپ ابھی جو ان ہیں اور ابوبکر آپ ہی کے قبیلے کے معمر آدمی ہیں اس بار خلافت کو اٹھانے کیلئے وہ بہتر ہیں آپ کی اگر عمر نے وفا کی تو ان کے بعد خلافت آپ کو پیش کر دی جائي گی ... لہذا آپ اس وقت فتنہ و آشوب بپانہ کیجئے یہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ عربوں کے دلوں میں آپ کی کتنی دشمنی ہے _ (23)

حضرت علی (ع) کا تیسرا رد عمل وہ تقریر تھی جو آپ نے مہاجرین و انصار کے سامنے فرمائي اسی تقریر کے دوران آپ نے فرمایا تھا " اے مہاجرین و انصار خدا پر نظر رکھو اور میرے بارے میں تم نے جو پیغمبر اکرم(ص) سے عہد و پیمان کیا تھا اسے فراموش نہ کرو حکومت محمد(ص) یہ کو ان کے گھر سے اپنے گھر مت لے جاؤ ...

تم یہ بات جانتے ہو کہ ہم اہل بیت اس معاملے مےں تم سے زیادہ حقدار ہیں _ کیا تم کسی ایسے شخص کو نہیں چاہتے جسے مفاہیم قرآن، اصول و فروع دین اور سنت پیغمبر اکرم (ص) پر عبور حاصل ہے تاکہ وہ اسلامی معاشرے کا بحسن و خوبی نظم ونسق برقرار کرسکے ... میں خدائے واحد کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ ایسا شخص ہم مینموجود ہے اور تمہارے درمیان نہیں، نفسانی خواہشات کی پیروی مت کرو اور حق سے دور نہ ہوجائو نیز اپنے گذشتہ اعمال کو اپنی بد اعمالیوں سے فاسد و کثیف نہ ہونے دو "_

بشیر بن سعد نے انصار کی ایك جماعت کے ساتھ کہا : اے ابوالحسن اگر انصار نے آپ کی یہ تقریر ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے پہلے سن لی ہوتی تو دہ آدمی بھی ایسے نہ ہوتے جو آپ کے بارے میں اختلاف کرتے_(24)

علی (ع) نے کیوں عجلت نہیں کي؟

تاریخ کے اس حصے کا مطالعہ کرنے کے بعد ممکن ہے کہ یہ سوال سامنے آئے کہ اگر حضرت علی (ع) بھی دوسروں کی طرح امر خلافت میں عجلت کرتے اور حضرت عباس و ابوسفیان کی تجویز مان لیتے

تو شاید یہ منظر سامنے نہ آیا ہوتا اس بات کی وضاحت کے لئے یہاں اس بات کا واضح کردینا ضروری ہے کہ آپ کی خلافت کا مسئلہ دو حالتوں سے خالی نہ تھا یا تو رسول اکرم (ص) نے آپ کو خداوند تعالی کے حکم سے اس مقام کے لئے منتخب کرلیا تھا (اس پر شیعہ عقائد کے لوگوں کا اتفاق ہے) ایسی صورت میں عوام کا بیعت کرنا یا نہ کرنا اس حقیقت کو بدل نہیں سکتا اور اگر بالفرض خلافت کے معاملے میں امت کو اس کے فیصلے پر آزاد چھوڑدیا تھا تو پھر کیوں حضرت علی (ع) لوگوں کے حق انتخاب کو سلب کرتے_ وہ امت کو اس حال پر چھوڑدیتے کہ وہ جسے بھی چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کریں_

اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) کا جسد مبارك ابھی زمین کے اوپر ہی تھا ، حضرت علی (ع) پیغمبر (ص) کے وصی کے لئے ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ جسد اطہر پیغمبر اکرم (ص) کو زمین پر رکھے رہنے دیں اور خود اپنے کام کے چکر میں نکل جائیں_

حضرت علی (ع) نے پہلے اپنا فرض ادا کیا پھر لوگونکے سامنے تشریف لائے _ دوسرے بھی یہ بات جانتے تھے کہ اگر ایسے میں حضرت علي(ع) تشریف لے آتے تو وہ ہرگز اپنے مقصد و ارادے میں کامیاب نہ ہوتے_ چنانچہ دوسروں نے امر خلافت کے سلسلے میں عجلت کی اور حضرت علی (ع) کو اس وقت اطلاع دی جب کام تمام ہوچکاتھا_(25)

سوالات

1_ پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت کے بعد کیا واقعہ پیش آیا اور وہ کس طرح رفع ہوا؟

2_ زمانہ مستقبل میں اسلام کی قیادت ورہبری کے سلسلے میں پیغمبر اکرم (ص) کی نظر میں کونسی ممکن راہیں تھیں سب کی کیفیت بتائیے اور ہر ایك کا مقصد بیان کیجئے؟

3_ اگر پیغمبر اکرم (ص) کی جانب سے کوئي شخص جانشین کی حیثیت سے منتخب نہ کیا گیا ہوتا تو مستقبل میں اسلام کے لئے کیا خطرات لاحق ہوسکتے تھے مختصر طور پر لکھیئے؟

4_ خلافت کے سلسلے میں جس شوری کی تشکیل کی گئي تھی اسکی نفی کے لئے دو تاریخی شواہد و دلائل بیان کیجئے؟
5_ امر خلافت میں پیغمبر اکرم (ص) نے وصایت کو پیش نظر رکھا تھا اس میں تاریخ و احادیث کی بنیاد پر دو دلیل پیش کیجئے؟
6_ سقیفہ کا واقعہ کس طرح پیش آیا ، مہاجرین میں سے وہاں کون لوگ موجود تھے وہ وہاں کس لئے پہنچے اور اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟
7_ بیعت کے سلسلے میں حضرت علی (ع) پر اپنے چچا عباس اور ابوسفیان کی تجاویز کا کیوں اثر نہ ہوا؟
8_ واقعہ سقیفہ کے بارے میں حضرت علی (ع) کا کیا رد عمل تھا؟

حوالہ جات
1_ حضرت علی (ع) کی زندگی کے دوواقعات جو رسول خدا (ص) کے زمانہ حیات میں پیش آئے وہ مختصر طور پر تاریخ عصر نبوت میں بیان کردیئے گئے ہیں _
2_ آل عمران 144 _ وَمَا مُحَمَّدٌ إلاَّ رَسُولٌ قَد خَلَت من قَبلہ الرُّسُلُ أَفَإين مَاتَ أَو قُتلَ انقَلَبتُم عَلَى أَعقَابكُم (محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ايك رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول گذر چکے ہیں اگر وہ مرجائیں یا قتل کردیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پائوں پلٹ جاؤ گے_
3_ تاریخ طبری ج 200/3 کامل ابن اثیر ج 2/ 323، شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 128_
4_ سقیفہ کے لغوی معنی سایبان ہیں _ سقیفہ مدینہ میں مسجد النبی (ص) سے 600 قدم کے فاصلے پر باب السلام کے راستے میں واقع ہے _ یہ جگہ بنی ساعدہ بن کعب خزرمی سے متعلق تھی _ لوگ اس سایبان کے نیچے اپنے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے جمع ہوتے تھے بعد میں یہ جگہ سقیفہ بنی ساعدہ کے نام سے مشہور ہوگئي_ (معجم البلدان ج 3/ 228)_
5_ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6/ 51، المراجعات / 260 _ 259 منقول از صحیح بخاری و مسلم ، تاریخ ابی الفدا ج 151/1 ائتونی بدواة وصحیفة اکتب لکم کتاباً لا تضلون بعده _
6_ وامرہم شوری بینہم (سورہ شوری آیت 38)_
7_ حضرت ابوطالب (ع) و حضرت خدیجہ (س) کی وفات کے بعد پیغمبر اکرم(ص) اور قبیلہ بنی عامر کے درمیان سخت رنجش پیدا ہوگئي جس کے باعث قریش پہلے کی نسبت اب زیادہ آپ پر دبائو ڈالنے لگے نیز حملات کرنے کی کوشش کرنے لگے تھے_
8_ سیرة ابن ہشام ج 2 / 66 "الامر الی اللہ یضعہ حیث یشائ"
9_ گذشتہ فصل میں حدیث ثقلین کے علاوہ دیگر احادیث کا مختصر جائزہ لیاجاچکا ہے اسی وجہ سے یہاں اس کے دوبارہ نقل کرنے سے گریز کیا گیا ہے_
10 _ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ خلفاء وقت نے جب کبھی ضرورت محسوس کی حضرت علی (ع) سے رجوع کیا اور آپ سے درخواست کی ان کی مشکلات حل کرنے میں انکی مدد فرمائیں _ ان واقعات کی کیفیت آیندہ ابواب میں بیان کی جائے گا_

یہ حصہ کتاب تشیع مولود طبیعی اسلام ترجمہ التشیع والاسلام_ شہید باقر الصدر سے ماخوذ ہے ص28_
11_ الامامة والسیاسة ج 1/ 14_ 31_
12_ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابوبکر کی تقریر کے بعد عمر نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے راستہ طے کرنے کے دوران کسی منصوبے یا لائحہ عمل کے بارے میں غور و فکر نہیں کیا ہے سوائے اس کے جو ابوبکر نے بیان کیا ہے مجھے اس سے کلی اتفاق ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنی زبان سے کہاہے بلکہ اس سے بھی سنے بہتر ما من شی کنت زرتہ فی الطریق الا انا بہ او باحسن منہ _ تاریخ طبری ج 3/ 219 ، کامل ابن اثیر ج 2/ 327 _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

13_ طرح ہای رسالت (ج 1 / 257 _ 255) کا خلاصہ_
14_ الامامة والسياسة (ج 1/ 21_16) کامل ابن اثیر ج 2/ 329_ 228) تاریخ طبری (ج 3/ 220_ 218)_
15_ ان پانچ رائے میں سے تین تو ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ کی تھیں اور انصار میں سے دو رائے بشیر ابن سعد واسید بن حضیر کی تھیں _ ان پانچ افراد کے علاوہ باقی لوگ اپنے سرداران قبائل کے تابع تھے_ چنانچہ ہر قبیلے کا سردار جو رائے دیتا اس قبیلے کے تمام افراد اس کی پیروی کرتے اور اپنی مرضی سے کوئي رائے نہ دیتے_
16_ کامل ابن اثیر ج 2/ 326 _ تاریخ طبری ج 3/ 209 ارشاد مفید 102_
17_ تاریخ طبری ج 4/ 230 _ شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 192_
18_ انی لاری عجاجةلا یطفئہا الالدم_ شرح ابن ابی الحدید ج 12/ 44_ کامل ج 2/ 325 _ تاریخ طبری ج 3/ 209_
19_ شرح ابن ابی الحدید ج 209/3_
20_ احتجوا بالشجرة واضاعوا الثمرة_ نہج البلاغہ خ 66_
21_ احتجاج طبری ج 95/1 الامامة والسیاسة ج 1 / 18_
22_ احلب حلباً ہناك شطرہ وشد لہ الیوم لیرد علیك غداً_
23_ الامامة والسیاسة ج 1 / 18 شرح ابن ابی الحدید ج 6/ 12_11_ احتجاج طبرسی ج 1/ 96 _
24_ الامامة والسیاسة ج 19/ 18 _ احتجاج طبرسی ج 1/ 96 _
25_ ماخوذ از کتاب "خلافت و ولایت" /63_

53

تیسرا سبق

رسول اکرم (ص) کی رحلت سے خلافت ظاہری تك (2)

حضرت علی (ع) کے گھر میں پناہ گزینی

انصار سے مدد چاہنا

حساس صورت حال

قیام نہ کرنے کے دلائل اور وجوہات

معقول فوجی طاقت کی کمی

اسلام اور اسلامی وحدت کا تحفظ

جاہلیت کی طرف بازگشت

کینہ توز دشمن

بیعت کا انجام

مسئلہ فدك

فدك پر قابض ہونے کے محرکات

1)مخالفین کو اپنی جانب متوجہ کرنا2) جمع وخرچ کی مد میں کمی

علی (ع) کی اقتصادی قوت کے باعث خطرے کا احتمال

مخالفین کی سرکوبی

شورش کا دباجانا

حضرت فاطمہ (ع) کی وفات

سوالات

حوالہ جات

55

رسول اکرم (ص) کی رحلت سے خلافت ظاہری تك (2)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی (ع) کے گھر میں پناہ گزيني

صحابہ رسول (ص) میں ایسے پاك طینت لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے ابوبکر کی بیعت نہیں کی تھي_ چنانچہ موصوف کو خلیفہ بنائے جانے پر انہوں نے اعتراض کیا اور اس کے اظہار کے لئے انہوں نے پناہ گزینی کی راہ اختیار کی اور اس مقصد کے لئے بنت رسول (ص) حضرت فاطمہ (ع) کے گھر میں جمع ہوگئے_
ان میں سے بعض افراد کے نام مورخین نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں _(1)
حضرت فاطمہ (ع) کا گھر رسول خدا (ص) کی حیات میں خاص احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا_ چنانچہ بنی ہاشم ' بعض مہاجرین اور اہل بیت (ع) کا آپ کے گھر میں پناہ گزیں ہونے کا فطری طور پر مقصد ہی یہ تھا کہ کوئي شخص زبردستی پناہ گزینوں کی بیعت کی غرض سے مسجد میں لانہیں سکتا تھا _ بالاخر عمر کو ایك دستے کے ساتھ مقرر کیا گیا کہ وہ حضرت فاطمہ (ع) کے گھر پر جائیں اور پناہ گزینوں کو نکال کر باہر لائیں تاکہ وہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں _
عمر ایك گروہ کے ساتھ حضرت فاطمہ (ع) کے گھر کی جانب روانہ ہوئے اور بڑی کشمکش کے بعد حضرت علی (ع) کو باہر لایا گیا اور آپ کو مسجد لے گئے جہاں آپ کو مجبور کیا گیا کہ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کریں لیکن حضرت علی (ع) اپنے ارادے پر قائم رہے_
جب دیکھا کہ حضرت علی (ع) اپنے عزم وارادے پر قائم ہیں تو لوگ بھی آپ سے دستکش ہوگئے_ (2)

انصار سے مدد چاہنا
اس واقعے کے بعد حضرت علی (ع) اور حضرت فاطمہ (ع) راتوں کو انصار کے گھر تشریف لے جاتے اور اہل بیت سے متعلق پیغمبر اکرم (ص) کی وصایا اور احادیث کی جانب توجہ دلاتے ہوئے ان سے مدد کے خواہاں ہوتے وہ لوگ جواب میں کہتے اے بنت رسول (ص) ہم اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کرچکے ہیں اگر تمہارے چچا کے بیٹے نے ابوبکر سے قبل ہم سے بیعت کرنے کے لئے کہا ہو تا تو ہم علی (ع) کے مقابل کسی دوسرے شخص کو ترجیح نہ دیتے_ اس پر حضرت علی (ع) فرماتے کیا عجیب بات ہے کیا تمہیں مجھ سے یہ توقع تھی کہ جنازہ رسول (ص) کو تکفین و تدفین کیئےغیر اسے یونہی گھر میں چھوڑ دیتا اور اس حکومت کو حاصل کرنے کی غرض سے' جو اس عظےم المرتبت انسان نے چھوڑی تھی ، کشمکش و تنازع میں پڑجاتا ؟
فاطمہ زہرا (ع) فرماتیں: ابوالحسن نے جو کچھ کیا وہ صحیح تھا اور لوگوں نے جو کچھ کیا ہے خدا ان سے باز پرس کرے گا _ (3)

حساس صورتحال
حضرت علی (ع) جس کیفیت وحالت سے گذر رہے تھے وہ بہت زیادہ حساس تھی کیونکہ آپ کو جو فرض سپرد کیا گیا تھا وہ نہایت ہی مشکل مگر بہت ہی عظےم واہم تھا_ ایك طرف آپ دیکھ رہے تھے کہ خلافت واسلامی قیادت اصل راہ سے دور ہوگئي ہے جس کے باعث فطری طور پر بہت سے حقوق پائمال ہوکر رہ جائیں گے_
دوسری طرف آپ دیکھ رہے تھے کہ مسلمان چونکہ گروہوں میں تقسیم ہوگئے تھے،اسی لئے ان میں اختلافات بھی شروع ہوگئے ہیں_ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس حساس حالت و کیفیت میں حضرت علی (ع) کا کیا فرض ہے کیا داخلی موقع پرست جماعت کی خود غرضی پر مبنی حرکات کو برداشت کرکے سکوت اختیار کئے رہنا یا ان حالات کے خلاف سرکشی اور کسی تحریك کا آغاز کرنا؟

اگرچہ مسجد نبوی (ص) میں مہاجرین و انصار کی موجودگی میں حضرت علی (ع) اور آپ کے طرفداروں کی پند ونصےحت نیز روشن و واضح تقاریر نے اس حقیقت کو آشکارا کردیاتھا _ آپ کے سامنے اب دو ہی راہیں تھیں پہلی تو یہی کہ بغاوت کرکے اپنا حق واپس لے لیا جائے اور دوسری یہ کہ اسلام کے تحفظ کی خاطر سکوت اختیار کیاجائے_
موجود قرائن ودلائل سے ثابت ہے کہ ان حالات میں حضرت علی (ع) کے لئے قیام کرنا اسلام کے حق میں ہرگز سود مند نہ تھا _ جس کا نتیجہ یہ ہوسکتا تھا کہ اسلامی معاشرہ منتشر ہوکر رہ جائے اور لاتعداد گروہ و افراد دین اسلام سے برگشتہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہوکر واپس عہد جاہلیت میں اور دیگر خرافات کی جانب چلے جائیں _

قیام نہ کرنے کے دلائل اور وجوہات
حضرت علی (ع) نے مختلف مواقع پر جو تقاریر کیں اگر ہم ان کا اور ان حالات کا جو اس وقت اسلامی معاشرہ پر مسلط و طاری تھے جائزہ لیں تو ہمیں اس سوال کا جواب مل جائے گا کہ حضرت علی (ع) نے کیوں قیام نہیں کیا اب ہم ان نکات کو بیان کر رہے ہیں جن سے یہ باتیں روشن ہوجائےنگي_

1_ معقول فوجی طاقت کی کمي
مندرجہ بالا سوال کا جواب دیتے ہوئے خود حضرت علی (ع) نے فرمایا تھا:
امر خلافت میں میری کوتاہی موت کے خوف کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ رسول خدا (ص) کے فرمان کے مطابق تھی کیونکہ آنحضرت (ص) نے فرمایا تھا کہ امت نے تجھ سے خیانت کی ہے ، انہوں نے مجھ سے جو عہد کیا ہے اسے وہ وفا نہیں کریں گے_ درحالیکہ تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے حضرت موسی (ع)

کے لئے حضرت ہارون (ع) تھے_
اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا کہ میں نے سوال کیا کہ ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے رسول خدا (ص) نے فرمایا تھا کہ اگر کوئي ایسا شخص مل گیا جو تمہاری مدد کرے تو تم ان سے جنگ وجدال کرنا اور اپنا حق حاصل کرلینا اگر ایسا نہ ہوا تو تم اس خیال سے در گذر کرنا ، اپنی خون کی حفاظت کرنا تاکہ تم میرے پاس مظلوم آؤ _(4)
آپ نے ایك جگہ اور بھی اس تلخ حقیقت کی صراحت کرتے ہوئے فرمایا تھا: اگرمجھے چالیس با عزم افراد مل جاتے تو میں اس گروہ کے خلاف انقلاب اور جنگ و جدال کرتا_ (5)
ایك جگہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے اپنے اطراف میں نظر ڈالی اور دیکھا کہ جز میرے اہل بیت (ع) کے میرا کوئي یار ومددگار نہیں مجھے یہ گوارانہ ہوا کہ انہیں موت کے منہ میں دے دوں_ (6)

2_ اسلام اور اسلامی وحدت کا تحفظ
وہ نو مسلم عرب جن میں سے دور جاہلیت کے رسم ورواج کی عادت و خوا بھی مکمل طور پر ختم نہیں ہوئي تھی اور جذبہ ایمان واسلامی عقیدہ ان کے دلوں میں پورے طور پر راسخ نہیں ہوا تھا انہیں مد نظر رکھتے ہوئے ہر قسم کی داخلی جنگ مسلمانوں کی طاقت کے انحلال اور اسلام کے انہدام کا باعث ہوتی بالخصوص ان حالات میں جب کہ "اہل ردہ" نے جزیرہ العرب کے اطراف میں مرکزی حکومت کے خلاف اپنا پرچم لہرادیاتھا (7)ان کے علاوہ ایران اور روم کی دو شاہنشاہی طاقتیں اس موقع کی تلاش میں تھیں کہ قائم شدہ حکومت سے برسر پیکار ہوں اگر حضرت علی (ع) ان متزلزل مسلمانوں اور بیرونی دشمنوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی تلوار کا سہارا لیتے اوراپنا حق حاصل کرنے کی خاطر ابوبکر سے جنگ وجدال کرتے تو نوعمر اسلامی طاقت اور مرکزیت کو مدینہ میں نقصان پہنچتا اور اسلام کو نیست ونابود کرنے کی غرض سے بیرونی طاقتوں کے لئے یہ بہترین

موقع ہوتا شاید یہی وجہ تھی کہ سقیفہ کے واقعات سے متعلق آپ نے جو تقریر کی تھی اس میں اتحاد کی اہمیت اور تفرقہ اندازی کے برے نتائج کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا: فتنے کی امواج کو نجات کی کشتیوں سے چاك کردو، اختلاف پیدا کرنے سے گریز کرو ، فخر فروشی کی علامات کو سرسے اتار دو ، میری خاموشی کا سبب میری وہ دانش وباطنی آگاہی ہے جس میں میں غرق ہوں اگر تم بھی میری طرح باخبر ہوتے تو کنویں کی رسی کی مانند مضطرب و لرزاں ہوجاتے_ (8)

3_ جاہلیت کی طرف بازگشت
قرآن مجید میں ایك آیت اس امر کی جانب اشارہ کر رہی تھی کہ پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت کے بعد ایك گروہ واپس دور جاہلیت کی طرف چلاجائے گا چنانچہ فرماتا ہے : فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم _(9)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں پیغمبر اکرم (ص) کو اسلامی معاشرہ کی آیندہ زندگی کے بارے میں سخت تشویش تھی _ سقیفہ میں جو واقعہ پیش آیا اس کا جائزہ لیاجائے تو یہ بات واضح ہوجائے گی اس روز کس طرح یہ راز روشن عیاں ہوگیا اور ایك بار پھر قبائلی تعصبات اور دور جاہلیت سے متعلق افکار و خیالات دونوں جانب سے تقاریر کے دوران اشارہ و کنایہ میں نمایاں ہوگئے_

اس کے عالوہ قبائل میں سے بعض گروہ جو کچھ عرصہ قبل ہی مسلمان ہوئے تھے، رسول اکرم (ص) کی خبر رحلت سنتے ہی مرتد ہوگئے اور اپنے آبا واجدا کے دین کی طرف واپس چلے گئے اور مرکزی حکومت کی مخالفت شروع کردي_

دوسری طرف "مسیلمہ" ، "سجاح" اور "طلیحہ " نے بھی نجد ویمامہ کے علاقوں میں اپنی نبوت کا دعوا کرکے دوسرا پرچم لہرادیا اور کچھ لوگوں کو بھی اپنے گرد جمع بھی کرلیا_

اگرچہ حضرت علی (ع) حق بجانب تھے مگر اس وضع وکیفیت کو دیکھتے ہوئے کیا یہ زیبا تھا کہ اپنا پرچم لہراکر انقلاب وقیام کا اعلان کردیں؟ چنانچہ حضرت علی (ع) نے اہالی مصرکو جو خط لکھا تھا اس میں آپ

نے اس نکتے کی جانب اشارہ فرمایا تھا ... میں نے دیکھا ہے کہ لوگوں میں ایك گروہ دین اسلام سے برگشتہ ہوگیا ہے اور وہ اس فکر میں ہے کہ آئین محمدی (ص) کو نیست ونابود کردے ، مجھے یہ خوف محسوس ہواکہ اگر میں اسلام اور اہل اسلام کی مدد نہ کروں تو مجھے اس بات کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے کہ اسلام کی تباہی کا منظر اپنے آنکھوں سے دیکھوں دنیا کی حکومت چند روزہ ہے جو سراب یا ابر کی طرح سرعت سے گذر جانے والی ہے _ اسلام کی تباہی اس حکومت کے ترك کرنے سے زیادہ مجھ پر شاق والمناك گذرے گی _ (10)

4_ کینہ تو ز دشمن

حضرت علی (ع) کے مسلمانوں میں ہی بہت سے دشمن موجود تھے اور یہ وہ لوگ تھے جن میں سے کسی کا باپ ' کسی کا بھائي یا کوئي دوسرا قرابت دار جنگ کے دوران آپ کے ہاتھوں مارا گیا تھا اور یہ دشمنی وکینہ توزی ان کے دلوں میں اسی وقت سے چلی آرہی تھي_

ایسے حالات میں جب کبھی حضرت علی (ع) نے مسلح ہوکر قیام کیا اور اپنا حق طلب کرنے کی کوشش کی تو یہی دشمن فریب ونفاق کو ہوا دینے لگتے اور یہ کہتے پھرتے کہ علی (ع) نے مسلمانوں کے درمیان رخنہ پیدا کردیا ہے اور دین کے نام پر جنگ و پیکار بر اتر آئے _اگر حضرت علی (ع) نے ان سے جنگ کی ہوتی تو اس کے یہ نتائج نکل سکتے تھے_

ممکن تھا کہ جنگ کے ابتدائي چند لمحات میں ہی آپ (ع) کے بہت سے عزیز و ہمدرد تہ تیغ کئے جاتے اور پھر بھی حق حقدار کو نہ ملتا_

جب آپ کے دوست خیر خواہ تہ تیغ کردیئے جاتے تو مخالفین کا قتل ہونا بھی فطری امر تھا اور اس کا مجموعی نتیجہ یہ ہوتا کہ مرکز میں مسلمانوں کی طاقت رو بزوال ہونے لگتي_

اور جب مرکزی طاقت کمزور ہونے لگتی تو وہ قبائل جو مرکز سے دور تھے اور جن کے دلوں میں دین اسلام نے پوری طرح رسوخ نہیں کیا تھا ، مرتدین کی صفوں میں جاملتے اور شاید ان کے طاقتور ہونے اور مرکز میں رہبر کی زبونی کے باعث اسلام کے چراغ کی روشنی ماند پڑنے لگتي_

بیعت کا انجام

اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی (ع) نے حضرت فاطمہ (ع) کی رحلت تك ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کي_(11)

حضرت فاطمہ(سلام علیہا) کی وفات کے بعد جب آپ(ع) نے لوگوں کی بے رخی اور مسلمانوں کی پریشان حالی کا مشاہد ہ کیا تو آپ(ع) نے اسلام اور مسلمانوں کی خاطر خاموشی اختیار کرنے میں ہی مصلحت سمجھی مگر اس کے باوجود یہ تلخ واقعات آپ(ع) کے دل سے کبھی محو نہ ہوسکے اور ہمیشہ ان دنوں کو یاد کرکے شکوہ و شکایت کرتے تھے_

چنانچہ خطبہ"شقشقیہ " میں فرماتے ہیں : "فرائت ان الصبر علی ہاتااحجی فصبرت وفی العین قذی و فی الملق شجا"(عقل اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس فرض کے مطابق جس کا پورا کرنا مجھ پر واجب تھا) مجھ پر یہ بات واضح و روشن تھی کہ میرے لئے صبر و شکیبائي کے علاوہ کوئي چارہ نہیں لہذا میں نے صبر وتحمل سے کام لیا مگر اس طرح گویا میری آنکھ میں خار اور گلے میں ہڈی اٹك گئي ہو_ (12)

مسئلہ فدك

پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت کو ابھی دس دن بھی نہ گذرے تھے کہ حضرت فاطمہ (ع) کو یہ خبر ملی کہ خلیفہ کے کارندوں نے ان کے کام کرنے والوں کو "فدك" سے باہر نکال دیا ہے اور اس کے تمام کاموں کو اپنے اختیار میں لے لیا ہے_

بنت رسول خدا (ص) اس زمین کو حاصل کرنے کی غرض سے بنی ہاشم کی خواتین کے ہمراہ خلیفہ کے پاس گئیں اس وقت ابوبکر اور حضرت فاطمہ (ع) کی درمیان جو گفتگو ہوئي وہ ذیل میں درج ہے:

حضرت فاطمہ (ع) : تم نے میرے کارندوں کو "فدك" سے کیوں باہر نکالا اور مجھے میرے حق سے محروم کیا ؟

خلیفہ: میں نے آپ کے والد سے سنا ہے کہ پیغمبرکوئي چیز میراث میں نہیں چھوڑتے_

حضرت فاطمہ (ع) : فدك کی زمین میرے والد نے اپنے زمانہ حیات میں مجھے بخش دی تھی اور اس وقت اس کی مالك میں ہی تھي_

خلیفہ: آپ کے پاس اس دعوے کے ثبوت میں کیا شاہد و گواہ موجود ہیں ؟

حضرت فاطمہ (ع) : ہاں میرے شاہد وگواہ علی (ع) اور ام ایمن ہیں چنانچہ ان حضرات نے حضرت زہرا (ع) کی درخواست پر یہ شہادت دی کہ آپ (ع) پیغمبر اکرم (ص) کے زمانہ حیات میں اس کی مالك تھیں_ (14) بعض مورخین نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسن (ع) و حضرت امام حسین (ع) نے بھی گواہی دي_ (15)

فخر رازی نے یہ قول نقل کیا ہے کہ : پیغمبر اکرم (ص) کے غلاموں میں سے ایك غلام نے بھی حضرت فاطمہ (ع) کے مالك ہونے کی گواہی دی بلاذری نے اس غلام کے نام کے تصریح بھی کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کا نام "رباح" تھا_ (16)

جب یہ گواہیاں گذر گئیں تو حضرت علی (ع) نے خلیفہ کو ان (ابوبکر)کی خطاء کی طرف متوجہ کیا (کیونکہ خلیفہ نے گواہی اس شخص سے طلب کی تھی جس کے تصرف میں فدك تھا اور متصرف (قابض) سے گواہی مانگنا اسلامی میزان و عدل کے سراسر خلاف ہے) اور فرمایا کہ اگر میں اس مال کا دعویدار ہوں جو دوسرے کے قبضے میں ہے تو آپ گواہ کس سے طلب کریں گے مجھ سے کہ مدعی ہوں یا اس سے جس کے تصرف میں مال ہے؟

ابوبکر نے کہا کہ آپ گواہ پیش کریں اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ فدك ہمارے تحت تصرف ہے اور اب دوسروں نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ اموال عامہ ہیں ایسی صورت میں وہ گواہ پیش کریں ناکہ ہم (17)

خلیفہ نے حضرت علی (ع) کی اس دلیل پر سکوت اختیار کیا اور حلبی کے قول کے مطابق انہوں نے بذریعہ تحریر اس بات کی تصدیق کی کہ فدك حضرت فاطمہ زہرا (ع) کی ملکیت ہے _ لیکن عین اسی وقت عمر وہاں پہنچ گئے اور دریافت کیا کہ یہ کیسا مکتوب ہے ؟ اس پر ابوبکر نے کہا کہ میں نے اس ورق

پر تصدیق حق مالکیت حضرت فاطمہ (ع) کی ہے عمر نے کہا کہ فدك سے جو آمدنی ہوگی اس کی تو آپ کو ضرورت ہے کیونکہ عرب مشرکین نے اگر کل کہیں مسلمانوں کے خلاف بغاوت کردی تو آپ جنگ کے اخراجات کہاں سے مہیا کریں گے_

چنانچہ اس نے ابوبکر سے ورق لیا اور چاك کردیا_ (18)

فدك پر قابض ہونے کے محرکات

خلیفہ کی جانب سے فدك پر قابض ہونے کے جو مختلف محرکات تھے ان کی کیفیت ذیل میں درج ہے:

1_ مخالفین کو اپنے جانب متوجہ کرنا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خلیفہ وقت نے اس بات كو بخوبی سمجھ لیا تھا كہ وہ عوام پر اس وقت تك اپنی فرمانروائي قائم نہیں كرسكتے تاوقتی كہ وہ اپنے مخالفین كو اپنا ہمنوا و ہمخیال نہ بنالیں اور مختلف طریقوں سے جب تك ان كے افكار و قلوب كو اپنی جانب متوجہ نہ كریں گے ان دستوں پر حكمرانی كرتے رہنا ان كے لئے مشكل ہوگا_
بااثر افراد اشخاص میں سے ایك ابوسفیان كہ جس كے اعتقاد كو بدلا جاسكتا تھا كیونكہ سقیفہ كا واقعہ جب پیش آیا تو اس نے حضرت علی (ع) كے سامنے بیعت لینے كی تجویز پیش كی تھی نیز مسلح ہوكر قیام كرنے كو دعوت دی تھی اور(بنی ہاشم سے خطاب كرتے ہوئے) كہاتھا كہ آپ لوگ اٹھیں اور زمام امور اپنے ہاتھ میں لیں تو میں مدینہ كو سوار وپیادہ فوج سے بھردوں گا_(19) لیكن یہ شور و غل ابتدائي چند روز تك برقرار رہا اس كے بعد ختم ہوگیا_
خلیفہ وقت نے ابوسفیان كی خوشنودی حاصل كرنے كی غرض سے وہ دولت جو بیت المال و زكات كے نام پر جمع كركے لائے تھے ، اسے بخش دی اس كے علاوہ اس كے لڑكے یزید كا بھی

انہوں نے سپاہ اسلام كے فرماندار كی حیثیت سے شام كے علاقے فتح كرنے كے لئے انتخاب كیا اور بالآخر اسے عالم اسلام كے شاداب ترین علاقے یعنی شام كا فرمانروا مقرر كردیا جس وقت یہ خبر ابوسفیان كو پہنچی اس نے كہا ابوبكر نے صلہ رحم كیا ہے_ (20)
جن افراد كی خوشنودی حاصل كرنا خلیفہ كیلئے ضروری تھی وہ بہت سے افراد تھے_ اور بہت سے افراد مہاجرین اور انصار میں سے ایسے تھے جو سقیفہ میں موجود نہیں تھے یا بعد میں جنہوں نے مجبوراً خلیفہ كی بیعت كی تھی ان كا شمار بھی اس زمرے میں تھا_
اس كے علاوہ خزرجی قبیلے كے لوگوں نے چونكہ پہلے دن بیعت نہیں كی تھی ان كی دلجوئي بھی خلیفہ كے لئے ضروری تھی یہی نہیں بلكہ انصار كی خواتین بھی خلیفہ كے عطیات سے بے بہرہ نہ رہیں_ (21)

2_ جمع وخرچ كی مد میں كمي
پیغمبر اكرم (ص) كے پاس جو كچھ اثاثہ و سرمایہ تھا اسے آپ نے رحلت سے قبل تقسیم كردیا اور رحلت كے بعد آپ كے جو بھی نمایندگان مدینے پہنچے وہ بھی اس شہر میں مختصر پونچی لے كر داخل ہوئے مگر یہ قلیل آمدنی نئي قائم شدہ حكومت كی نظر میں كافی نہ تھی بالخصوص ان حالات میں جب كہ اطراف كے قبائل نے مخالفت كا پرچم لہرا دیا تھا اور مركزی حكومت كو زكات دینے میں پس وپیش كررہے تھے_

3_ علی (ع) كی اقتصادی قوت كے باعث خطرے كا احتمال
قیادت ورہبری كی جو شرائط ہوسكتی ہیں وہ سب حضرت علی (ع) میں موجود تھےں او رمالی اعتبار سے بھی اگر آپ كی حالت قوی ہوتی تو فطری طور پر ضرورت مند افراد آپ كے گرد جمع ہونے لگتے چنانچہ ممكن تھا كہ افراد كایہ اجتماع خلافت كی مشینری كے لئے كوئي مسئلہ پیدا كردیتا_

مخالفین كی سركوبي
اپنی خلافت كے ابتدائي دنوں میں ابوبكر كے سامنے جو مشكلات آئیں ان میں سے ایك یہ تھی كہ بعض مسلمان مرتد ہوگئے تھے ان كا مقابلہ كرنے كی غرض سے خلیفہ نے جنگ كا حكم دیا اور ان سے جنگ كرنے كے لئے سپاہی روانہ كیئے_
یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے كہ وہ لوگ جو ابوبكر كے دور خلافت میں "اہل ردّہ" كے نام سے مشہور ہوئے تھے كیا واقعی وہ اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے یا محض اس لئے كہ انہوں نے حكومت وقت كے سامنے چونكہ اپنا سر خم نہیں كیا تھا اس لئے انہیں مرتد كہہ كر بدنام كردیا گیا در حالیكہ وہ اصلی و حقیقی اسلام پر كاربند تھے؟
اس سوال كی وضاحت كے لئے یہ بتانا ضروری ہے كہ : لفظ ارتدادكا مادہ "ردد" ہے اور اس كے معنی ہیں واپس ہوجانا' عرف عام اور مسلم فقہاء كی اصطلاح میں اس كے معنی دین سے پھر جانا ہے اور یہ ضروری نہیں كہ لفظ دین اس كے ساتھ استعمال ہو _ اب بھی ردد اور ارتداد كے معانی دین سے پھر جانا كے ہے _
پیغمبر اكرم (ص) كی جان سوز خبر رحلت جب پھیلی تو بعض وہ لوگ جو كچھ عرصہ قبل ہی مسلمان ہوئے تھے اور دور
Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دراز مقامات پر آباد تھے تردد میں مبتلا ہو کر دین سے برگشتہ ہوگئے اور بالخصوص اس وقت جبکہ مشرکین میں ہمت و حوصلہ پیدا ہونے لگا تھا اور وہ اسلام کے خلاف بر سر پیکار ہونے کے لئے زیادہ سنجیدگی سے سوچنے لگے تھے_
لیکن اطراف وجوانب کی باقی مسلمانوں کی نگاہیں مرکز پر لگی ہوئي تھیں اور وہ اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں جانشینی کا مسئلہ کہانجاکر ختم ہوتا ہے چنانچہ جب انہیںاس واقعے کی اطلاع ملی کہ بعض افراد نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کرلی مگر بعض قبائل کے لوگوں نے جن میں بنی ہاشم اور ان کے سربراہ حضرت علی (ع) چند صحابہ رسول مقبول (ص) اور قبیلہ خزرج کے سردار (سعد بن عبادہ) نے بیعت کرنے سے انکار رکردیا ہے_

مدینہ میں مسئلہ خلافت پر جو کشمکش ہوئي اس کے باعث کچھ عرب قبائل سقیفہ میں ابوبکر کے ہاتھ پر کی جانے والی بیعت کی مخالفت پر اتر آئے اور انہیں حکومت وقت کو زکات ادا کرنے میں تامل ہوا (کیونکہ زکات اس شخص کو دی جاسکتی تھی جسے متفقہ طور پر خلیفہ وقت تسلیم کرلیا گیا ہو) جس کا سبب قانون زکات سے منکر ہونا نہ تھا کیونکہ اس کی ادائیگی کو وہ جزو دین سمجھتے تھے بلکہ اس کا اصل سبب یہ تھا کہ حکومت جیسے شاندار منصب کے لئے اس شخص کو جوپیغمبر اکرم (ص) کا جانشین کہلائے جانے کا بھی مستحق نہیں تھا ، اسے متفقہ طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا_
ابوبکر نے خالد بن ولید کی سرکردگی میں چند سپاہی زکات وصول کرنے کی غرض سے روانہ کئے اور یہ ہدایت دی کہ اگر لوگ زکات نہ دیں تو ان سے جنگ کی جائے _ ابن ماجہ کے علاوہ اہل سنت کے دیگر تمام محدثین نے ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ عمر نے اس مسئلہ پر ابوبکر سے اختلاف کیا اور کہا کہ آپ کیوں بے سبب لوگوں کا خون بہانے پرتلے ہوئے ہیں درحالیکہ پیغمبر اکرم (ص) نے تو یہ فرمایا ہے کہ میں اس کام کے لئے مامور کیا گیا ہوں کہ لوگوں سے اس وقت تك جنگ کر تا رہوں جب تك وہ شہادین نہ کہہ لیں ، مگر اس کے بعد ان کا خون نیز ان کا مال قابل احترام ہے_ اس پر ابوبکر نے فرمایا قسم ہے خدا کی کہ اگر لوگ پیغمبر اکرم (ص) کو زکات میں خواہ اونٹ کی رسی ہی دیتے تھے مگر مجھے نہ دیں گے اور نماز وزکات کے درمیان تفرقہ ڈالیں گے تو مینان سے جنگ کروں گا _ یہ سن کر عمر نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ خداوند تعالی نے ابوبکر کا سینہ قتال(جنگ وپیکار) کے لئے فراخ کردیا ہے اور میں نے جان لیا ہے کہ وہ حق بجانب ہےں _(22)
جامعة الازہر کے استاد دانشکدہ ادبیات عالم متبحر حسن (23) ابراہیم حسن فرماتے ہیں کہ ابوبکر جن لوگوں سے اس بنا پر جنگ کررہے تھے کہ وہ مرتد ہوگئے تھے در حقیقت ان میں سے کوئي بھی مرتد نہیں ہوا تھا وہ لوگ دین اسلام سے نہیں پھرے تھے بلکہ حکومت سے ان کے اختلاف کا سبب کچھ اور تھا_(24)
اس کے بعد ابوبکر کی ان لوگوں سے جنگ کے محرك کے متعلق لکھتے ہیں خلیفہ نے مرتدین

کیلئے سزا معین کی اور انہیں قتل کردیا یہ ایك سیاسی حکم تھا اس وقت اس کا جاری کرنا حکومت کیلئے ان کے اسلام لانے سے بہتر تھا_

شورشوں کا دباجانا

پیغمبر اکرم (ص) نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اسامہ کے ہمراہ لشکر روانہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اس خدمت کو ابوبکر نے انجام نہ دیا اس لشکر کے روانہ کئے جانے کے بعد خلیفہ وقت اور ان کے ہمنوا افراد نے کوشش کی کہ جتنی بھی شورشیں اس وقت ابھری تھیں یکے بعد دیگر ے دبادی جائیں_
طلیحہ' سجاح' مسیلمہ اور ایاس بن عبداللہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے یا کسی گوشے میں پیغمبری کا دعوا کیا یا سرکشی کی ، قتل کردیئے گے یا انہوں نے فرار کی راہ اختیار کی _ جنوب اور مشرق میں آبا د قبائل اور وہاں کے شہروں میں آباد لوگ دوبارہ مدینہ کے مطیع و فرمانبردار ہوگئے کیونکہ انہوں نے اس بات کو سمجھ لیا تھا کہ خانہ جنگی سے کوئي فائدہ نہیں بلکہ مصلحت اس میں ہے کہ مرکزی حکومت کی اطاعت قبول کرلیں_

حضرت فاطمہ (ع) کی وفات

جس سال رسول (ص) کا انتقال ہوا اسی سال آپ کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہرا(ع) نے بھی وفات پائي باپ کی موت اور مختصر مدت کے بعد جو سانحات پیش آئے انہوں نے فاطمہ زہرا (ع) کے جسم و روح کو غمگین بنادیا _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت زہرا (ع) کے دل ودماغ پر ان واقعات کا ایسا گہرا اثر ہوا کہ آپ کے فرمانے کے بموجب اگر یہ مصائب وآلام دنوں پر پڑتے تو رات کی تاریکی میں تبدیل ہوجاتے _(25)ان

صدمات کی تاب نہ لاکر صاحب فراش ہوگئیں، وہ لوگ جو پیغمبرا کرم (ص) کی خاطر جان بکف رہا کرتے تھے اور ان کے پاس جو کچھ تھا وہ آپ کے والد محترم (ص) کے وجود کی برکت سے ہی تھا اب ایسے پھرے کہ ان میں سے چند ہی آپ کی عیادت کو آئے_

جناب صدوق اس ضمن میں فرماتے ہیں : مہاجر وانصار کی کچھ خواتین آپ کی عیادت کے لئے گئیں آپ نے اس وقت کو غنیمت جانا اور اس موقعے پر جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے بعض اہم اقتباسات یہاں کئے جاتے ہیں :

افسوس تمہارے مردوں نے خلافت کو رسالت کی پائیگاہ، نبوت کی اقامت گاہ اور منزل وحی سے الگ کردیا اور دنیا ودین کے ماہروں سے زمام خلافت چھین لیں یقینا اس میں انکا سراسر نقصان ہے انہیں ابوالحسن (ع) سے کیا عداوت تھي_

جی ہاں: انہےں علی (ع) کی راہ خدا میں برہنہ شمشیر، دلیری اور شجاعت کا خوف تھا_

قسم خدا کی اگر خلافت کو علی (ع) کے ہاتھ سے نہ لیا ہوتا تو ان کے امور و مسائل کو حل کرنے میں وہ (ع) خود حصہ لیتے اور انتہائي رضا و رغبت سے شادمانی وکامرانی کی جانب انہیں ہدایت کرتے، تشنگان عدل وانصاف آپ کے چشمہ داد و عدالت سے سیراب ہوتے محروم ولاچار لوگ ان کی پناہ صولت میں دلیر و شیر دل ہوجاتے _ (26)

بنت رسول اکرم (ص) جب تك علالت کے باعث صاحب فراش رہیں (27) کسی شخص نے آپکے چہرے پر شادابی اور مسکراہٹ نہ دیکھی آپ ہفتے میں دو مرتبہ (پیر اور جمعرات) شہداء کے مزارات پر جاتیں اور ان کے لئے دعائے خیر فرماتےں_(28)

اور بالاخر ہجرت کے گیارہوےں سال میں بتاریخ سوم جمادی الآخر اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے اس جہان فانی سے کنارہ کرلیا اور اپنے والد بزرگوار کے پاس پہنچ گئیں _(29)

حضرت علی (ع) نے دختر رسول (ص) کو غسل دیا نیز آپ کی وصیت کے مطابق خواص کے علاوہ دیگر افراد کی غیر موجودگی میں نماز جنازہ ادا کی اور راتوں رات آپ کے جسد مطہر کو سپرد خاك کرکے

قبرکے نشان کو محو کردیا اس کے بعد آنحضرت (ع) نے مزار پیغمبر (ص) کی جانب رخ کیا اور فرمایا:

یا رسول اللہ (ص) میری اور اپنی دختر کی جانب سے جواب آپ کے جوار میں پہنچ گئي ہیں اور بہت جلد آپ سے جاملی ہیں سلام قبول فرمائیے اور یا رسول اللہ (ص) آپ کی برگزیدہ و پاك دختر کی جدائي کے باعث میرا پیمانہ صبر لبریز ہوچکا ہے اور اب مجھ میں غم برداشت کرنے کی تاب نہیں ...

آپ کے پیاری بیٹی جلد ہی آپ کو مطلع کردیں گی کہ آپ کی امت نے ان پر ستم روارکھنے کی غرض سے کیا کیا باہمی سازشیں نہ کیں ان پر جو کچھ گذری انہی کی زبانی سنیئے اور یہ وقت کس طرح گذرا اس کی کیفیت انہی سے دریافت فرمائیے اگرچہ آپ کی رحلت و زمانہ حیات کے درمیان کافی عرصہ نہیں گذرا ہے اور آپ کی یاد دلوں سے بھی محو نہیں ہوئي ہے_(30)

سوالات

1 _ حضرت علی (ع) کے گھر میں کن لوگوں نے پناہ لی اور کیوں ؟

2 _ واقعہ سقیفہ کے بعد حضرت علي(ع) کا کیا موقف رہا ؟ اس حساس کیفیت کی وضاحت کیجئے ؟

3 _ حضرت علی (ع) کے اقوال کی روشنی میں کنارہ کشی کے اسباب بیان کیجئے ؟

4 _ حضرت علی (ع) نے خلیفہ وقت سے کس وقت مصالحت کی تھی ؟

5 _ فدك کہاں واقع ہے یہ مسلمانوں کے ہاتھ کس طرح آیا اور رسول اکرم(ص) نے اپنے زمانہ حیات مےں کسے بخشا ؟

6 _ فدك پر قابض ہونے کے محرکات بیان کیجئے ؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

7 _ ابوبکر کی حکومت کے مقابل اہل " ردہ " کا کیا ردعمل رہا کیا وہ سب مرتد ہو گئے تھے ؟
8 _ مرتدین کے ساتھ جنگ کرنے میں ابوبکر کے پیش نظر کیا محرکات تھے اس بارے میں خلیفہ ثانی کا بھی نظریہ پیش کیجئے ؟
9 _ حضرت فاطمہ زہرا(س) کی وفات کس سنہ میں واقع ہوئي رحلت کے وقت آپ کی کیا عمر تھی آپ کی تکفین و تدفین کی رسومات کس طرح ادا کی گئیں ؟

حوالہ جات
1 _ جن حضرات کے نام دیئے گئے ہیں ان مےں زبیر ' عباس بن ابی لہب ' سلمان ' ابوذر ' مقداد عمار، براء ' ابی بن کعب'سعد بن ابی وقاص اور طلحہ شامل ہیں لیکن الفصول المہمة میں ان افراد کے علاوہ دیگر حضرات کے نام بھی درج ہیں _
2 _ الامامة والسیلة ج1 / 20 _
3 _ الامامة والسیلمة ج1 / 19_
4 _ الشیعة والی کمون / 18 _
5 _لو وجدت اربعین ذویی عذم منهم لنا هضت القوم شرح ابن ابی الحدید ج2 / 47 و 22
6 _ نہج البلاغہ (صبحی صالح) خلبہ " فنظرت فاذا لیس معین الا اهل بیتیی فضنت بهم عن الموت _
7 _ اس جماعت نے رسول(ص) کی وفات کے بعد اسلام کی مرکزی حکومت کے خلاف بغاوت شروع کر دی اور ایك مدت اس کے حملے جاری رہے _
8 _ نہج البلاغہ خطبہ ج " شقوا امواج الفتن بسفن النجاة ، عرجوا عن طریق المناضرة وضعوا بتیجان المفاخرة اندمجت علی مکنون علم لوبحت بہ لاضطربتم الاشیة فی الطوی البیصره" _
9 _" وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین" (محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایك رسول نہیں ان سے پہلے اور رسول بھی گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤں گے ؟ یاد رکھو جو الٹا پھرے گا وہ الله کا کچھ نقصان نہ کرے گا البتہ جو الله کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انھیں وہ اس کی جزادے گا) آل عمران آیہ 144_
10 _ نہج البلاغہ خط 62 _
"فامسکت یدیی حتی رایت راجعة الناس قد رجعت عن الاسلام یدعون الی محق دین محمد(ص) فخشیت ان لم انصر الاسلام واهلہ ان اری فیہ ثلما اوهدما تکون المصیبة بہ علی اعظم من فوت ولایتکم التی هیی متاع ایام قلائل یزول منها ماکان کما یزول السراب اوکما یتقشع السحاب " _
----

11 _ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اسد الغابہ ج3 / 222 ' تاریخ یعقوبی 2 / 126 ' استیعاب ج2 / 244 ' التنبیہ والا شراف / 250 اور الامامة والسیامة ج1 / 20 _
12 _ نہج البلاغہ خطبہ 3، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت علی (ع) کی مصالحت اور اجتماعا میں شرکت اسی حد تك تھی کہ جتنی اسلام و مسلمین کی حفاظت کا تقاضا تھا _
13 _فدك خیبر کے نزدیك مدینہ سے 140 کلومیٹر کے فاصلے پر سرسبز و زرخیز زمین تھی فتح خیبر کے بعد رسول اکرم (ص) نے ایك وفد "فدك" کے سرداروں کے پاس بھیجا اور بحث و گفتگو کے بعد وہاں کے رہنے والوں نے یہ عہد کیا کہ ہر سال خیبر کی جتنی پیداوار ہوگی اس کا نصف حصہ وہ پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں بھیج دیا کریں گے اور اس کے عوض حکومت کی جانب سے ان کی حفاظت کی جائے گي_اسلامی نظریے کے مطابق وہ زمین جو بغیر جنگ کے مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہے وہ خالص پیغمبر اکرم (ص) و امام (ع) کا حصہ ہے اس مسئلے کی رو سے "فدك" صرف رسول اکرم (ص) کا حق تھا چنانچہ رسول اکرم (ص) نے بھی شیعہ محدثین و مفسرین نیز بعض سنی مفکرین کے قول کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مطابق جس وقت آيت ذالقربى حقہ ... (سورہ اسراء آيت 26) نازل ہوئي تو آپ نے اپنى دختر حضرت فاطمہ (ع) كو بلايا اور "فدك" انہيں ديديا(كشف الغمہ ج 1 / 76 4) _
14_ احتجاج طبرى ج 1/ 131_
15_ مروج الذہب ج 3/ 237_
16_ فتوح البلدان 44 شيعہ احاديث ميں مذكورہ بالا شواہد كے علاوہ اسماء بنت عميس كا نام بھى شاہد كى حيثيت سے آيا ہے_
17_ احتجاج طبرى ج 1/ 122_
18_ اعيان الشيعہ (دس جلدي) ج318/1 منقول از سيرہ حلبي_
19_ كامل ابن اثير ج 2 / 326 شرح ابن ابى الحديد ج 2/ 45 _
20_ تاريخ طبرى ج202/3_
21_ زيد بن ثابت كچھ رقم لے كر بنى عدى كى ايك خاتون كے پاس پہنچے اور كہا كہ يہ وہ رقم ہے جو خليفہ نے عورتوں كے درميان تقسيم كى ہے اور يہ تمہارا حصہ ہے اس نيك خاتون نے اپنى ذہانت كے باعث اس رقم كو قبول

كرنے سے انكار كيا اور كہا كيا ميرا دين خريدنے كے لئے مجھے يہ رشوت دى جارہى ہے _ (شرح ابن ابى الحديدج53/2، طبقات ابن سعد ج 3/182)_
22_البدايہ والنہايہ ج 6 /311 قال عمر هو الاّ ان را يت الله قد شرح صدر ابى بكرللقتال فعرفت انہ الحق "ليكن صحيح بخارى ج 7/ 171 ميں عمر كا جملہ اس طرح نقل كيا ہے فوالله ما ہو الا ان قد شرح الله صدر ابى بكر فعرفت انہ الحق "_
23_ تاريخ اسلام ج 1/ 351_
24_ تاريخ اسلام ج 1/ 352_
25_ صبت على مصائب لوانہاصبت على الايام صرن لياليا
26_احتجاج طبرسى ج 1/ 149 ، شرح ابن ابى الحديد ج /16 / 233، بلاغات النساء /19 اور دلائل الامامہ طبري/ 39_
27_ حضرت فاطمہ (ع) كتنے عرصے تك عليل رہيں اس كے بارے ميں اختلاف ہے ابن شہر آشوب نے مناقب ميں بيان كيا ہے كہ آپ چاليس دن تك مريض رہيں اور اسى مرضى كے باعث آپ كى وفات واقع ہوئي حضرت امام باقر(ع) سے مروى ہے كہ آپ پندرہ تك عليل رہيں اور اس كے بعد آپ كى رحلت ہوئي_(اعيان الشيعہ ج 1/ 319)_
28_ اعيان الشيعہ ج 1/ 319_
29 _ حضرت فاطمہ زہرا(س) كى تاريخ وفات اور رسول خدا(ص) كى رحلت كے بعد آپ كى مدت عمر كے بارے ميں اختلاف ہے كتاب كے متن مےں جو بات درج كى گئي ہے وہ اقوال مشہور كے مطابق ہے مورخين نے لكھا ہے كہ حضرت فاطمہ(س)رحلت رسول(ص) كے بعد كم از كم چاليس دن اور زيادہ سے زيادہ آٹھ ماہ اس جہان فانى ميں تشريف فرما رہيں مذكورہ بالا دونوں اقوال كے علاوہ مختلف روايات ميں دو ماہ سے پچھتر دن ' تين ماہ اور چھ ماہ عرصہ بھى نقل كيا گيا ہے _
30 _ نہج البلاعہ (صبحى صالح) خ 202 _

چوتھا سبق
رسول اكرم(ص) كى رحلت سے خلافت ظاہرى تك 3
سر زمين شام و عراق كى فتح
خليفہ وقت كى قرآن و سنت سے واقفيت
حضرت على (ع) ، اور ابوبكر كى علمى و سياسى مشكلات
جانشينى كا تعين

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قلمر و اسلام كى وسعت
فتوحات كى خوشنجريوں كے اثرات
حضرت على (ع) كے ساتھ خليفہ ثانى كے سياسى و علمى مشورے
بنى ہاشم كى گوشہ نشيني
احاديث نبوى كى حفاظت و كتابت پر پابندي
بيت المال كى تقسيم ميں خليفہ كا رويہ
خليفہ دوم كا قتل
كونسى شورى ؟
مذكورہ شورى كے بارے ميں علي(ع) كا رويہ
حضرت على (ع) كى شركت اور اس كى وجہ

عثمان كى خلافت
مسلمانوں كا بيت المال
حضرت على (ع) كے پند و نصايح
خليفہ سوم كا قتل
حضرت على (ع) كى نظر ميں عثمان كا قتل
پچيس سالہ حكومت خلفاء كے دوران على (ع) كے كارنامے
سوالات
حوالہ جات

رسول اكرم(ص) كى رحلت سے خلافت ظاہرى تك 3
سرزمين شام و عراق كى فتح

داخلى جنگوں كى آگ جب خاموش ہو گئي تو خليفہ وقت نے دو اہم لشكر تيار كيئے ان ميں سے ايك لشكر خالد كے زير فرمان عراق كى جانب روانہ كياجس پر اس وقت ساسانى حكومت كا اثر و غلبہ تھا اور دوسرا لشكر ابو عبيده كى سركردگى ميں شام كى سمت ' مشرقى روم كى جانب روانہ كيا _
خالد سب سے پہلے " حيره " كى طرف متوجہ ہوا ليكن وہاں كے حاكم نے صلح و امن كا طريقہ اختيار كيا اور نوے ہزار درہم ادا كر كے اپنے ملك كے تابع سرزمين كو مسلمين كى در ازدستى سے بچا ليا حيره كے بعد " آبلہ " " عين التمر " اور " انبار " جيسے شہر جنگ يا معاہده صلح كے ذريعے تابع و مطيع كئے گئے _
عراق كى جانب جب لشكر روانہ كيا گيا تھا تو وه كاميابى سے ہمكنار ہوا مگر جو لشكر رومى شانہشاہيت كے متصرفات كو فتح كرنے كى غرض سے بھيجا گيا تھا اس كے بارے مےں احتمال تھا كہ كہيں شكست سے دو چار نہ ہو اس خدشے كے پيش نظر ابوبكر نے خالد كو عراق سے واپس بلا ليا اور مسلمانوں كى مدد كے لئے انھيں شام كى جانب جانے پر مقرر كيا خالد كے چلے جانے كے بعد قبيلہ بكر كے سردار مثنى نے لشكر عراق كے ماندارى كى ذمہ دارى قبول كى اور حيره سے بابل (يہ شہر موجوده حلہ كے نزديك واقع تھا) كى جانب روانہ ہوئے خالد جب اپنا مختصر لشكر اسلام لے كر " يرموك " پہنچے تو لشكر اسلام كو اس سے بہت فرحت حاصل ہوئي اور بے مثال بہادرى و دليرى سے جنگ كر

كے انھوں نے سپاه روم كو شكست دى چنانچہ انھوں نے پسپا ہو كر دمشق ميں پناه لى _

خليفہ وقت كى قرآن و سنت سے واقفيت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ابوبکر اگرچہ مسند خلافت پر متمکن ہو گئے لیکن مہاجر و انصار کی نظروں میں ان کا شمار افضل و اعلی دانشور صحابہ رسول میں نہیں ہوتا تھا مثلا تفسیر قرآن مجید کے وہ قابل اعتناء توجہ مطالب بیان نہےں کر سکتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی جیسا تتبع مفسردس سے زیادہ تفسیر و مطالب تفسیر ان سے نقل نہےں کر سکا ہے جبکہ وہی مفسر حضرت علی (ع) کے بارے میں لکھتا ہے کہ علم تفسیر میں آپ کی بہت سے روایات بیان کی گئي ہیں _ (5)
حنبلی مسلك کے پیشوا مام احمد بن حنبل کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں " (6) مسند" میں انہوں نے پچاس ہزار سات سو احادیث نقل کی ہیں او جو احادیث انہوں نے ابوبکر کے واسطے سے نقل کی ہیں ان کی تعداد اسی (80) سے کم ہی ہے (7)
ابن کثیر نے بہت زیادہ تلاش و جستجو کے بعد ابوبکر سے منقول بہتر (72) احادیث جمع کی ہےں اور انہیں "مجموعہ مسند صدیق " کا نام دیا ہے جلال الدین سیوطی کی علم تفسیر و احادیث پر کافی دسترس تھی اس نے مجموعہ ابن کثیر کا سند کے اعتبار سے جایزہ لیا ہے اور ان کی تعداد کو اس نے ایك سو چار تك پہنچا دیا ہے (8)

حضرت علی (ع) ' اور ابوبکر کی علمی و سیاسی مشکلات
اوپر جو بیان کیا گیا ہے اس کے پیش نظر ابوبکر کے لئے علمی ہی نہیں بلکہ سیاسی مشکلات میں بھی اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ ضرورت کے وقت حضرت علی (ع) سے رجوع کریں اور آپ سے مدد چاہیں اور یہ بات اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت علی (ع) کتاب خدا ،حدیث رسول (ع) اور اسلام

کے سیاسی مصالح کے بارے میں سب سے زیادہ باخبر ، ذی ہوش شخص تھے مثال کے طور پر ہم یہاں دو واقعے بیان کر رہے ہیں _
اہل روم سے جنگ کرنے کے بارے میں رسول خدا(ص) کا خود فرمان تھا اسے نافذ کرنے مےں ابوبکر کو تردد تھا اس سلسلے میں انہوں نے بعض صحابہ رسول(ص) سے مشورہ بھی کیا چنانچہ ہر شخص نے اس سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا بالاخر انہوں نے حضرت علی (ع) سے مشورہ کیا اور رائے جاننا چاہی آپ نے پیغمبرخدا(ص) کے حکم کو نافذ کئے جانے کی ترغیب دلائي اور مزید فرمایا " ان فعلت ظفرت " یعنی اگر آپ یہ اقدام کریں گے تو کامیاب ہوں گے خلیفہ نے بھی آپ کے کہنے پر عمل کیا _ (9)
2 _ ایك شخص نے شراب پی رکھی تھی نشہ کی حالت میں اسے خلیفہ کے روبرو لایا گیا اس شخص نے کہا مجھے علم نہ تھا کہ شراب پینا حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ اب تك میں نے اس ماحول میں پرورش پائي ہے جہاں شراب کو حلال سمجھا جاتا ہے خلیفہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کریں چنانچہ انہوں نے ایك شخص کو حضرت علی (ع) کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا کہ اس مشکل کو حل فرمائیں_(10)

جانشینی کا تعین
عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنانے کے لئے بہت زیادہ سعی وکوشش کی جس کا مقصد یہ تھا کہ خلیفہ اول کے بعد خلافت ان کو ملے ، ابوبکر نے بھی ان کی مرضی کے خلاف کوئي اقدام نہ کیا_ جس وقت بستر علالت پر وہ تھے تو انہوں نے عثمان کو بلایا اور کہا لکھو:
یہ عہد نامہ ابوبکر جانشین رسول خدا(ص) کا مسلمانوں کے لئے ہے ... بات یہیں تك پہنچی کہ ابوبکر پر غشی طاری ہوگئي عثمان کو یہ گمان گذرا کہ شاید خلیفہ گذر گئے ہیں چنانچہ انہوں نے اس عہدنامے کی اس طرح تکمیل کي_ ابوبکر نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے _ اسی اثناء میں ابوبکر کو ہوش آگیا اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ عثمان نے کیا لکھا ہے تو انہوں نے کہا "تم نے

ٹھیك لکھا ہے اس معاملے میں میری اور تمہاری ایك ہی رائے ہے_(11)
حضرت علی (ع) نے نہج البلاغہ میں ابوبکر کے اس اقدام پر سخت تنقید کی ہے _ چنانچہ فرماتے ہیں "عجیب بات ہے کہ وہ شخص جو زندگی میں لوگوں سے کہا کرتا تھا کہ وہ میرا عذر قبول کریں اور (علی (ع) کے ہوتے ہوئے) اس کو

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خلافت سے معذور رکھیں خود مرتے وقت خلافت (کی دلہن) کا پلا دوسرے سے باندھ گیا _(12)

قلمرو اسلام کی وسعت

عمر کے دور خلافت میں مسلمانوں کو بہت سی فتوحات نصیب ہوئیں اور ایران و روم جیسی دو عظےم شہانشاہی حکومتوں کے دروازے ان پر کھل گئے_

عراق میں مسلمانوں نے جس تیزی سے پیشرفت کی اس کے باعث انہیںیہ امید نظر آنے لگی کہ ساسانی حکومت کے اصل سرزمین پر بھی وہ حملہ کرسکیں گے چنانچہ عمر نے ابوعبیدہ کو ایران کی فتح کے لئے فرماندار مقرر کیا اور مثنی چونکہ عراق میں مقیم تھے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کے ساتھ ابوعبیدہ کی اطاعت و پیروی کریں_

ایران کے بادشاہ "یزدگرد سوم" نے اپنے سرداروں کو کثیر طاقت جمع کرنے کے بعد حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی پیشرفت کو روکیں اگرچہ اس کے سردار ہر چند لایق و جنگجو تھے مگر وہ سب ایك دوسرے کے بعد یا تو قتل ہوئے یا انہوں نے لشکر اسلام سے صلح کرلي_ ایرانی سرداروں میں بہمن جادویہ ہی ایسا سردار تھا جو مطیع و فرمانبردار نہ ہوا چونکہ اس کی فوج ہاتھیوں کے لشکر سے آراستہ تھی جنہیں دیکھ کر عربوں کے گھوڑے بھڑك گئے چنانچہ "جسر" میں ابوعبیدہ شہید ہوئے اورباقی لشکر نے پسپا ہوکر فرات کے پار جاکر پناہ لي_

لیکن ایك سال بعد(14 ھ) میں سپاہ اسلام نے مثنی کے زیر فرمان "بویب(12) " میں سپاہ ایران پر فتح پائي اور اس سے جنگ جسر کی شکست کی تلافی ہوگئي_

اس کے بعد قادسیہ وقوع پذیر ہوئي اس سے قبل کہ جنگ شروع ہو ایرانی اور اسلامی افواج کے سپہ سالاروں (سعد وقاص اور رستم فرح زاد) کے درمیان ایلچیوں کے ذریعے گفت وشنید ہوتی رہی _ ایلچیوں کی اس ملاقات میں سپاہ اسلام کے سپہ سالار نے بھی مطالبہ کیا کہ دو چیزوں میں سے ایك چیز قبول کی جائے، اسلام یا جزیے کی ادائیگی _ لیکن رستم فرح زاد جو بڑا خود سر سردار تھا یہی کہتا رہا کہ جس وقت تك ہم تمہیں قتل نہ کردیں گے دم نہ لیں گے_

بالآخر چار دن کی جنگ کی بعد مسلمان فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوئے اور اس طرح محرم سنہ 14 ھ میں ایران کے دروازے لشکر اسلام پر کھل گئے اور نور ایمان وتوحید نے اس سرزمین کو اپنی آمد سے منور کیا_

دوسری طرف شہنشاہ روم کی فوج نے یرموك میں اپنی شکست کے بعد دمشق میں پناہ لی اور اپنی اس شکست کے تلافی کرنے کی غرض سے اس نے عظےم فوجی طاقت جمع کی لیکن یہ لشکر بھی شکست سے دوچار ہوا اور مسلمانوں نے دمشق و اردن جیسے شہروں پر فتح پائي_ سنہ 17 میں مسلمانوں نے فلسطین کو بھی جو فوجی اور تاریخی لحاظ سے اہم شہر تھا ، تسخیر کیا_ 19 ھ میں عمر وعاص نے بحر احمر کو عبور کرکے مصر کی جانب رخ کیا_"بابلیوں" میں باز نطینی سپاہ سے مقابلہ ہوا اس میں بھی لشکر اسلام کو کامیابی نصیب ہوئي _ وہاں سے وہ عین الشمس اور روم کی جانب روانہ ہوا تاکہ شہنشاہ روم کی رضایت حاصل کرکے اسکندریہ پہنچ جائے _ چنانچہ چند ماہ کے محاصرے کے بعد اسکندریہ کو بھی فتح کرلیا اور اس طرح شمالی افریقہ کے لئے راستہ ہموار ہوگیا_

فتوحات کی خوشخبریوں کے اثرات

مغایرت و مخالفت سے قطع نظر جو محرکات خلفاء کے زمانے میں ان فتوحات کے ذریعے مسلمانوں کو ہوئے اگر ان کا موازنہ ان جنگوں اور فتوحات سے کیاجائے جو رسول خدا (ص) کے زمانے میں ظہور پذیر ہوئیں تو اس نکتے کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے ، ان فتوحات سے یہ ثابت نہیںہوتا

کہ ان کے باعث دربار خلافت کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا ، اس میں شك نہیں کہ ایك طاقتور و فاتح فوج کو اعلی مقاصد ، حوصلہ مندانہ آمادگی ، فن حرب وضرب سے واقفیت اور فوجی تربیت جیسے عوامل و اوصاف کا مجموعہ ہوناچاہئے مگر اس کا چندان ربط و تعلق موجودہ سپہ سالاروں سے نہیں تھا _ مسلمانوں کی فتح وکامرانی میں جو عوامل کار فرما تھے اور انہیں دو عظیم شہنشاہی حکومتوں سے قوت آزما ہونے کیلئے ترغیب دلاتے تھے، وہ پیغمبرا کرم (ص) کی یہ خوش خبری تھی کہ مسلمان ایران اور وم جیسی سرزمینوں کو فتح کریں گے ان کے علاوہ بھی دیگر ایسے عوامل تھے جن

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سے مسلمانوں كى ميدان جنگ ميں حوصلہ افزائي ہوتى تھى مگر انكا تعلق كسى طرح بھى حكومت وقت سے نہ تھا بلكہ ان ميں وہ شہرت ونيك نامى كے عناصر كار فرماتھے جو رسول اكرم (ص) اور شير خدا على (ع) جيسے پيشوايان اسلام نے اپنے كردار كے ذريعے قائم كئے تھے_

حضرت على (ع) كے ساتھ خليفہ ثانى كے سياسى وعلمى مشورے
حضرت على (ع) خليفہ اول كى طرح خليفہ دوم كے بھى اہم مشكل كشا تھے اور ان كى بھى سياسى و علمى مشكلات كو حل فرماتے تھے يہاں ہم بطور مثال دو واقعات پيش كررہے ہيں _
جنگ قادسيہ ميں سپاہ ايران كى شكست كے بعد ايران كے بادشاہ يزدجرد نے فيروزان كے كمانڈرى ميں عظيم لشكر مرتب كيا تاكہ وہ آيندہ عربوں كے حملات كا سد باب كرسكے ، كوفہ كے حاكم نے خط كے ذريعے تمام واقعات كى اطلاع خليفہ كو دى ، عمر مسجد ميں آئے اور اصحاب سے مشورہ كيا كہ وہ مدينہ ميں ہى رہيں يا اس علاقے ميں پہنچ كر جو بصرہ وكوفہ كے درميان واقع ہے ، سپاہ اسلام كى كمان سنبھاليں _ عثمان اور طلحہ نے دوسرے نظريے كى تائيد كى اور اس ضمن ميں مزيد كہا كہ آپ سرداران سپاہ شام ويمن كو لكھيں كہ وہ آپ سے ملحق ہوں _ ليكن حضرت على (ع) نے دونوں ہى نظريات كى مخالفت كى اور فرمايا كہ وہ شہر جو حال ہى ميں مسلمانوں كے تصرف ميں آئے ہيں انہيں فوج سے خالى نہيں رہنا چاہيئےيونكہ ايسى صورت ميں ممكن ہے كہ حبشہ كى فوج يمن پر اور روم كا لشكر

شام پر قبضہ كرلے _ عمر كى پہلى تجويز كے بارے مينبھى آپ نے مشورہ ديا اور فرمايا كہ اگر آپ مدينہ سے باہر چلے جائيں گے تو ممكن ہے كہ اطراف كے اعراب اس موقع كا فائدہ اٹھائيں اور يہاں كوئي فتنہ بپا كريں اس كے علاوہ اگر آپ محاذ جنگ پر پہنچيں گے تو دشمن جرى ہوجائے گا كيونكہ جب عجمى سپاہى آپ كو ديكھيں گے تو كہيں گے كہ عربوں كى جڑ بنياد يہى شخص ہے گر اس كو كاٹ ڈاليں تو سارا جھگڑا ہى پاك ہوجائے گا_
حضرت على (ع) كى بات سننے كے بعد عمر نے روانگى كے خيال كو ترك كرديا اور كہا كہ قابل عمل رائے على (ع) كى ہے مجھے انہى كى پيروى كرنى چاہيئے_ (13)
ايك شخص خليفہ كے پاس آيا اور شكايت كى كہ ميرى بيوى كے يہاں شادى كے چھ ماہ بعد ولادت ہوئي ہے عورت نے بھى اس بات كو قبول كيا اس پر خليفہ نے حكم ديا كہ اسے سنگسار كياجائے ليكن حضرت على (ع) نے حد جارى كرنے سے منع كيا اور فرمايا كہ قرآن كى روسے عورت چھ ماہ پورے ہوجانے پر وضع حمل كرسكتى ہے كيونكہ مدت حمل اور شيرخوار تيس ماہ معين ہے_(14)
اور دوسرى آيت ميں دودھ پلانے كى مدت دوسال بتائي گئي ہے _(15) اور اگر تيس ماہ ميں سے دو سال كم كرديئے جائيں تو مدت حمل چھ ماہ رہ جاتى ہے _ حضرت على (ع) كى منطقانہ گفتگو سننے كے بعد عمر نے كہا "لو لا على (ع) لهلك عمر" _"اگر على (ع) نہ ہوتے تو عمر ہلاك ہوجاتا"_(16)

بنى ہاشم كى گوشہ نشيني
ابوبكر و عمر كے زمانہ خلافت ميں بنى ہاشم اور حضرت على (ع) كے ہوا خواہوں كو عملى طور پر حكومت كے اہم عہدوں سے دور ركھا گيا اور يہ كوشش كى گئي كہ اس زمانے كہ دل ودماغ سے اہل بيت (ع) كى اعلى اقتدار كو محو كردياجائے_
اس كے مقابل اموى گروہ بتدريج معاشرے كى رہبرى ميں اثر رسوخ پيدا كرتا رہا _ اس

نظريے كے بہت سے تاريخى شواہد موجود ہيں جن ميں سے چند كا ذكر ذيل ميں كياجاتا ہے_
1_ ابوبكر نے اس زمانے كى وسيع وعريض مملكت ميں سے چھوٹا سا حصہ بھى بنى ہاشم ميں سے كسى كو نہيں ديا كہ جبكہ شام كو سياسى اہميت حاصل ہونے كے باوجود ابوسفيان كے بيٹے يزيد كے اختيار ميں ديديا تھا _(17)
2_ عمر "حميص" كى حكومت حضرت ابن عباس كو دينے سے منصرف ہوگئے جبكہ معاويہ كو شام پر مسلط كرنے كے سلسلہ ميں كسى قسم كا دريغ نہيں كيا _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

3_ محض چند لوگوں کی اس شکایت پر کہ عمار یاسر ایك ضعیف انسان ہیںخلیفہ دوم نے کوفہ کی گورنری سے انہیں معزول کیا اور مغیرہ کو گورنر مقرر کیا چند روز بعد مغیرہ کی بھی شکایت پہنچی لیکن اس کا ذرہ برابر اثر نہ ہوا_(18)
خلیفہ اول و دوم اگرچہ ابوسفیان سے بہت زیادہ خوش نہ تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے اموی خاندان کے افراد کو حد سے زیادہ سیاسی امور میں داخل ہونے نہیں دیا مگر اس کا میدان انہوں نے عثمان کے زمانہ خلافت میں ہموار کردیا تھا _ مثلاً عمر جانتے تھے کہ شوری جس کی انہوں نے تشکیل کی ہے اس کانتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ عثمان کو خلیفہ منتخب کرلیاجائے گا چنانچہ اس نے خود بھی یہ بات کہہ دی تھی کہ اگر عثمان حاکم ہوئے تو وہ بنی امیہ کو لوگوں پر مسلط کردیں گے_(19)

احادیث نبوی کی حفاظت و کتابت پر پابندي
جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) کی تاریخ حیات میں بیان کیاجاچکا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں چاہا تھا کہ امت کے لئے ایك نوشتہ لکھ دیں تاکہ آپ (ص) کے بعد وہ گمراہ نہ ہو مگر عمر نے منع کیا اور کہا کہ ہماری لئے قرآن کافی ہے_
اس خیال کی پیروی کرتے ہوئے انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں حکم دیا کہ احادیث پیغمبر (ص) کو قلم بند نہ کیاجائے اور اگر انہیں کوئي حدیث لکھی ہوئي مل جاتی تو اسے ضبط کرکے جلوا دیتے_

انہوں نے تمام شہروں میں یہ منادی کرادی کہ اگر کسی کے پاس کوئي حدیث ہے تو وہ اسے نیست ونابود کردے _(20)
چنانچہ قاسم بن محمد بن ابی بکر سے منقول ہے کہ عمر کے زمانے میں احادیث بہت زیادہ جمع ہوگئیں جب ان کے پاس لائي گئیں تو حکم دیا کہ انہیں جلادیا جائے_(21)
ابوبکر نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں پانچ سو احادیث جمع کیں _ عائشےہ فرماتی ہیں : مجھ سے کہا کہ احادیث میرے پاس لاؤ جب انہیں لایا گیا تو ان سب میں آگ لگادی گئي _(22) چنانچہ یہ روش عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت تك جار رہی _
اس رویے کو اختیار کرنے کی وجہ وہ یہ بتاتے تھے کہ اگر عوام کی توجہ احادیث کی جانب رہے تو وہ قرآن سے دور ہوجائیں گے درحالیکہ قرآن کا یہ ارشاد ہے کہ "پیغمبر جو کچھ تمہارے لئے لائے ہیں ، اسے قبول کرلو اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے باز رہو "_(23)رسول اکرم (ص) کی اطاعت کا امکان پیدا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ احادیث جن میں بالخصوص اوامر و نواہی کے بارے میں آپ نے فرمایا محفوظ رہنی چاہئے ورنہ کس طرح رسول کی اطاعت ہوسکے گی ؟

بیت المالك کی تقسیم میں خلیفہ کا رویہ
رسول خدا (ص) کے عہد میں سپاہیوں اور حکومت کے کارکنوں کی تنخواہ مقرر نہ تھی بلکہ اخراجات زندگی مال غنیمت کے ذریعے مہیا کئے جاتے تھے _ اس کی تقسیم میں لوگوں کے سابقہ زندگي' عربوں کی نسلی فضیلت یا پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ قرابت داری کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا_
خلیفہ اول کے زمانے میں بھی یہی طریقہ رائج رہا لیکن خلیفہ دوم کے زمانے میں اس طریقہ کار کو بدل دیا گیا انہوں نے سپاہیوں اور حکومت کے کارکنوں کی تنخواہ کے لئے علیحدہ رجسٹر بنایا اور اس کی تقسیم کے لئے نسل ونسبت کو معیار قرار دیا ان کے درمیان عرب کو عجم پر ، قحطان کے عرب کو عدنان کے عرب پر ، مضر کو ربعیہ پر ، قریش کو غیر قریش پر اور بنی ہاشم کو بنی امیہ پر برتری و

فضیلت تھی اور انہیں بیشتر مراعات حاصل تھیں_(24)
کچھ عرصہ گذرا تھا کہ ذخیرہ اندوزوں اور دنیا پرستوں نے اس طریقہ کار کی بدولت جس طرح بھی ممکن ہوسکتا تھا مال جمع کرنا شروع کردیا وہ غلاموں اور کنیزوں کو خرید لیتے اور انہیں مختلف کاموں پر زبردستی لگادیتے تاکہ ان کے لئے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

زندگی کی سہولتیں فراہم کرنے کے علاوہ ہر روز نقدرقم بھی اپنے آقائوں کو لاکر دیں_

خلیفہ دوم کا قتل

فیرو زایرانی ابولو لو مغیرہ کا غلام تھا_ اپنی زندگی کے اخراجات پورکرنے کے علاوہ وہ مجبور تھا کہ ہر روز دو درہم مغیرہ کو ادا کرے اس نے ایك روز خلیفہ کو بازار میں دیکھا اس نے فریاد کی کہ اس کے آقانے اس سے ہرروز دو درہم وصول کرنے کا جو بار اس پر ڈالا ہے وہ اس کےلئے ناقابل برداشت ہے _ لیکن خلیفہ نے بڑی بے اعتنائي سے جواب دیا کہ تجھ جیسے ہنرمند اور ماہر فن شخص کے لئے اتنی مقرر کردہ رقم کوئي زیادہ نہیں میں نے تو یہ سنا ہے کہ تو ایسی چکی بناسکتا ہے جو ہوا کے رخ پر گردش کرتی ہے_ کیا ایسی چکی تو میرے لئے بھی بناسکتا ہے ؟ فیروز کو چونکہ خلیفہ کی بے اعتنائي سے بہت تکلیف پہنچی تھی اس نے کہا کہ میں آپ کیلئے ایسی چکی بنائوں گا جس کی مشرق و مغرب میں کہیں مثال نہ ملے گی اور بالآخر ماہ ذی الحجہ 23 ھ میں اس نے خلیفہ کو قتل کردیا_

کونسی شوري؟

عمر نے جب موت کے آثار دیکھے تو انہوں نے چھ ایسے افراد کو جن سے اس کے بقول پیغمبر اکرم (ص) اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بہت خوش تھے ، بلوایا وہ یہ چھ افراد تھے:

حضرت علی (ع) _ عثمان _ طلحہ اور زبیر _ عبدالرحمن بن عوف اور سعد وقاص_

عمر نے ہر ایك کی معنوی خصوصیت بیان کرنے کے بعد کہا کہ : اگر میرے بعد خلیفہ مقرر کرنے کے سلسلے میں تم نے اتفاق رائے سے کام لیا تو تمہیں نیز تمہارے فرزندان کو درخت خلافت کے میوے سے فےض پہنچے گا ورنہ خلافت کی گیند کو معاویہ اچك لیگا _ اس کے بعد انہوں نے اباطلحہ کو کچھ ضروری نصیحتیں کیں اور مزید فرمایا اگر پانچ افراد نے اتفاق رائے کیا اور ایك نے مخالفت یا چار افراد ایك طرف ہوگئے اور دو شخص دوسری جانب ، تو ایسی صورت میں جو اقلیت میں ہوں ان کی گردن اڑا دینا اگر دونوں فریق برابر ہوئے تو حق اس طرف جائے گا جس طرف عبدالرحمن ہوں گے ... اگر تین دن گذر جائیں او رکسی بھی مرحلے پر اتفاق رائے نہ ہو تو سب کو قتل کردینا اور مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑنا کہ اس کے بعد وہ جسے بھی چاہیں خلیفہ مقرر کریں_ (25)

حضرت عمر کے انتقال کے بعد اس شوری میں طلحہ نے اپنا حق حضرت عثمان کو دے دیا اور زبیر حضرت علی (ع) کے حق میں دستبردار اور سعد بن ابی وقاص نے اپنا ووٹ عبدالرحمن بن عوف کو دےدیا ، یوں خلافت کے لیئے صرف تین امیدوار یعنی حضرت عثمان، حضرت علی (ع) اور عبدالرحمن باقی بچ گئے پھر عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علی (ع) کی جانب رخ کیا اور کہا کہ میں اس شرط پر آپ کی بیعت کرتاہوں کہ آپ کتاب خدا ، سنت رسول(ص) اور شیخین کی روش پر عمل کریں گے اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ میں کتاب خدا اور سنت پیغمبر اکرم (ص) اور اپنے اجتہاد کی بنیاد پر عمل کروں گا_ عبدالرحمن نے یہی بات عثمان کی جانب رخ کرکے کہی عثمان نے ان کی اس شرط کو فوراً قبول کرلیا ،ا س کے بعد انہوں نے عثمان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا اور انہےں "امیرالمؤمنین" ہونے کی حیثیت سے سلام کیا (26)_

مذکورہ شوری کے بارے میں حضرت علی (ع) کی نظر

جس وقت شوری کے اراکین کا تعین ہوا تو حضرت علی (ع) نے ابتدا ہی میں اس کے فیصلے سے باخبر کردیا تھا اور عباس سے کہا تھا "عدلت عنا" یعنی ہمارے خاندان سے خلافت کا رخ موڑ دیا گیا ہے انہوں نے دریافت کیا کہ آپ نے کیسے جانا تو آپ نے فرمایا کیونکہ عثمان کو میرے

مقابل لایا گیا ہے_(27)

جب شوری کے نتیجے کا اعلان کیا گیا تو اس وقت بھی آپ نے فرمایا تھا عمر نے اپنی موت کے بعد خلافت کو ایك جماعت میں محدود کردیا اور مجھے بھی اس جماعت کا ایك رکن قرار دیا ہے بھلا میرا اس شوری سے کیا تعلق ہے ان میں سے سب سے پہلے ہی کے مقابلہ میں میرے استحقاق میں کب شك تھا کہ جواب اس قسم کے لوگوں میں شامل کرلیا گیا ہوں؟ وہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پرندہ کی طرح کبھی زمین پر چلتے تھے اور کبھی اڑنے لگتے تھے مجبوراً میں نے بھی نشیب وفراز میں ان سے ہم آہنگی کی ان میں سے ایك (سعد بن ابی وقاص) تو کینہ توزی کی وجہ سے حضرت عثمان کی طرف چلاگیا اور دوسرا (عبدالرحمن بن عوف) دامادی اور بعض ناگفتہ باتوں کی وجہ سے ادھر جھك گیا_(28)

حضرت علی (ع) نے اپنے اس بیان کے ذریعے اس مجلس مشاورت کے حقیقی چہرے کو بے نقاب کردیا اور یہ بات واضح کردی کہ آپ کا شمار کسی طرح بھی اس شوری کے اراکین میں نہےں ہے اس کے علاوہ عثمان کے حق میں رائے دہی ان کے رائے غیر جانبدار نہ تھی بلکہ اس میں کینہ توزی اور قرابت داری جیسی ذاتی اغراض شامل تھیں اور جس وقت خلافت کیلئے فیصلہ کیا جارہا تھا اس وقت یہ عوامل کار فرما تھے_

حضرت علی (ع) کی شرکت اور اس کی وجہ

جیسا کہ اس سے قبل اشارہ کیاجاچکا ہے کہ عمر نے جس شوری کی تشکیل کی تھی اس کی ہیئت شروع سے ہی یہ بتا رہی تھی کہ اس کے ذریعے حضرت علي(ع) کو امیرالمومنین (ع) منتخب نہیں کیاجائے گا اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت علی (ع) نے جب پہلے ہی یہ انداز لگالیا تھا تو آپ نے اس شوری میں شرکت ہی کیوں فرمائي؟

اس سوال کا جواب دینے کے لئے ضروری ہے کہ ان نکات کی جانب توجہ دلائي جائے جن میں بعض آپ ہی کے اقوال ہیں_

1_ ابن عباس نے آپ سے کہا تھا کہ اس شوری میں شرکت نہ کیجئے تواس پر آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے اختلاف پسند نہیں _ (29)

2_ قطب راوندی کے قول کے مطابق ابن عباس کے سوال کے جواب میں ہی آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں جانتا تھا کہ شوری کی تشکیل کس نہج پر ہوئي ہے اس کے باعث خلافت ہماری خاندان سے چلی جائے گی لیکن میں نے ان کی اس شوری میں شرکت کی جس کی وجہ یہ تھی کہ عمر نے مجھے خلافت کا اہل و شایستہ جانا لیکن اس سے قبل انہوں نے ہی کہا تھاکہ رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے کہ نبوت اور امامت ایك گھر میں جمع نہ ہوں اب میں اس شوری میں شامل کرلیا گیاہوں تو چاہتاہوں لوگوں کے سامنے کہ ان (عمر) کے فعل کی ان کی بیان کردہ روایت کی مخالفت کو واضح کردوں_(30)

مذکورہ شوری میں حضرت علی (ع) کی عدم شرکت کے باعث فیصلہ کرنے کا اختیار عبدالرحمن کو ہوتا ایسی صورت میں اگر حضرت علی (ع) مخالفت کرتے تو اس ہدایت کے مطابق جو عمر نے کی تھی تو آپ کو قتل کروایا جاتا اس اعتبار سے صحیح اور منطقی راہ وہی تھی جسے آپ نے پیش نظر رکھا_

عثمان کی خلافت

خلیفہ دوم کی وفات کے بعد عثمان نے زمام امور اپنے ہاتھوں میں سنبھالی ، انہوں نے روز اول سے وہی راہ اختیار کی جس کا عمر کو خدشہ تھا_ چنانچہ بتدریج اپنے قرابت داروں(بنی امیہ) کو اہم مناصب پرمقرر کرنا شروع کیا_

اپنے ماموں زاد بھائي عبداللہ ابن عامر کو جس کی عمر ابھی پچیس سال ہی کی تھی بصرے کا والی مقرر کردیا اور اپنے ماموں ولید ابن عقبہ جیسے بدکار شخص کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا یہ شخص بحالت مستی مسجد میں داخل ہوا اور فجر کی نماز میں چار رکعت پڑھادی نماز پڑھانے کے بعد اس نے اپنے مقتدیوں سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں مزید چند رکعت پڑھاسکتاہوں_

معاویہ کو عمر نے دمشق اور اردن کا گورنر مقرر کیا تھا لیکن عثمان نے ان میں حمص ، فلسطین اور جزیرہ کے علاقوں کا بھی اضافہ کردیا اور اس کے لئے ایسے مواقع فراہم کردیئے جس سے اس کے تسلط واقتدار میں اضافہ ہوسکے_

اسی طرح انہوں نے اپنے رضاعی بھائي عبداللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا_ مروان بن حکم کو پیغمبر اکرم (ص) نے شہر بدر کردیا تھا مگر عثمان نے اسے اپنے حواریوں میں شامل کرکے اسے اپنا مشیر مقرر کردیا_

مختصر یہ کہ ان کی خلافت کے دوران قلیل عرصے میں ہی بصرہ، کوفہ ، شام اور مصر جیسے چار عظےم صوبے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جنہیں فوجی اجتماعی اور اقتصادی اعتبار سے خاص اہمیت حاصل تھی ، بنی امیہ کے زیر تسلط آگئے اور وہ عرب خاندان جو صحابہ رسول (ص) کی نسلوں سے تھے نیز دیگر افراد قبائل حکومت کے عہدوں سے محروم کردیئے گئے_
اموی دستے نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا اور شروع سے ہی اپنی وضع وحالت کو استحکام دینے سے کوئي دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا_
ابوسفیان نے عثمان کے دور خلافت کی ابتدا میں ہی اپنے قبیلے کے لوگوں سے کہنا شروع کردیا تھا کہ اے بنی امیہ حکومت کو گیند کی مانند ایك ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی جانب اچھالتے رہو ... میری ہمیشہ یہی آرزو رہی ہے کہ حکومت تمہارے ہی ہاتھوں میں رہے اور تمہارے بچوں کو ورثے میں ملے_ (31) ابوسفیان کی نصےحت کے مطابق بنی امیہ اس پر کاربند ہوگئے کہ امور حکومت میں داخل ہوکر اپنے ان رسوخ کو وسیع کریں اور خلافت کو سلطنت میں تبدیل کردیں تاکہ اسے اموی خاندان کی میراث بنانے میں کامیاب ہوسکیں_

مسلمانوں کا بیت المال
وہ کثیر دولت جو تازہ مفتوحہ علاقوں سے بطور خراج اور مال غنیمت خلافت اسلامیہ کے مرکز کی
91
جانب کشاں کشاں چلی آرہی تھی ، ایسا طرہ امتیاز بن گئي تھی جس نے خلیفہ سوم کی حیثیت کو دیگر خلفاء سے علیحدہ کردیا تھا_ چنانچہ خلیفہ نے خود ہی یہ امتیاز حاصل کرلیا تھا کہ اگر چاہیں تو وہ اس مال و دولت میں تصرف کرسکتے ہیں_
قرابت دار،ہم قوم افراد ،قریش کے امرا اور بعض اراکین مجلس ومشاورت اس مال و دولت سے بخشش و بخشایش کے ذریعے فیضیاب ہورہے تھے_ اسلامی خلافت کی وسیع و عریض سرزمین پر صوبہ دار اور حکام بھی اسی راہ و روش پر عمل کر رہے تھے_(33) چنانچہ مسعودی لکھتا ہے کہ : جس وقت عثمان کا قتل ہوا اس وقت ان کے پاس ایك لاکھ پچاس ہزار سونے کے دینار تھے اور دس لاکھ درہم تھے_ "وادی القري" ، "حنين " اور دیگر مقامات پر جو باغات تھے ان کی قیمت کا تخمینہ ایك لاکھ سونے کے دینار لگایا گیا تھا _ اونٹوں کے گلے اور گھوڑوں کے غول ان سے علیحدہ تھے _(34)
حاکم بصرہ بیت المال سے جو سونے اور چاندی کے سکے نکال کر عثمان کے پاس لایا تھا انہوں نے انہیں کیل سے ناپ ناپ کر پیمانے سے خاندان بنی امیہ کی خواتین اور ان کے بچوں کے درمیان تقسیم کئے تھے_(35)
عبداللہ بن شرح کو پیغمبر اکرم (ص) نے شہر بدر کردیا تھا _ فتح افریقہ کے بعد جب وہ واپس آیا اور وہاں سے مال غنیمت اپنے ساتھ لایا تو اس کی قیمت پچیس لاکھ بیس ہزار دینار تھی _ عثمان نے یہ سارا مال اسے ہی بخش دیا_(36)
ایك روز اس نے حکم دیا کہ بیت المال سے دو لاکھ درہم سفیان اور ایك لاکھ درہم مروان کو عطا کردیئے جائیں _ (37) اس کے علاوہ دیگر ایسے بہت سے مواقع پر جن کے ذکر کی یہاں گنجائشے نہیں ، موصوف نے دل کھول کر داد و دہش سے کام لیا_

حضرت علی (ع) کے پندو نصایح
جس وقت لوگ اور بزرگ صحابی عثمان کی راہ و روش اور ان کے کارندوں کی زیادتیوں سے
92
تنگ آگئے تو وہ حضرت علی (ع) کے پاس پہنچے اور شکایات کے ضمن میں یہ درخواست کی کہ وہ ان کے نمایندے کی حیثیت سے عثمان کے پاس جائیں اور کہیں کہ وہ لوگوں کو اپنے کارندوں کے شر سے نجات دلائیں _امیرالمومنین حضرت علی (ع) عثمان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے نصیحت فرمائي _ دوران گفتگو ان سے کہاکہ : ... عثمان خدا سے ڈرو اور اپنے اوپر رحم کرو ... خدا کے بہترین بندوں میں وہ عادل پیشوا ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو اور دوسروں کو بھی ہدایت کرے ... مروان سے تم اتنے نہ دبو کہ وہ تمہیں اس پختہ عمر اور پیرانہ سالی میں جہاں چاہے لیئے پھرے_(38)
بعض صحابہ رسول اکرم (ص) نے جب عثمان کی کارکردگی اور ان کے کارندوں کی زیادتیوں پر اعتراض کیا تو عثمان کا عتاب نازل ہوا _ پیغمبر اکرم (ص) کے جن بزرگ صحابہ سے انہوں نے ناروا سلوك کیا ان میں سے تین قابل ذکرہیں_
حضرت ابوذر (ع) نیك صالح بزرگ تھے ان کا شمار پیغمبر اکرم (ص) کے عظےم الشان صحابہ میں ہوتا تھا _ عثمان نے انہیں شہر بدر کرکے "ربذہ" (39) چلے جانے کا حکم دیا یہی نہیں بلکہ یہ حکم جاری کردیا کہ رخصت کرنے کی غرض سے ان کے ساتھ کوئي شخص نہ جائے_ چنانچہ جس وقت وہ روانہ ہوئے تو انہیں رخصت کرنے کے لئے حضرت علی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(ع) آپ كے دو فرزند اور حضرت عقيل و حضرت عمار ياسر كے علاوه اور كوئي شخص نہ تھا _(40)
عمار ياسر اور عبدالله بن مسعود بزرگ صحابہ رسول(ص) پر بھی وہی حالت گذر گئي جس سے حضرت ابوذر(ع) دوچار ہوئے تھے_ عبدالله كے بارے ميں ان كے غلاموں كو حكم ديا گيا كہ وه انہيں خوب زدو كوب كريں _چنانچہ انہوں نے موصوف كو اس بری طرح زمين پر پٹخا اور اتنا مارا كہ ان كی پسلياں ٹوٹ گئيں _ بيت المال سے جو انہيں وظيفہ دياجاتا تھا وه بھی منقطع كرديا گيا اور لوگوں كو منع كرديا گيا كہ كوئي ان كی عيادت كو نہ جائے_ (41)
حضرت عمار نے جب يہ اعتراض كيا كہ بيت المال كو پانی كی طرح بہايا جارہا ہے اور حكومت كے عہدے نالايق افراد كو ديئے جارہے ہيں تو ان پر بھی خليفہ اور انكے خدمتگاروں كا عتاب نازل ہوا جن كے باعث وه مرض فتق ميں مبتلا ہوگئے _ (42)

خليفہ سوم كا قتل
بنی اميہ كو كارگاه خلافت اور ولايت كے صدر ومقامات پر بروئے كار اور بر سر اقتدار لانا ، ان كا موقع سے ناجائز فائده اٹھانا اور ان بزرگ ہستيوں كی جانب نكتہ چينی كيا جانا جن كا شمار بزرگ صحابہ رسول (ص) ميں ہوتاتھا ايسے عوامل تھے جن كے باعث لوگ عثمان كے خلاف طيش وغضب ميں آگئے اور انفرادی اعتراضات، عوامی غم وغصہ كا سبب بن گئے_
عوامی غم وغصہ كا مقابلہ كرنے كی غرض سے عثمان نے حاكم شام معاويہ اور بصره كے گورنر عبدالله بن سعد كو خط لكھا اور مخالفين كی سركوبی كے لئے ان سے مدد چاہي_ (43)
مسلمين كو جب اس بات كی اطلاع ہوئي كہ خليفہ نے اپنی راه و روش پر تجديد نظر كی بجائے ان كی سركوبی كے اقدامات شروع كرديئے ہيں تو انہوں نے فيصلہ كيا كہ اس قضيے كا فيصلہ ہی كرديں_ چنانچہ اس غرض سے كثير تعداد مينلوگ مصر سے اور كچھ لوگ كوفہ سے مدينہ پہنچے ، مزيد مہاجرين و انصار بھی ان كے ساتھ شامل ہوگئے اور سب نے دل بناكر عثمان كے گھر كا محاصره كرليا_
اگرچہ عوام كے نمايندگان اور خليفہ كے درميان بہت زياده كشمكش نيز كئي مرتبہ طولانی گفتگو ہوئي اس موقع پر حضرت علی (ع) نے خليفہ كو پند ونصائح بھی كئے اور عثمان نے ان پر كاربند رہنے كا وعده كيا مگر انہوں نے نہ صرف انہيں عملی جامہ نہ پہنايا بلكہ جنگ و مقابلے پر اتر آئے اور اس بات پر اصرار كركے كہہ "وه پيراہن جو خداوند متعال نے مجھے پہنايا ہے ميں اسے ہرگز نہ اتارونگا" (44) خلافت سے برطرف ہونے كے احتمال كو مسترد كرديا_
عثمان كے گھر كا محاصره چاليس دن تك جاری رہا اس دوران گھر كے اندر سے تير چلتے رہے جس ميں رسول خدا (ص) كے ايك ضعيف العمر صحابی بھی شہيد ہوگئے _ عوام نے مطالبہ كيا كہ قاتل كو ان كے حوالے كياجائے مگر انہوں نے يہ بات نہ مانی چنانچہ لوگوں نے ان كے گھر پر ہجوم بپا كرديا جس كے باعث عثمان قتل ہوگئے_(45)

حضرت علی (ع) كی نظر مينعثمان كا قتل (46)
نہج البلاغہ ميں مجموعی طور پر سولہ مقامات پر عثمان كے بارے مينبحث ہوئي ہے جن مينسے زياده كا تعلق قتل عثمان سے ہے _ حضرت علی (ع) نے اپنے خطبات ميں ايك طرف تو خود كو اس حادثہ قتل سے بری الذمہ قرار ديا ہے اور دوسری طرف انہوں نے خود كو عثمان كے مددگار ميں شامل نہيں كيا ہے بلكہ جن لوگوں نے ان كے خلاف شورش كی تھی انہيں عثمان كے مددگاروں پر ترجيح دی ہے اس كے ساتھ ہی يہ سانحہ قتل آپ كی نظر ميں مجموعی طور پر اسلامی مصالح و منافع كے مواقع و سازگار نہ تھا_
بظاہر يہ اقوال اور موضوعات مختلف و متضاد نظر آتے ہيں مگر ان ميں اس طرح ہم آہنگی و مطابقت پيدا كی جاسكتی ہے كہ : حضرت علی (ع) چاہتے تھے كہ عثمان اپنے طريقہ كار سے دست بردار ہوجائيں اور اسلامی عدل كی صحيح راه اختيار كرديں اورضرورت پيش آجائے تو انہيں گرفتار بھی كرليں تاكہ ان كی جگہ اہل خليفہ بر سر اقتدار آئے اور وه ان كے دو ركے بدعنوانيوں كی تفتيش كرے اور اس سے متعلق جو حكم خداوندی ہواسے جاری كرے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس طرح حضرت علی (ع) نے نہ تو عثمان کے قتل سے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا ہے اور نہ ہی ان کی شورش کرنے والوں کے ساتھ رویے کی تائید کی ہے _ حضرت علی (ع) کی یہی کوشش تھی کہ خون نہ بہایاجائے اور شورش کرنے والوں کے جو جائز مطالبات ہیں انہیں تسلیم کیاجائے اور اس طرح عثمان یا تو اپنی راہ و روش پر تجدید نظر کریں یا خلافت سے برطرف ہوجائیں تاکہ یہ کام کسی ایسے شخص کے سپرد کیاجاسکے جو اس کا اہل ومستحق ہو_
عثمان اور انقلابیوں کے درمیان جو تنازع ہوا ا س کے بارے میں حضرت علی (ع) کا فیصلہ یہ تھا کہ عثمان نے ہر چیز کو اپنے اور اپنے عزیز واقارب کے لئے مخصوص کردیا تھا اور جو شیوہ انہوں نے اختیار کیا تھا وہ پسندیدہ نہ تھا اور تم شورش کرنے والوں نے بھی عجلت و بے تابی سے کام لیا جو بری چیز ہے_(47)

جس وقت حضرت علی (ع) فرد ثالث کی حیثیت سے انقلابیوں کے مطالبات عثمان کو بتا رہے تھے تو آپ نے اس تشویش کا اظہار فرمایا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ انہیں مسند خلافت پر قتل کردیاجائے اور اگر ایسا ہوا تو مسلمانوں پرعظےم مصیبتوں کے دروازے کھل جائیں گے _ چنانچہ اس ضمن میں آپ نے عثمان سے کہا کہ میں تمہیں قسم دلا کر کہتا ہونکہ ایسا کوئي کام نہ کرنا جس کے باعث تمہارا شمار امت کے مقتول پیشواؤں میں ہو کیونکہ رسول (ص) اکثر فریاد کرتے تھے کہ اس امت کے ایك پیشوا کا قتل ہوگا اور اس کے بعد کشت وکشتار کے دروازے کھل جائینگے"_(48)
عثمان کے قتل کو بہانہ بناکر طلحہ وزبیر نے لوگوں کو حضرت علی (ع) کے خلاف مشتعل کرنا چاہا تھا اسی لئے ایك موقعے پر آپ (ع) نے انہیں عثمان کے قتل میں ملوث قرار دیا تھا اور فرمایا تھا:
عثمان کے خون کا بدلہ لینے کی اس لئے جلدی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں اس خون کا ذمہ دار قرار دیاجائے کیونکہ ان پر الزام آرہا تھا کہ انہیں سب سے زیادہ عثمان کے قتل کئے جانے پر اصرار تھا _(49)
حضرت علی (ع) نے دو موقعوں پر معاویہ کو سخت قصور وارقرار دیا کیونکہ عثمان کے قتل کو اس نے سازش نیز حضرت علي(ع) کی اسلامی حکومت میں رخنہ اندازی کی غرض سے بطور آلہ کار استعمال کرنا چاہاتھا _ اس لئے اس قتل پر وہ بہت زیادہ رنج و افسوس ظاہر کر رہا تھا اور اپنے مفاد کی خاطر وہ مظلوم خلیفہ کے خون کا قصاص لینے کیلئے لوگوں میں اشتعال پیدا کر رہا تھا_(50)

پچیس سالہ حکومت خلفاء کے دوران علی (ع) کے کارنامے
عثمان کا قتل "35ھ" کے اواخر میں ہوا اور یہیں پر حضرت علی (ع) کی زندگی کے چوتھے مرحلے کی تکمیل ہوئي وہ خلافت کو چونکہ اپنا حق سمجھتے تھے اسی لئے اس پچیس سالہ دور میں انہینخلفائے ثلاثہ کی حکومت سے اختلاف بھی رہا اس کے باوجود انہوں نے خلفائے وقت کی مدد، ہدایت اور تعلیم احکام سے کوئي دریغ نہ کیا اور اسی طرح آپ نے عالم اسلام کی قابل قدر خدمات انجام

دیں_
اگرچہ گذشتہ اسباق میں ہم حضرت علی (ع) کی بعض کارگزاریوں کے بارے میں واقفیت حاصل کرچکے ہیں ، لیکن یہاں ہم محض بطور یاد دہانی ترتیب وار آپ کے اہم ترین کارناموں کا ذکر کریں گے:
1_ قرآن کی تفسیر ،ا س کی جمع آوری اور علم تفسیر میں بعض شاگردوں کی تربیت_
2_ دانشوران علم بالخصوص یہود ونصاری کے سوالات کے جواب اور ان کے شبہات کا ازالہ_
3_ ایسے واقعات کے احکامات بیان کرنا جو اس وقت تازہ اسلام میں رونما ہوچکے تھے اور ان کے بارے میں بالخصوص نص قرآن و سنت پیغمبر اکرم (ص) موجود نہینتھي_
4_ خلفاء کے سیاسی وعلمی مسائل حل کرنا اور ان کی جانب سے مشورہ کئے جانے پر ایسے نظریات پیش کرنا جو ان کے مشکلات کو دور کرسکیں چنانچہ ان کی بعض مشکلات کو گذشتہ صفحات میں بطور نمونہ پیش کیاجاچکاہے_
5_ اپنے پاك ضمیر اور روشن ذہن شاگردوں کی تربیت وپرورش کرنا جو سیر وسلوك کیلئے آمادہ رہیں_
6_ بعض لاچار و مجبور انسانوں کی زندگی کے مخارج پورا کرنے کی سعی وکوشش کرنا_
7_ ان لوگوں کی دل جوئي و پاسبانی جن پر حکام وقت کی جانب سے ستم روا رکھے جاچکے تھے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

سوالات

1_ ابوبکر نے داخلی مسائل حل کرنے کے بعد کیا اقدامات کیئے؟

2_ حضرت علی (ع) نے دو مرتبہ ابوبکر کے سیاسی وعلمی مسائل حل کئے ان کے بارے میں بھی لکھیئے؟

3_ عمر کس طرح بر سر اقتدار آئے کیا انہیں عہدہ خلافت پر منصوب کیا گیا یا منتخب کیا گیا _ ان کے بارے میں شوری کی تشکیل ہوئي اس کے بارے مینوضاحت کرتے ہوئے ابوبکر کے اقدام سے متعلق حضرت علی (ع) کے نظریے کی صراحت کیجئے؟

4_ مسلمانوں نے ایران کو کب فتح کیا؟ مختصر طور پر وضاحت کیجئے ؟

5_ پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت کے بعد احادیث کو نقل وجمع کرنا کیوں ممنوع قرار دیا گیا اس کے اسباب کیا تھے؟

6_ عمر نے جانشین مقرر کرنے کے سلسلے میں کیا راہ اختیار کي؟

7_ عثمان کی مالی حکمت عملی کس بنیاد پر قائم تھي؟

8_ عثمان کے عہد خلافت میں اموی گروہ کو کیا مراعات حاصل تھي؟

9_ عثمان کے قتل کے کیا اسباب تھے؟

10_ حضرت علی (ع) نے پچیس سال تك سکوت وخاموشی کی زندگی بسر کی اس دوران آپ نے کون سے نمایاں کارنامے انجام دیئے پانچ واقعات کا ذکر کیجئے_

حوالہ جات

1_ یہ شہر کوفہ اورموجودہ نجف کے درمیان واقع تھا_

2_ یعقوبی (ج131/2) نے یہ رقم ستر ہزار اور ایك لاکھ کے درمیان تردید کے ساتھ نقل کی ہے_

3_ نہراردن اور جھیل طبریہ کے نزدیك صحرائي علاقہ جہاں لشکر اسلام اور سپاہ روم کا مقابلہ ہوا_

4_ بلاذری لکھتا ہے کہ لشکر اسلام نے پہلے دمشق فتح کیا اور اس کے بعد اسے یرموك پر کامیابی حاصل ہوئي(فتوح البلدان /140)

5_ اتقان ج 2 / 328

6_ تذکرۃ الحفاظ ذہبی ج 2 /431

7_ مسند حنبل ج 1/ 14_2

8_ تاریخ خلفاء 94_86

9_ تاریخ یعقوبی ج 2/ 132

10_ کافی ج 2/ حدیث 16 / ارشاد مفید /107 حضرت علی (ع) نے اس مسئلے کو اس طرح حل کیا کہ وہ شخص اسے عام لوگوں کے درمیان لےجائیں اور ان سے پوچھینکیا تم نے اس شخص کے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ہے جس کی رو سے شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اگر ان کا جواب مثبت ہو تو اس شخص پر حد جاری کی جائے_ وگرنہ اس سے کہاجائے کہ وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے خلیفہ نے ایسا ہی کیا اور اس شخص نے نجات پائي_

11_ کامل ابن اثیر ج 2/ 425 ' تاریخ طبری ج 4/ 429 ' شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 163_

نہج البلاغہ خطبہ سوم "فواعجباً بینا ہو یستقبلہا فی حیاتہ اذ عقدر لاخر بعد وفاية"

12_ یہ عراق میں کوفہ کے نزدیك نہر ہے جو فرات سے نکلی ہے_

13_ اعیان الشیعہ ج 1/ 349_ نہج البلاغہ خ 146_ بحار مطبوعہ کمپانی ج 501/9

14_ وحملہ وفصالہ ثلاثون شہرا (احقاف آیہ 15)

15_ والوالدات یرضعن اولادہن حولین کاملین (بقرہ 232)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

16_ مروج الذہب ج 2/ 321 _

99

17_ مروج الذہب ج 2/ 331
18 _ تاريخ يعقوبى ج2 / 155 ' كامل ابن اثير ج3 / 33 31 _
19 _ تاريخ يعقوبى ج2 / 158 ' شرح ابن ابى الحديد ج' / 186 " ان ولى حمّل بن ابى معيط وبنى امية على رقاب الناس ...
20 _ شيعہ در اسلام / 11 منقول از " كنزالعمال ' مقدمہ مراہ العقول ج1 / 30 _
21 _ طبقات ابن سعد ج5 / 188 ' مقدمہ مراة العقول ج1 / 29 _
22 _ شيعہ در اسلام 11 _
23 _ سورہ حشر آيہ " ماآتا كم الرسول فخذوہ وما نهاكم عنہ فانتهوا "
24 _ مورخين نے سپاہيوں اور كاركنان حكومت كى تنخواہوں كے جو اعداد و شمار درج كيے ہيں ان كى رقوم ميننماياں فرق ہے مثلا عباس بن عبدالمطلب كى سالانہ تنخواہ بارہ ہزار درہم تھى جب كہ ايك مصرى سپاہى كو سالانہ تنخواہ صرف تين سو درہم دى جاتى تھى معاويہ اور ان كے باپ كى سالانہ تنخواہ پانچ ہزار درہم مقرر تھى جب كہ مكہ كے ايك عام باشندے كى تنخواہ جس نے مہاجرت نہيں كى تھى صرف چھ سو درہم ہى تھى ازدواج پيغمبر اكرم(ص) كو سالانہ تنخواہ چار سو درہم ملتے تھے جبكہ ايك يمنى سپاہى كى تنخواہ 400 درہم تھى (تاريخ يعقوبى ج2 / 153 ' كامل ابن اثير ج2 / 502 _
25 _ (خلاصہ) شرح ابن ابى الحديد ج1 / 186 _
26 _ طبرى كے قول كے مطابق (ج4 / 227) جس وقت مجلس مشاورت (شورى) كى تشكيل ہوئي طلحہ مدينہ ميں نہ تھے اور اس مجلس كى تشكيل باقى پانچ فرادنے كى _
27_ شرح نہج البلاغہ جلد 3_
28_ كامل ابن اثير جلد 3 ص 67 ، شرح نہج البلاغہ ج 1 ص 191 ، تاريخ طبرى ج 4 ص 226_
29 _ نہج البلاغہ خ 3 _
30 _حتى اذا مضى لمبيلہ جعلها فيى جماعة زعم انيى احدهم فيالله وللشورى متى اعترض الريب فيى مع الاول منهم حتى صرت آقرن الى هده النظائر لكنيى اسففت اذاسفوا

100

وطرت اذ طاروا فصغى رجل منهم لضغنہ ومال الاخر لصبہرہ مع هن وهن
31_ كامل ابن اثير ج3 / 66 ' ' انيى اكرہ الخلاف " _
32 _ شرح ابن ابى الحديد ج1 / 189 _
33 _ تاريخ يعقوبى ج2 / 165 ' شرح ابن ابى الحديد ج 3 / 19 ' مروج الذهب ج2 / 335 ' كامل ابن اثير ج3 / 107 _
34 _ مروج الذهب ج2 / 343 الاغانى 6/ 356 الفاظ كے معمولى اختلاف كى ساتھ يہ عبارت نقل كى ہے " :
يا بنيى امية تلقفوها تلقف الكرة فوالذيى يحلف بہ ابو سفيان مازلت ارجوها لكم لتصيد ن الى صبيانكم وراثة
35 _مروج الذہب ج 2/ 343_ 341
36_ مروج الذہب ج 2/ 332
37_ شرح ابن ابى الحديد ج 1/ 199 ، الغدير ج 258/8
38 _ ايضاً
39_ شرح ابن ابى الحديد ج 199/1
40_ نہج البلاغہ خ 164_ " ... فلا تكون لمروان سيقة بسوقك حيث شاء بعد جلال السن و تقضى العمر" _
41_ ربذہ كا انتخاب اس لئے كيا گيا تھا كہ يہ جگہ بہت خشك اور سخت مقامات پر واقع تھى اور حضرت ابوذر نے اپنے كفر كا بشيرر زمانہ اسى جگہ گذارا تھا اس لئے انہيں اس سے سخت نفرت تھي_
42_ مروج الذہب ج 2/ 339_ 342 كامل ابن اثير ج 3/ 113 ، تاريخ طبرى ج 4/ 283

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

43 _ الغدیر ج 9/ 3، 6، 110 ، شرح ابن ابی الحدید ج 3/ 40
44_ الغدیر ج 113/9 _ 110 شرح ابن ابی الحدید ج 3/ 47 ، الامامة والسیاسة ج 1 / 36 _ 35
45_ ان خطوط کے متوب کتاب الغدیر کی جلد 9 میں مشاہدہ کریں_
46_ شرح ابن ابی الحدید ج 2/ 152 _151 _ لا انزع قمیصاً البسنیة الله _

47_ عثمان کے سانحہ قتل کے بارے میں یہ کتابیں ملاحظہ ہوں :"الامامة والسیاسة ج 1_ الغدیر ج 9 ، شرح ابن ابی الحدید ج 2 اور کامل ابن اثیر ج 3
48_ یہاں اس سانحہ کا محض جائزہ لیا گیا ہے_
49_ استا ثر فاساء الاثرة وجزعتم فسا تم الجزع (نہج البلاغہ خ 30)
50_ نہج البلاغہ خ 164"انی انشدك الله الا تکون امام ہذہ الامة المقتول فانہ کان یقال یقتل فی ہذہ الامة امام یفتح علیہا القتل والقتال الی یوم القیامة "
51_نہج البلاغہ خ 174"والله ما استعجل متجردا الطلب بدم عثمان الاخوفاً من ان یطالب بدمہ لانہ مظنہ ولم یکن فی القوم احرص علیہ منہ"_
52 _ اس واقعے کی تفصیلات آیندہ صفحات میں آئے گی _
53 _ اس سلسلہ میں نہج البلاغہ کا تیسرا حصہ ملاحظہ ہو (سیری در نہج البلاغہ نامی کتاب تالیف شہید استاد مطہری (رح) کے صفحات 175 ' 165 سے بطور خلاصہ ماخوذ) _
54 _ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت علی (ع) کی ولادت سے خلافت ظاہری تك کی زندگی کے حالات محقق گرانقدر استاد جعفر سبحانی کی کتاب " پوهشی عمیق از زندگی علي(ع) (و دیگر معتبر کتب سے اخذ کئے گئے ہیں)_

پانچواں سبق

خلافت ظاہری سے شہادت تك
حضرت علي(ع) کی بیعت
بیعت کے بعد لوگوں میں سرور و شادمانی
قریش کی وحشت و پریشانی
گوشہ نشین لوگ
حضرت علي(ع) کی بیعت کے امتیازات
سوالات کے جوابات
حضرت علي(ع) نے کن مقاصد کے تحت حکومت قبول فرمائي
ابتدائي اقدامات
نیك اور صالح کارکنوں کا تقرر
معاویہ کی برطرفي
مساوی حقوق کی ضمانت
لوٹے ہوئے مال کی واپسي
بدعنوانیوں میں ملوث دولتمندوں کی رخنہ اندازي
سوالات
حوالہ جات

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خلافت ظاہری سے شہادت تك
حضرت علي(ع) كی بیعت

عثمان كے قتل كے بعد اپنے آیندہ كے ہادی و راہنما كا انتخاب كرنے كی غرض سے مہاجرین و انصار حضرت علی (ع) كے گرد جمع ہو گئے جو لوگ اس مقصد كے تحت حضرت علی (ع) كے پاس آئے ان مےں عمار یاسر ' ابوالھیشم ' ابو ایوب انصاری ، طلحہ اور زبیر جیسے جلیل القدر صحابہ رسول خدا(ص) پیش پیش تھے _
حضرت علی (ع) كے دست مبارك پر بیعت كرنے كی خاطر آپ كے گھر كی طرف ایك جم غفیر روانہ ہوا ان میں سب كا یہی اصرار تھا كہ امور خلافت كی لگام آپ سنبھالیں انہوں نے ایك زبان ہو كر كہا : اے ابوالحسن عثمان قتل كر دیئے گئے اور ہمیں اپنے ہادی و راہنما كی ضرورت ہے اور ہم آج آپ سے زیادہ كسی كو شایستہ و قابل نہیں سمجھتے جن لوگوں نے دین اسلام قبول كیا آپ ان مےں سب پر سبقت لے گئے اور دوسروں كے مقابل پیغمبر اكرم(ص) سے آپ ہی سب سے زیادہ نزدیك تھے _
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے فرمایا : مجھے تمہاری حكومت كی ضرورت نہیں تم جسے بھی اپنا رہنما اختیار كرو گے میں بھی اس سے اتفاق كروں گا _ (1)
سب نے ایك زبان ہو كر كہا : آپ كے علاوہ ہم كسی كو بھی نہےں چاہتے (2) لوگوں كا اصرار جاری رہا مگر حضرت علی (ع) كی جانب سے انھیں جواب نفی كی صورت میں ہی ملتا رہا بالآخر وہ اپنے مقصد میں كامیاب ہوئے بغیر حضرت كے گھر سے باہر نكل آئے _
اگرچہ لوگوں كی آمد و رفت كا سلسلہ جاری رہا مگر حضرت علي(ع) كسی طرح بھی خلافت قبول

كرنے كے لئے راضی ہی نہےں ہوتے تھے اور ہر بار یہی جواب دیتے كہ اس امر كے لئے تم لوگ مجھے مجبور مت كرو امیر بننے سے میرے لئے بہتر یہی ہے كہ وزیر (3) رہوں لیكن انہوں نے یہی كہا كہ ہم اپنے اس فیصلے سے ہرگز رو گرداں نہ ہوں گے اور آپ كے دست مبارك پر بیعت كریں گے (4) اور ہر طرف سے بیعت كی خاطر آپ كے گرد ہجوم ہونے لگا _
آپ كے گرد لوگ كس طرح جمع ہوئے اس كی كیفیت خود ہی بیان فرماتے ہیں :
اچانك میرے گرد لوگوں كا ہجوم اس طرح ہو گیا كہ لگتا تھا گویا یہ انسان نہ ہوں بلكہ چرغ بجو كی گردن پر گھنے بال ہوں اس ازدحام میں میرے بچے حسن و حسین بھی روندے گئے اور لوگوں كے اس ہجوم كے باعث میرا لباس بھی دو جانب چاك ہو گیا لوگوں كی یہ حالت تھی گویا اوہ انسان نہےں بلكہ ایسے مویشی ہیں جن كے سر پر گلے بان نہ ہو ان مےں سے ہر ایك میری طرف ہی چلا آرہا تھا _ (5)
لیكن اس كے بعد بھی حضرت علي(ع) نے بلا قید و شرط حكومت قبول كرنے سے انكار كر دیا اور فرمایا كہ : میں تمہیں كل صبح تك كی مہلت دیتا ہوں اپنے اپنے گھر جاؤ اور اپنے فیصلے پر غور كر لو اگر اس كے بعد بھی تم لوگ اپنے فیصلے پر قائم رہے تو تمہیں میری حكومت كے سامنے سر تسلیم خم كرنا ہو گا اور تم مجھ سے یہ نہ چاھو گے كہ میں سابق خلفاء كی روش كا پیرو كار رہوں اگر یہ شرط منظور ہے تو كل صبح مسجد میں جمع ہو جانا ورنہ تمہیں اختیار ہے جسے چاہو اپنا خلیفہ مقرر كر لو _
اگلے روز لوگ مسجد میں جمع ہوئے امیر المومنین حضرت علي(ع) منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا : لوگو كل جب ہم آپس میں جدا ہوئے تو اس وقت میری یہ كیفیت تھی كہ مجھے تمہاری حكومت سے بیزاری تھی جب كہ تمہارا یہ اصرار تھا كہ میرے علاوہ كوئي دوسرا شخص تمہارے امور كی زمام نہ سنبھالے یہ جان لو اگرچہ تمہارے مال (بیت المال مسلمین) میرے دست اختیار میں ہے مگر مجھے یہ حق نہیں كہ تمہارے بغیر اس میں سے ایك درہم بھی نكالوں میں اسی صورت میں تم پر حكومت كر سكتا ہوں ورنہ تم میں سے كسی كی ذمہ داری قبول كرنے كو میں تیار نہیں (6) جس وقت حضرت

علی (ع) كی تقریر ختم ہوئي تو لوگوں نے بلند آواز كہا ہم نے جو عہد كیا تھا آج بھی اسی پر قائم ہیں اور خدا كو گواہ كر كے كہتے ہیں كہ ہم آپ كے دست مبارك پر بیعت كرنے كیلئے تیار ہیں اس كے بعد موجوں كی مانند لوگوں میں جوش و

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خروش پیدا ہو گیا اور بیعت کے لئے لوگوں کا اد حام ہو گیا _
سب سے پہلے طلحہ اور زبیر نے آپ کے دست مبارك پر بیعت کی اس کے بعد ان لوگوں نے بیعت کی جو مصر ' بصرہ اور کوفہ سے آئے ہوئے تھے اس کے بعد عام لوگ اس سعادت سے سرفراز ہوئے _ (7)

بیعت کے بعد لوگوں میں سرور و شادماني
حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے کے بعد لوگ انتہائي خوش و خرم تھے کیونکہ انہوں نے رسول خدا(ص) کے ہاتھ پر بیعت کی تھی _
بیعت کے بعد لوگوں میں جو باطنی خوشی و مسرت تھی اسے حضرت علی (ع) نے اس طرح بیان فرمایا ہے : میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد لوگوں کی مسرت و شادمانی کا یہ حال تھا کہ بچے تك وجد و سرور میں آگئے تھے _ ضعیف العمر لرزتے ہوئے پیروں سے چل کر ' بیمار دوسروں کے کاندھوں پر سوار ہو کر میرے پاس آئے اور جو لوگ معذور تھے ان کی دلوں میں مجھ تك پہنچنے کی حسرت ہی رہ گئي _ (8)
عام لوگوں کی خوشی و مسرت کے علاوہ بعض بزرگ صحابہ رسول(ص) ایك دوسرے کے بعد عوام میں تشریف لائے اور انہوں نے بھی تقاریر کے ذریعے اپنی دلی مسرت کا اظہار کیا اس ضمن میں انہوں نے عوام کو دعوت دی کہ وہ عہد و پیمان پر مضبوطی سے قائم رہیں اور نئي حکومت کو تقویت بخشیں جن لوگوں نے اس موقعے پر تقاریر کیں ان مےں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں _
1 _ انصار کے نمائندہ ثابت بن قیس نے کہا : یا امیرالمو منین خدا کی قسم اگرچہ دوسرے لوگوں کو خلافت کے لحاظ سے آپ پر سبقت حاصل ہے لیکن دین میں وہ آپ پر برتری حاصل نہ کر

سکے ... انھیں آپ کی ضرورت تھی لیکن آپ ان سب سے بے نیاز رہے " 2 _ (9) خزیمہ بن ثابت نے اس موقعے پر کہا : یا امیرالمومنین ہماری نظر میں آپ کے علاوہ کوئي ایسا نہیں جس کے ہاتھوں میں اپنے معاملات کی لگام دے سکیں ...
ایمان میں آپ کو سب پر برتری حاصل ہے خدا شناسی مےں آپ عارف کامل ہیں اور رسول خدا(ص) کے مقامات و مراتب کے سب سے زیادہ حق دار آپ ہی ہیں دوسروں میں جو خصوصیات پائي جاتی ہیں وہ آپ میں بھی موجود ہیں لیکن جو فضائل و کمالات آپ کی ذات میں ہیں ان سے وہ محروم ہیں (10)
3 _ صعصعہ بن صوحان نے کہا : یا امیرالمو منین مقام خلافت نے آپ کی ذات کے ذریعے بنت و رونق پائي ،خلافت کو آپ کی ضرورت ہے اور آپکو اس کی ضرورت قطعی نہیں _ (11)

قریش کی وحشت و پریشاني
قریش اور حق سے روگرداں وہ تمام لوگ جنہوں نے عثمان کے عہد میں حکومت مےں خاص مراعات حاصل کر لی تھیں حضرت علی (ع) کے دورخلافت میں بہت مضطرب و پریشان ہوئے چنانچہ ان کے لئے اس کے سوا کوئي چارہ کار نہ تھا کہ سرتسلیم خم کردیں کیونکہ اب رائے عامہ امیرالمومنین حضرت علي(ع) کے ساتھ تھی اور وہ لوگ کسی ایسی راہ پر گامزن نہیں رہ سکتے تھے جو اسلامی معاشرے کے منافی ہو اسی لئے انہوں نے حضرت علي(ع) کے دست مبارك پر بیعت کر لی لیکن ان کے دلوں میں کدورت ابھی تك باقی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علي(ع) کی تلوار نے بہت سے مشرکین قریش اور کفار کے سرتن سے جدا کئے تھے _
اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت علی (ع) کی حکمت علمی اس بات کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی کہ بیت المال کو غارت کیا جائے _
قریش کے دلوں میں حضرت علی (ع) کے خلاف جو کینہ و دشمنی کے جذبات تھے ان کے بارے

میں ابن ابی الحدید لکھتا ہے : اگرچہ پیغمبر اکرم(ص) کی رحلت سے اس وقت تك کافی عرصہ گذر چکا تھا مگر قریش کے دلوں میں ان (ع) کے خلاف اس قدر بغض و کینہ تھا کہ کسی طرح کم نہیں ہوتا تھا یہی نہیں بلکہ اس کینہ و عداوت کو

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

انہوں نے اپنے بچوں تك کے ذھنوں پر نقش کر دیا _ (12)

گوشہ نشین لوگ

بعض لوگوں نے حضرت علي(ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے سے کنارہ کشی بھی کی _مسعودی نے انھیں قعاد (زمین گیر) (13) اور ابوالفداء نے انھیں معتزلہ (گوشہ نشین (14)) کے عنوان سے یاد کیا ہے جب حضرت علی (ع) سے ان کے بارے مےں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا : یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے نہ حق کا ساتھ دیا اور نہ ہی باطل کی مدد کیلئے کھڑے ہوئے (15) ان لوگوں میں سعد بن و قاص ' عبداللہ بن عمر ' حسان بن ثابت ' کعب بن مالك ' قدامہ بن فطعون ' مغیرہ بن شعبہ اور دیگر چند افراد شامل تھے _ (16)

یہ لوگ اپنے اس فعل کی توجیہ کے لئے بیجا عذر بہانے تراشتے تھے مثلا جب سعد قاص سے بیعت کے لئے کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تك سب لوگ بیعت نہ کر لیں گے میں بیعت نہیں کروں گا _ (17)

یہ لوگ تو اچھی طرح جانتے تھے کہ امیرالمومنین علی (ع) حق پر ہیں اور حق بھی ان کے ساتھ ہے آپ کوہر اعتبار سے دوسروں پر فضیلت و برتری حاصل تھی لیکن ان کی نخوت اور جسمانی ہوا و ہوس نے انھیں حق سے دور کر دیا تھا چنانچہ امیرالمو منین حضرت علي(ع) نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا اور بیعت کیلئے مجبور نہ کیا البتہ ان میں سے چند لوگ بالخصوص سعد بن و قاص اور عبداللہ بن عمر بعد میں بہت پشیمان ہوئے _

حضرت علي(ع) کی بیعت کے امتیازات

حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت روز جمعہ بتاریخ پچیس ذی الحجہ 35 ھ انجام پذیر ہوئي اس کے بعض امتیازات ہم یہاں بیان کر رہے ہیں : _

1 _ حضرت علی (ع) نے مستقبل کی حکومت کے استحکام کی خاطر لوگوں کو یہ موقعہ دیا کہ وہ آزاد انہ طور پر اپنا رہبر انتخاب کریں اور انہیں اتنی مہلت دی کہ وہ اس کے بارے میں مکمل طور پر غور و فکر کرلیں تاکہ پورے شعور کے ساتھ آیندہ کیلئے اپنے رہبر کا انتخاب کریں_

2_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی بیعت عمومی تھی اور ایك عوامی تجویز کے طور پر پیش کی گئي تھی اس کے برعکس گذشتہ خلفاء کے ہاتھ پر بیعت کا معاملہ عوامی تحریك پر مبنی نہ تھا بلکہ بقول عمر : ابوبکر کی بیعت کا اتفاقی واقعہ تھا جو "اچانك" کسی پیش بندی کے بغیر حادثی طور پر رونما ہوا اور صرف دو افراد (عمر اور ابوعبیدہ) کی تجویز پر اس مسئلے کو پیش کیا گیا _

عمر کو بھی عوام کی تجویز پر خلیفہ مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ انہیں ابوبکر نے اس منصب پر مامور کیا تھا_ عثمان کو بھی عوام کی تجویز پر خلیفہ منتخب نہیں کیا گیا تھا بلکہ چھ افراد پر مشتمل شوری میں سے صرف دو افراد کی موافقت سے جسے خلیفہ ثانی نے منتخب کیا یہ کام انجام پذیر ہوا_(19)

3_ حضرت علی (ع) کی بیعت کو لوگوں نے خود قبول کیا اور یہ کام اس وقت عمل پذیر ہوا جب لوگوں نے پہلے سے اس مسئلے پر غور کرلیا تھا جبکہ سابقہ خلفاء نے عوام کو غور و فکر کرنے کا موقع ہی نہیں دیا بلکہ ان کی سعی وکوشش یہ تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے یہ کام ختم ہوتاکہ تاکہ خیر کے باعث اس میں موانع پیدا نہ ہوں_

4_ بیعت کے لئے جس جگہ کو مرکز بنایا وہ مسجد تھی تاکہ تمام مسلمین اس میں شرکت کرسکیں اور اگر کسی کو کوئي اعتراض ہو تو اسے پیش کرے در حالیکہ گذشتہ خلفاء کی بیعت میں اس خصوصیت کو مد نظر نہیں رکھا گیا_

5_ حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا گیا چنانچہ جس

وقت عبداللہ بن عمر کی بیعت کا مسئلہ سامنے آیا اور انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کردیا تو مالك اشتر نے امیرالمومنین (ع) حضرت علی (ع) سے کہا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان کی گردن تن سے جدا کردی جائے ، تو حضرت علی (ع) نے ان کی اس تجویز کو صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے یہ ضمانت بھی دی کہ عبداللہ بن عمر کو کوئي شخص

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تكليف و آزار نہ پہنچائے_ (20)

سوالات كے جوابات
جيسا كہ پہلے ذكر كيا جاچكا ہے اور نہج البلاغہ ميں مندرج اميرالمؤمنين حضرت على (ع) كے خطبات سے بھى اس حقيقت كى وضاحت ہوتى ہے اگرچہ لوگ آپ كے دست مبارك پر بيعت كرنے كے لئے مصر تھے مگر آپ نے اس كام كے آغاز سے ہى خود كو كسى بھى پيشقدمى سے باز ركھا _(21)
ممكن ہے يہ سوال پيش آئے كہ : حضرت على (ع) اس كے باوجود كہ خلافت كو اپنا حق سمجھتے تھے اور بر سرا قتدار آنے كے لئے شايستہ ترين انسان بھى تھے ، نيز عوام آپ كے دست مبارك پر بيعت كرنے كے لئے ہر طرف سے جمع ہوگئے تھے پھر عوام كے اصرار كے باوجود اميرالمومنين حضرت على (ع) نے شروع ہى سے منصب خلافت كو قبول كرنے سے كيوں منع فرمايا ؟
حضرت على (ع) كے لئے منصب خلافت قبول نہ كرنے كى وجہ يہ نہ تھى كہ وہ حكومت كى ذمہ داريوں نيز ان سے پيدا ہونے والى مشكلات كا مقابلہ كرنے كے لئے خود كو عاجز وناتوان سمجھتے تھے بلكہ اس كا اصل سبب يہ تھا كہ آپ (ع) اسلامى معاشرہ كى اجتماعى و معنوى كيفيت پر گہرى نظر ركھتے تھے اور اس كى بہت سى مشكلات آپ كے پيش نظر تھيں اس لئے آپ چاہتے تھے كہ لوگوں كا امتحان ليں تاكہ يہ اعلان ہوجائے كہ عوام آپ كى انقلابى روش كو برداشت كرنے كے لئے كس حد تك تيار ہيں اور ان كا جب مشكلات سے سامنا ہو تو وہ يہ نہ كہيں كہ اميرالمومنين على (ع) نے انہيں صحيح حالات سے بے خبر ركھا اور ان كے انقلابى جذبات نيز جوش و خروش سے فائدہ اٹھاليا_
چنانچہ يہى وجہ تھى كہ آپ نے عوام سے كہا تھا كہ : آپ لوگ مجھے معاف ركھيں يہ ذمہ دارى

112

كسى دوسرے شخص كے سپرد كرديں كيونكہ جو مقصد ميرے پيش نظر ہے اس ميں اتنى زيادہ مشكلات ہيں كہ لوگوں ميں انہيں برداشت كرنے كى طاقت اور انسانى عقول ميں انہيں قبول كرنے كى تاب ہى نہيں _ عالم اسلام كے افق پر ظلم وبدعت كے سياہ بادل چھائے ہوئے ہيں اور اسلامى راہ و روش ميں تبديلى واقع ہوگئي ہے_ (22)

حضرت على (ع) نے كن مقاصد كے تحت حكومت قبول فرمائي_
اس ميں كوئي شك نہيں كہ وہ شخص جسے حضرت على (ع) (ع) كے كردار و اخلاق اور طرز زندگى كے بارے ميں ادنى سى واقفيت ہے اتنا تو جانتا ہى ہے كہ آپ جيسے بزرگوار شخص كى قطعى يہ آرزو تمنا نہ تھى كہ لوگوں پر حكومت كريں اور منصب خلافت قبول كرنے ميں ہرگز يہ مقصد كار فرما نہ تھا كہ مال ودولت ، جاہ و ثروت اور حكومت و اقتدار حاصل ہو_
آپ (ع) نے بھى گفتگو كے دوران كئي مرتبہ يہ بات لوگوں كے گوش گزار كردى تھى _ چنانچہ حضرت على (ع) اور ابن عباس كے درميان جو گفتگو ہوئي اس كا اقتباس يہاں پيش كياجارہا ہے:
ابن عباس كہتے ہيں بصرہ كے راستے ميں واقع "ذى قار" نامى منزل پر حضرت على (ع) سے ميرى ملاقات ہوئي آپ اپنا نعلين سى رہے تھے انہيں سيتے ہوئے آپ نے فرمايا كہ ان جوتيوں كى كيا قيمت ہوگي؟ ميں نے عرض كيا كہ : اب ان كى كيا قيمت رہ گئي اس پر آپ نے فرمايا :
واللہ لہى احب الى من امر بكم الا ان اقيم حقا او ادفع باطلا(23)
خدا كى قسم مجھے يہ نعلين تم پر حكومت كرنے سے كہيں زيادہ عزيز ہيں مگر يہ كہ حق كو قائم كروں اور باطل كا قلع قمع كردوں_
اور ايك جملے ميں تو آپ نے زمامدارى كو گندے پانى اور ايسے لقمے سے تشبيہ دى ہے جو گلے ميں پھنسا ہو _ چنانچہ فرماتے ہيں : "ہذا ماء آجن ولقمہ يَغصُّ بہا اكلہا"(24)
اميرالمومنين حضرت على (ع) نے خطبہ شقشقيہ كے آخر ميں اس مقصد كى وضاحت فرمائي ہے كہ

113

آپ نے زمامدارى كو كيوں قبول فرمايا: قسم ہے اس خدا ئے پاك كى جس نے دانے كو چاك كيا اور انسان كى تخليق كى اگر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لوگ کثیر تعداد میں میرے گرد جمع نہ ہوگئے ہوتے' ہم کاروں کی مدد سے حجت قائم نہ ہوگئي ہوتی اور اگر خداوند تعالی نے علماء سے یہ عہد و پیمان نہ لیا ہوتا کہ ظالموں کی شکم پری اور مظلومین کی فاقہ کشی پر وہ خاموش نہ رہیں تو میں خلافت کے شتر کی مہار کو اس کی کمر پر پھینك دیتا اور پہلے ہی جام میں اسے آخری جام کی طرح سیراب کردیتا_ (25)
حضرت علی (ع) کے ان اقوال سے واضح ہے کہ آپ نے دو اہم بنیادوں پر زمام حکومت سنبھالی _ پہلی تو یہی کہ لوگ خود چل کر آپ (ع) کے پاس آئے اور یہ اعلان کیا کہ حکومت کی حمایت کریں گے اور دوسری بنیاد یہ تھی کہ آپ (ع) عدل وانصاف بر قرار کرکے ظلم وستم کا سد باب کرنا چاہتے تھے_

ابتدائي اقدامات
جب آپ کو بیعت سے فرصت ملی تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جن مقاصد کے تحت آپ نے حکومت کو قبول فرمایا ہے انہیں حقیقت کی شکل دیں گے_ حضرت علی (ع) نے جو سیاسی مسلك اور طریق کار اختیار کیا وہ کوئي ایسا اتفاقی امر نہ تھا جس کی تخلیق اسی روز کی گئي ہو بلکہ یہ ایسے دستور العمل کا مجموعہ تھا جو رسول خدا (ص) کی راہ و روش سے حاصل کیا گیا تھا اور اس کا سرچشمہ وحی و قرآن تھے_
وہ کام جنہیں حضرت علی (ع) کی نظر میناولویت حاصل تھی اور جنہیں فورا ہی انجام دینا چاہتے تھے وہ ان تین حصوں پر مشتمل تھے_
1)نیك اور صالح کارکنوں کا تقرر
2)برتری وامتیازی سلوك کی برطرفی اور سب کے لئے مساوی حقوق کی ضمانت
3)تاخت وتاراج کئے ہوئے مال کو واپس کرنا او ربیت المال کی عادلانہ تقسیم

نیك اور صالح کارکنوں کا تقرر
حضرت علی (ع) نے اپنی حکومت کے ابتدائي دنوں میں عثمان کے حکام اور کارندوں کو برطرف کردیا کیونکہ ظلم و ستم اور اسلامی قوانین نیز مردم سالاری کی سیاست سے ان کی نا آشنائي ، عثمان کے خلاف قیام کرنے کے اہم اسباب میں ایك سبب تھا_
مغیرہ بن شعبہ نے حضرت علی (ع) سے گفتگو کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی پہلے حکام کو ان کے مناصب پر بحال و برقرار رکھاجائے لیکن حضرت علی (ع) نے انکی اس تجویز کو منظور نہ کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں اپنے دینی فرائض کی انجام دہی میں سستی نہ کروں گا_(26)
جن محرکات کے تحت حضرت علی (ع) نے یہ اقدامات کئے ان کے بارے میں آپ دوسری جگہ فرماتے ہیں : میں اس بات سے غمگین واندوہناك ہوں کہ اس امت کی حکومت کے سرپرست بے خبر اور ناکارہ لوگ ہوں وہ بیت المال کو تباہ کریں ، بندگان خدا کو آزادی سے محروم کرکے انہیں اپنا غلام بنالیں ، نیك و صالح لوگوں سے جنگ کریں اور فاسق و فاجر لوگوں کو اپنا یار ومددگار بنائیں_
اس جماعت میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو شراب پیتے ہیں اور ان پر حد جاری کی جاچکی ہے ، انہیں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اسلام اس وقت تك قبول نہیں کیا جب تك ان کے لئے کوئي عطیہ مقرر نہیں کیا گیا _(27) حضرت علی (ع) نے عثمان کے مقرر کردہ حکام کو برطرف کرکے ان کی جگہ نیك وصالح اور دور اندیش لوگوں کو مختلف صوبوں کی حکومتوں پر مقرر کیا اس زمانے میں بصرہ ، مصر اور شام کاشمار اسلامی قلمرو کے عظیم صوبوں میں ہوتا تھا _ چنانچہ آپ نے عثمان بن حنیف کو بصرہ کا ،سہل بن حنیف کو شام کا اور قیس بن سعد کو مصر کا صوبہ دار مقرر فرماکر ان مناصب سے سرفراز فرمایا_ والی کوفہ ابوموسی اشعری کو مالك اشتر کے اصرار پر انکے عہدے پر بحال رکھا_(28)

معاویہ کی برطرفي

جیسا کہ اوپر بیان کیاجاچکا ہے کہ عثمان کے حکام و عمّال کو برطرف کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی (ع) چاہتے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تھے کہ تباہی و فساد کاری کے خلاف محاذ قائم کرکے اجتماعی عدل و انصاف کی بنیادوں کو محکم واستوار کریں اور آپ (ع) چونکہ معاویہ کے نظر و فکر وکارکردگی سے بخوبی واقف تھے اسی لئے انہوں نے اس بات کی مخالفت کی کہ وہ حکومت کے کسی منصب پر برقرار رہے اگر چہ ان (ع) کے چچا زاد بھائي ابن عباس نے معاویہ کی سفارش بھی کی کہ انہیں مختصر عرصے کے لئے ہی سہی اس کے عہدے پر بحال رکھا جائے لیکن حضرت علی (ع) نے اس سفارش کو بھی قبول نہیں فرمایا_

جب مغیرہ کی یہ کار گرنہ ہوئي کہ سابقہ حکام کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا جائے تو انہوں نے حضرت علی (ع) سے کہا کہ معاویہ کو شام کی صوبہ داری سے معزول نہ کیجئے کیونکہ وہ گستاخ ہے اور شام کے لوگوں اسی کے مطیع و فرمانبردار ہیں عمر نے اسے چونکہ شام کا گورنر مقرر کیا تھا لہذا آپ کے پاس بہانہ ہے _ اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا : خدا کی قسم میں اسے دو روز بھی کسی عہدے پر بحال نہ رکھوں گا (29) جس وقت عباس کو مغیرہ کی تجویز کے بارے مےں اطلاع ہوئي تو انہوں نے بھی امیرلمومنین علی (ع) کی خدمت میں یہی عرض کی کہ مجھے اس بات سے اتفاق نہیں کہ فی الحال آپ معاویہ کو اس کے منصب سے معزول کریں جس وقت وہ آپ کے دست مبارك پر بیعت کریں گے اور آپ کاکام استحکام پذیر ہو جائے اس کے بعد آپ اسے برطرف کیجئے اس پر حضرت علي(ع) نے فرمایا : خدا کی قسم ' تلوار کے علاوہ میں اسے کوئي اور چیز نہ دوں گا _ (30)

حضرت علی (ع) نے جو یہ روش اختیار کی اس کے بارے میں ان چند نکات کا بیان کردینا ضروری ہے _

امیرالمومنین حضرت علي(ع) بخوبی واقف تھے کہ معاویہ کسی بھی صورت میں ان کے دست مبارك پر ہرگز بیعت نہ کرے گا اور آپ کا حکم نہ مانے گا کیونکہ جذبہ اقتدار پسندی و زراندوزی کے علاوہ قبائلی تعصب اور وہ دیرینہ دشمنی جو اس کے دل میں حضرت علی (ع) کے خلاف تھی اس راہ میں

116

مانع و حائل تھی کہ وہ حضرت علي(ع) کی حکومت کے نمایندے کی حیثیت سے کوئي خدمت انجام دے اور امر واقعی یہ ہے کہ حضرت علی (ع) اور معاویہ کے جذبہ کار گردگی و مقاصد کے درمیان متضاد تطبیق کا فاصلہ تھا اور اسی کے باعث دونوں کے مابین باہمی تعاون کا امکان نہ تھا _

اگر حضرت علی (ع) نے کوئي ایسا فرمان جاری کر دیا ہوتا جس سے اس بات کی تائید ہوتی کہ وہ شام کی صوبہ داری پر بحال رہے تو اس بات کا امکان تھا کہ معاویہ اس فرمان کا فائدہ اٹھا کر اسے اپنی فرمانروائي کا پروانہ تصور کرتا ہے اور اس طرح اسے شام میں پہلے سے کہیں زیادہ قدم جمانے کا موقع مل جاتا _

معاویہ جیسے استبداد پسند عمال اور دیگر مفسد کارندوں کی عملہ خلافت مےں موجودگی ایسے عوامل تھے جن کے باعث مسلمین کے درمیان رنجش پیدا ہوئي اور انہوں نے عثمان کے خلاف بغاوت کر دی امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت چونکہ حقوق سے محروم و ستمدیدہ طبقات کی پناہگاہ تھی اسی لئے اگر اس میں معاویہ جیسے لوگ بر سر اقتدار رہتے تو اس بات کا امکان تھا کہ عوام میں دربارہ غم و غصہ پیدا ہو جائے اور وہ اکثریت جو حضرت علي(ع) کی طرفدار تھی اسے امیرالمومنین(ع) کی ذات اور اس حکومت سے جس کی آیندہ تشکیل کرتے مایوسی ہوتی چنانچہ ان کے اور اس اقلیت کی درمیان جو حضرت علي(ع) کی شخصیت کو بہر حال حجت تسلیم کرتے تھی اختلاف پیدا ہو جاتا _

مذکورہ بالا دلائل نیز پیغمبر اسلام(ص) سے منقول یہ روایت کہ فرزندان امیہ پر حکومت حرام ہے ایسے عوامل تھے جن کے باعث حضرت علي(ع) نے معاویہ کو خط لکھ کر مطلع کیا کہ اسے اس عہدے سے برطرف کر کے اس کی جگہ سہل بن حنیف کو شام کا صوبہ دار مقرر کیا جاتا ہے _ (31)

مساوی حقوق کی ضمانت

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام نے دور جاہلیت کے امتیازی سلوك کو قطعی طور پر باطل قرار دیا ہے مگر پیغمبر اکرم(ص) کی رحلت کے بعد عہد جاہلیت کی اس رسم کا بتدریج رواج ہونے لگا اور عثمان

117

کے زمانہ خلافت میں اسے مزید فروغ ملا _

حضرت علی (ع) نے زمام حکومت اپنے اختیار میں لینے کے بعد عہد جاہلیت کے تمام امتیازی سلوك کو یکسرہ ختم کر دیا اور اس بات کی ضمانت دی کہ تمام مسلمانوں کے حقوق مساوی و یکساں ہیں چنانچہ اس بارے مےں خود فرماتے ہےں

ذليل (مظلوم و ستمديده) اس وقت تك ميرے نزديك عزيز وار جمند ہے جب تك اس كے حق كو ظالم سے نہ لے لوں اور زور مند (ظالم و ستمگر) اس وقت تك ميرے نزديك برا اور ناتواں ہے جب تك مظلوم كا حق اس سے حاصل نہ كر لوں _ (32)

لوٹے ہوئے مال كى واپسي

حضرت علي(ع) نے مالى امور ميں بھى واضح و روشن راستہ اختيار كيا اس سلسلے مےں آپ(ع) كے سامنے دو اہم مسئلے تھے پہلا تو يہى كہ عثمان كى خلافت كى زمانہ ميں ايك مخصوص گروہ نے بہت دولت جمع كى تھى دوسرا مسئلہ بيت المال كى تقسيم تھا _

حضرت على (ع) نے آغاز خلافت ميں جو خطبات ديئے ان مےں اپنى آيندہ كى راہ و روش كو واضح و روشن كر ديا ہے چنانچہ ايك خطبے ميں فرماتے ہيں وہ اراضى جو عثمان نے مخصوص افراد كو ديدى ہے اور وہ ثروت جو اس (عثمان) نے اپنے قرابت داروں ميں تقسيم كر دى ہے اسے بيت المال ميں واپس لا كر جمع كريں گے _ اس كے ساتھ ہى آپ نے عوام كو يہ يقين دلايا كہ بيت المال كى تقسيم ميں مساوات سے كام لينگے _

اميرالمومنين حضرت علي(ع) نے اپنے خطبے كے ايك حصے ميں يہ بھى فرمايا تھا كہ :

ميں بھى تم ميں سے ايك فرد ہوں اور اور سود و زياں ميں تمہارے ساتھ شريك ہوں ميں تمہارى رہبرى سيرت محمدي(ص) كے مطابق كرنا چاھتا ہوں اور آپ(ص) كے احكامات كو تم لوگوں كے درميان نافذ و جارى كروں گا ياد ركھو ہر وہ جاگير جو عثمان نے كسى كو دى اور جو بھى مال عوامى ملكيت

ميں سے كسى كو بخشا تھا وہ واپس بيت المال ميں لايا جائے گا اس مےں خواہ وہ رقم شامل ہو جس سے خواتين كو مہر ادا كيا گيا ہو اور خواہ اس سے كنيزيں خريديں گئيں ہوں كيونكہ عدالت كا دروازہ وسيع ہے اور جس پر عدل و انصاف تنگ ہو گيا ہو اس پر جور و ستم كا ميدان اس سے كہيں زيادہ تنگ كر ديا جائے گا _ (33)

اپنے دوسرے خطبے ميں آپ(ع) نے فرمايا تھا كہ " ... لوگو ياد ركھو تم مےں سے جس كو دنيا نے نگل ليا ہے اور جنہوں نے املاك و كاشت كى زمين جمع كر لى ہے جن ميں انہوں نے نہريں جارى كر دى ہيں ' سوارى كيلئے تيز رفتار گھوڑے حاصل كر لئے ہيں اور اپنے لئے خوبصورت كنيزيں خريد كر ليں ہيں انہوں نے اپنے اس رنگ و ڈھنگ سے رسوائي و بدنامى مول لى ہے انھيں ميں اس لہو لعب سے جس ميں وہ غوطہ زن ہيں اگر نجات دلانا چاہوں اور تسليم شدہ حق كے كنارے پر انھيں لانا چاہتا ہوں تو وہ ميرے اس عمل پر غضبناك نہ ہوں اور يہ نہ كہيں كہ ابى طالب كے فرزند نے ہميں ہمارے حقوق سے محروم كر ديا ہے ..."

تم سب ہى بندگان خدا ہو اور بيت المال بھى خدا كا ہى مال ہے يہ تم ميں مساوى طور پر تقسيم كيا جائے گا ...

اس كے بعد آپ نے فرمايا كہ ميرے پاس بيت المال كا كچھ حصہ موجود ہے تم سب ميرے پاس آكر اپنا حصہ لے لو چاہے عرب ہو يا عجم ' وظيفہ دار ہو يا غير وظيفہ دار_(34)

اس طرح حضرت على (ع) نے نہايت تيزى كے ساتھ قطعى طور پر ناروا عصبيت اور امتيازات كا خاتمہ كر ديا _

حضرت على (ع) نے اپنے ايك اقدام سے اس جماعت كے اثر و رسوخ كا قلع قمع كر ديا جو عثمان كى خلافت كے دوران ابھرى تھى عثمان نے انھيں كثير مال و دولت اور جاگير سے نواز تھا حضرت علي(ع) نے اس مال و جاگير كو بيت المال ميں جمع كر ديا _ (35)

بدعنوانيوں ميں ملوث دولتمندوں كى رخنہ اندازي

بيت المال كى مساويانہ تقسيم كے باعث محرومين اور مستضعفين كو جس قدر خوشى و مسرت ہوئي اتنا ہى صدمہ ان چند مغرور افراد كو پہنچا جنہيں جاہ طلبى كى ہوا و ہوس تھى _ انہيں چند سال ميں چونكہ جو رو ستم كركے كئي گنا زيادہ تنخواہيں نيز وظائف لينے كى عادت ہوگئي تھى اس لئے حضرت على (ع) كى مساويانہ روش تقسيم مال سے جب وہ دچار ہوئے تو انہيں سخت پريشانى ہوئي_

ايك روز وليد بن عقبہ اس جماعت كے نمايندے كى حيثيت سے حضرت على (ع) كے پاس آيا اور كہنے لگا كہ اے ابوالحسن

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اگر چہ ہم (بنی عبد مناف) بھی آپ کے بھائیوں میں سے اور آپ جیسے ہی ہیں لیکن آپ نے تو ہم پر ظلم وستم ہی بپا کردیا ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں کہ وہ مال و متاع جو ہم نے عثمان کے عہد خلافت میں جمع کیا ہے وہ آپ ہم سے واپس نہ لیں اور ان کے قاتلوں کو ہلاك کردیں لیکن ہمارے مفادات کو کوئي خطرہ ہوا اور آپ کے رویے سے ہم خوفزدہ ہوئے تو ہم آپ سے علیحدہ ہو کر شام کی جانب کوچ کرجائینگے_

یہ سن کر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ : تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ میں نے ظلم وستم کیا ہے (اور میرے اس اقدام کو ظلم وستم سے تعبیر کیاجاسکتا ہے) تو یہ ظلم حق و انصاف کی جانب سے ہوا ہے اور یہ کہ وہ مال جو تمہارے پاس ہے اسے میں نظر انداز کردوں تو میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ حق خدا کو پائمال ہوتے ہوئے دیکھ کر میں چشم پوشی نہیں کرسکتا اب یہ مال خواہ تمہارے چنگل میں ہو یا کسی اور شخص کے_(36)

جب اس جماعت کے سردار کو یقین ہوگیا کہ وہ گفتگو یا دھمکی کے ذریعے اپنا مدعی حاصل نہیں کرسکتے تو انہوں نے اپنی پوری قوت سے حضرت علی (ع) کی قائم کردہ نو بنیاد حکومت کی بیخ کنی شروع کردی اور اس کے خلاف بر سر پیکار ہوگئے_

اس بارے میں عمرو بن عاص نے معاویہ کو لکھا تھا کہ جو بھی فیصلہ کیا ہے اس پر جلد ہی عمل کیجئے کیونکہ جس طرح لکڑی کے اوپر سے چھال اتارلی جاتی ہے ابی طالب کا فرزند اسی طرح اس مال و دولت کو جوتمہارے پاس ہے ، تمہارے تن سے اتروائے گا_

سوالات

1_ حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر عوام نے کس طرح بیعت کی مختصر طور پر وضاحت کیجئے؟

2_ کیا کچھ لوگوں نے حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے سے کنارہ کشی کي؟ اگر ایسا کیا تو کیوں؟

3_ جب عوام نے حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کی تو قریش کیوں مضطرب وپریشان ہوئے؟

4_ حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے کی خصوصیات بیان کیجئے؟

5_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ابتداء میں لوگوں کے اصرار کے باوجود کیوں خلافت کی زمامداری قبول کرنے سے مثبت جواب نہیں دیا؟

6_ جب حضرت علی (ع) نے خلافت کی زمامداری قبول فرمائي تو آپ کی نظر میں کون سے کام مقدم اور فوری انجام دینے کے تھے؟

7_ عثمان کے عہد سے وابستہ حکام کو معزول یا بحال رکھے جانے کے کیا اسباب تھے ، اس کے بارے میں حضرت علی (ع) کے نظریات بیان کیجئے؟

8_ حضرت علی (ع) کی مالی روش سے مال اندوز لوگ کیوں غضبناك ہوئے اس کا سدباب کرنے کےلئے انہوں نے کیا اقدام کیا ؟

حوالہ جات

1_ لا حاجة لی فی امرکم فمن اخترتم رضیت بہ

2_ کامل ابن اثیر ج /1903 تاریخ طبری ج 4/ 427 تاریخ ابی الفداء ج 1 /17

3_ لا تفعلوا فانی اکون وزیراً خیرا من ان اکون امیراً

4_ کامل ابن اثیر ج 3/ 190، انساب الاشراف بلاذری ج 2/ 209 ، تاریخ ابی الفداء ج 1/ 171

5_ نہج البلاغہ خ شقشقیہ (خ 3)

6_ فما راعنی الا والناس کعرف الضبع الی ینثا لون علّی من کل جانب حتی لقد وطی الحسنان و شق عطفای مجتمعین حولی کربیضة الغنم

7_ تاریخ طبری ج 4/ 428 کامل ابن اثیر ج 3/ 193

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

8_ تاریخ طبری ج 4/ 428 کامل ابن اثیر ج 193/3
9_ نہج البلاغہ خ 229
وبلغ سرور الناس ببیعتہم ایای ان ابتہج بہا الصغیر و ہدج الیہا الکبیر وکامل نحوہا العلیل وحسرت الیہا الکعاب
10_ تاریخ یعقوبی ج2/ 179
11_ تاریخ یعقوبی ج 2/ 179
12_ تاریخ یعقوبی ج 2/ 179
13_ شرح ابن ابی الحدید ج 11/ 114
14_ مروج الذہب ج 2/ 353
15_ تاریخ ابی الفداء ج 1/ 171
16 _ استیعاب ج 3/ 55 "اولئك قوم قعدوا عن الحق ولم یقوموا مع الباطل"
17_ مروج الذہب ج 2/ 353
18_ تاریخ ابی الفداء ج171/1 ، الانساب الاشراف بلاذری ج 2/ 207

19_ عثمان خود بھی مذکورہ شوری کے رکن تھے اور انہوں نے خود بھی اپنی خلافت کے حق میں رائے دی _
20_انساب الاشراف بلاذری ج 2/ 207، تاریخ طبری ج 4/ 428
21_ ملاحظہ ہو خطبات 229، 137
22_ نہج البلاغہ خ 92
دعونی والتمسوا غیری فانا مستقبلون امراً لہ وجوہ والوان لا تقوم لہ القلوب ولا تثبت علیہ العقول وان الافاق قداغاقت والمحجة تنکرت
23_ نہج البلاغہ خ 33
24_ نہج البلاغہ خ 5
25_ نہج البلاغہ خ 3
اما والذی فلق الحبة وبری النسمة لولا حضور الحاضر وقیام الحجة بوجود الناصر وما اخذ الله علی العلماء ان یقاروا علی کظة ظالم و لا سغب المظلوم لا لقیت حبلہا علی غاربہا و لسقیت آخرہا بکا س اولہا_
26_ والله لا اداہن فی دینی _ مروج الذہب ج 2/ 355_ 354، کامل ابن اثیر ج 3/ 197 _ تاریخ طبری ج 4 / 440
27_ نہج البلاغہ مکتوب 62
28_ تاریخ یعقوبی ج 2 / 179
29_ لا والله لا استعمل معاویة یومین ابداً کامل ابن اثیر ج 3/ 197 ، مروج الذہب ج 2/ 256 ، تاریخ طبری ج 4/ 441
30_ لا والله لا اعطیہ الا السیف ، کامل ابن اثیر ج 3/ 197 تاریخ طبری ج 4/ 444
31_ مذکورہ خط کا متن ان کتابوں میں ملاحظہ ہو : شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 230 تاریخ التواریخ ج 1/ 38 ، انساب الاشراف بلاذری ج 2/ 211 درسیرہ ائمہ اثنی عشری ج 1/ 442
32_ الذلیل عندی عزیز حتی آخذ الحق لہ ، والقوی عندی ضعیف حتی آخذ الحق منہ _

نہج البلاغہ خ 37
33_ ثورة الحسین (ع) للمہدی شمس الدین 57، شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 269 ، نہج البلاغہ خ 15 (یہ قول مختصر ترمیم کے ساتھ نقل کیا گیا ہے)
34_ شرح ابن ابی الحدید ج 7/ 37
35_ اس واقعے کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مروج الذہب ج 2/ 253 ، شرح نہج البلاغہ خوئي ج 3 / 215
شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 270 فی ظلال نہج البلاغہ ج 1/ 130 ، شرح نہج البلاغہ بحرانی ج 1/ 29 اور سیرہ الائمہ مصنفہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علامہ سید محسن امین ج 1/ جزء دوم /11
36_ شرح ابن ابی الحدید ج 7/ 39_ 38
37_ "ماکنت صانعاً فاصنع اذ قشرك ابن ابی طالب من کل مال تملکہ کما تقشر عن العصا لحاہا " شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 270 ، شرح نہج البلاغہ خوئي ج 3/ 215 ، الغدیر ج 7/ 288

چھٹا سبق
خلافت ظاہری سے شہادت تك (2)
ناکثین (حکومت علی (ع) کی مخالفت)
موقف میں تبدیلي
مکہ میں مخالفین کا جمع ہونا
سپاہ کے اخراجات
عراق کی جانب روانگي
سپاہ کی جانب عثمان بن حنیف کے نمایندوں کی روانگي
پہلا تصادم
دھوکہ و عہد شکني
جمل اصغر
سرداری پر اختلاف
خبر رساني
سوالات
حوالہ جات

خلافت ظاہری سے شہادت تك 2
ناکثین(حکومت علی (ع) کی مخالفت)

حضرت علی (ع) نے ایك خطبے میں حکومت کے مخالفین کو تین گروہوں میں تقسیم کیا ہے _ (1)_ وہ یہ ہیں :
اصحاب جمل : جنہیں آپ (ع) نے ناکثین کے نام سے یاد کیا ہے_
اصحاب صفین : انہیں آپ (ع) نے قاسطین کہا ہے اور
اصحاب نہروان : (خوارج_ جو مارقین کہلائے ہیں)
ناکثین کی ذہنی کیفیت یہ تھی کہ وہ انتہائي لالچی ' زرپرست اور امتیازی سلوك روا رکھنے کے طرفدار تھے _ چنانچہ حضرت علی (ع) نے جہاں کہیں عدل و مساوات کا ذکر کیا ہے وہاں آپ (ع) کی توجہ بیشتر اسی گروہ کی جانب رہی ہے_
"قاسطین" کا تعلق "طلقائ(2)" کے فرقہ سے تھا اس گروہ کی تشکیل میں بعض فراري، بعض حکومت سے ناراض اورعثمان کے کارندے شامل تھے _ یہ لوگ ذہنی طور پر حیلہ گر اور نفاق پسند تھے_ وہ لوگ حضرت علی (ع) کی حکومت کا زوال چاہتے تھے تاکہ حکومت ان کے دست اختیار میں آجائے_
تیسرے گروہ کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ وہ ناروا عصبیت کے قائل تھے ، ذہنی خشکی کو تقدس تصور کرتے تھے اور ان کی جہالت خطرناك حد تك پہنچ گئي تھي_
یہاں ہم اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ان گروہوں کا تعارف کراتے ہوئے انکی حیثیت کا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جائزہ لیں گے اور یہ بتائیں گے کہ ان میں سے ہر گروہ نے حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف کیا کیا کارگزاریاں کیں _

ناکثین

طلحہ وزبیر کی عرصہ دارز سے یہ آرزو تھی کہ وہ اس مقام پر پہنچیں جہاں سے عالم اسلام پر حکمرانی کرسکیں_ عثمان کے قتل کے بعد رائے عامہ حضرت علی (ع) کی جانب اس بناپر متوجہ ہوگئي کہ انہوں نے آپ (ع) کو ہی عہدہ خلافت کے لئے شایستہ ترین انسان سمجھا_ چنانچہ جب وہ لوگ اقتدار سے ناامید ہوگئے تو حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے کے لئے پیش پیش رہے اور بظاہر سب پر سبقت لے گئے_

حضرت علی (ع) کی بیعت میں سبقت لے جانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے اس اقدام سے خلیفہ وقت کو اپنی جانب متوجہ کریں تاکہ اس طریقے سے وہ اپنے مقاصد تك پہنچ سکیں _ لیکن ان کی توقع کے خلاف امیرالمومنین (ع) نے انکے ساتھ دیگر تمام مسلمین کی طرح یکساں سلوك روا رکھا اور اس طرح ان کی تمام حسرتوں پر پانی پھرگیا_

یعقوبی نے لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے پاس آئے اور کہا کہ پیغمبر خدا (ص) کے بعد ہم سے بہت زیادہ ناانصافی کی گئي ہے ، اب آپ ہمیں خلافت کی مشینری میں شریك کرلیجئے_

اس پر امیرالمومنین علی (ع) نے فرمایا : قوت و پایداری میں تو تم میرے ساتھ شریك ہوہی شدائد اورسختیوں میں بھی تم میرے ساتھ رہو (3)_ حضرت علی (ع) کے اس اقدام سے یہ دونوں حضرات ایسے برگشتہ ہوئے کہ انہوں نے دستگاہ خلافت سے عہد شکنی کا فیصلہ کرلیا اور آخر کا اس کا انجام جنگ "جمل" کی صورت میں رونما ہوا_

برگشتگی کا دوسرا عامل یہ تھا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے بیت المال کو تمام مسلمانوں کے

129

درمیان مساوی تقسیم کیا _ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کا یہ رویہ طلحہ اور زبیر کے لئے ناقابل برداشت تھا _ انہوں نے زبان اعتراض دراز کی اور بیت المال میں سے اپنا حصہ بھی نہیں لیا_

حضرت علی (ع) نے انہیں اپنے پاس بلایا اور فرمایا : کیا تم میرے پاس اس مقصد کے لئے نہیں آئے تھے کہ زمام خلافت کو میں اپنے دست اختیار میں لے لوں درحالیکہ مجھے اس کا قبول کرنا ناپسند تھا ؟ کیا تم نے اپنی مرضی سے میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ : ہاں اس میں ہماری مرضی شامل تھی _ یہ سن کر حضرت علی (ع) نے فرمایا تو تم نے مجھ میں کون سی بات دیکھی جو اعتراض شروع کردیا اور میری مخالفت پر اتر آئے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس امید پر بیعت کی تھی کہ خلافت کے اہم امور میں آپ کے مشیر رہیں گے_ اب دیکھتے ہیں کہ آپ نے ہمارے مشورے کے بغیر بیت المال کو مساوی تقسیم کردیا ... جو چیز ہماری رنجیدگی کا سبب ہوئي ہے وہ یہ ہے کہ آپ عمر کی روش کے خلاف جارہے ہیں وہ بیت المال کی تقسیم میں لوگوں کے سابقہ کارناموں کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے _ لیکن آپ نے اس امتیاز سے چشم پوشی کی جو ہمیں حاصل ہے آپ نے ہمیں دیگر مسلمانوں کے برابر سمجھا ہے جب کہ یہ مال ہماری جانبازی کے ذریعے شمشیر کے بل پر حاصل ہواہے_

یہ سن کر حضرت علی (ع) نے فرمایا : امور خلافت میں جہاں تك مسئلہ مشورت کی بات ہے تو مجھے خلافت کی کب چاہ تھی اس کی جانب آنے کی تم نے ہی مجھے دعوت دی تھی مجھے چونکہ مسلمانوں کے باہمی اختلافات اور ان کے منتشر ہوجانے کا خوف تھا اسی لئے اس ذمہ داری کو قبول کرلیا جب بھی کوئي مسئلہ میرے سامنے آیا تو میں نے حکم خدا کو اور سنت پیغمبر (ص) کی جانب رجوع کیا اور اس کا حل تلاش کرلیا _ اسی لئے اس معاملے میں مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت پیش نہ آئي _ البتہ اگر کسی روز ایسا معاملہ پیش آیا جس کا حل قرآن اور سنت پیغمبر (ص) کے ذریعے نہ نکل سکے تو مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت محسوس ہوگی ، تو تم سے ضرور مشورہ کروں گا_

رہا بیت المال کا مسئلہ تو یہ بھی میری اپنی خصوصی روش نہیں ، رسول خدا (ص) کے زمانے میں میں

130

نے دیکھا ہے کہ آپ (ص) بیت المال کو مساوی تقسیم کیا کرتے تھے_

اس کے علاوہ اس مسئلے کے بارے میں بھی قرآن نے حکم دیا ہے کہ یہ کتاب اللہ آپ کے سامنے ہے اس میں کوئي غلط بات درج نہیں ہے یہ کتاب ہمیں مساوات و برابری کی دعوت دیتی ہے اور اس نے ہر قسم کے امتیازی سلوك کو باطل قرار دیا ہے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ کہنا کہ بیت المال آپ کی شمشیر کے زور پر ہاتھ آیا ہے تو اس سے پہلے بھی ایسے لوگ گذرے ہیں جنہوں نے جان ومال سے اسلام کی مدد کی ہے_ لیکن رسول خدا (ص) نے بیت المال کی تقسیم میں کسی کے ساتھ امتیازی سولك روانہ رکھا_ (4)
طبری لکھتا ہے کہ : جب طلحہ ہر قسم کے امتیازی سلوك سے مایوس و ناامید ہوگیا تو اس نے یہ مثل کہی : ہمیں اس عمل سے اتنا ہی ملا ہے جتنا کتے کو سونگھنے سے ملتا ہے_ 5)
ایك طرف تو طلحہ اور زبیر اس بات سے مایوس وناامید ہوگئے کہ انہیں کوئي مقام و مرتبہ ملے گا اور ان کے ساتھ امتیازی سلوك روا رکھا جائے گا اور دوسری طرف انہیں یہ اطلاع ملی کہ عائشےہ نے حضرت علی (ع) کے خلاف مکہ میں پرچم لہرادیا ہے _ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ مکہ کی جانب روانہ ہوں اسی لئے حضرت علی (ع) کے پاس آئے اور کہا کہ ہم عمرہ کی غرض سے آپ کی اجازت کے خواہاں ہیں_
ان کے جانے کے بعد حضرت علی (ع) نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ : خدا کی قسم ان کا ارادہ ہرگز عمرہ کا نہیں بلکہ ان کا مقصد عہد شکنی اور خیانت ہے_ (6)

موقف میں تبدیلي
عائشےہ کو پہلے دو خلفاء کے دور میں جو مراعات حاصل تھیں ان سے وہ عثمان کے عہد آخر خلافت میں محروم کردی گئیں چونکہ وہ ان کی حکومت سے عاجز و پریشان تھیں اسی لئے انہوں نے عثمان کے خلاف پرچم شورش لہرادیا نیز زور بیان اور اپنی رفتار کے ذریعے اس نے مسلمانوں کو

خلیفہ وقت کے خلاف شورش و سرکشی کی دعوت دي_(7)
شعلہ شورش کو ہوا دینے کے باعث وہ خود کو اپنے مقصد میں کامیاب محسوس کر رہی تھی اس لئے وہ مکہ کی جانب روانہ ہوگئیں اور ہر لمحہ عثمان کے قتل نیز مسلمین کا طلحہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا انتظار کرنے لگیں _
جس وقت عثمان کے قتل کی خبر انہیں ملی تو انہوں نے کہا کہ : خدا اس کو غارت کرے اپنے ان کرتوتوں سے ہی تو مارا گیا ، خداوند تعالی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا _ (8) عثمان کے قتل کے بعدانہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ عثمان کے مارے جانے کے باعث پریشان خاطر نہ ہوں اگر وہ مارے گئے تو کیا ہوا مقام خلافت کے لئے بہترین اور لائق ترین شخص طلحہ تو تمہارے درمیان موجود ہیں ان کے ہاتھ پر بیعت کرو اور تفرقہ سے دور رہو_
اپنے اس بیان کے بعد وہ بڑی تیزی سے مدینہ کی جانب روانہ ہوئیں انہیں اطمینان تھا کہ عثمان کے بعد منصب خلافت طلحہ کے ہاتھ آجائے گا ، اسی لئے راستے میں خود ہی گنگنارہی تھی کہ : میں گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں کہ لوگ طلحہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں میری سواری کو تیز ہانکو تاکہ میں ان تك پہنچ جائوں_ (9)
عبید بن ام کلاب مدینہ سے واپس آرہے تھے راستے میں ان سے ملاقات ہوگئي ، انہوں نے مدینہ کی حالت ان سے دریافت کی عبید نے ان سے کہا کہ عوام نے عثمان کو قتل کردیا ، آٹھ روز تك وہ یہ فیصلہ نہ کرسکے کہ کیا کریں_ عائشےہ نے دریافت کیا کہ اس کے بعد کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ : الحمدللہ کام بحسن و خوبی تمام ہوا اور مسلمانوں نے ایك دل اور ایك زبان ہوکر علی (ع) بن ابی طالب (ع) کو منتخب کرلیا _
عائشےہ نے یہ خبر سننے کے بعد کہا خدا کی قسم اگر خلافت کا فیصلہ علی (ع) کے حق میں ہوا ہے تو اب آسمان زیر و زبر ہوجائیں گے مجھے یہاں سے واپس لے چلو فوراًمجھے یہاں سے لے چلو(10)
چنانچہ وہ وہیں سے مکہ کی جانب روانہ ہوگئیں لیکن اب انہوں نے اپنا نظریہ بدل دیا تھا اور یہ

کہہ رہی تھیں کہ : عثمان بے گناہ مارا گیا میں اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے سرکشی کروں گی _ عبید نے ان سے کہا کہ ان کے خون کا مطالبہ تم کیسے کرسکتی ہو کیونکہ وہ تم ہی تو ہو جس نے سب سے پہلے عثمان کے قتل کیئے جانے کی تجویز پیش کی اور تم ہی تو کہا کرتی تھیں کہ "نعثل" کو قتل کردو کیونکہ وہ کافر ہوگیا ہے اور آج تم ہی انہیں مظلوم و بے گناہ کہہ رہی ہو_
عائشےہ نے کہا کہ ہاں عثمان ایسا ہی تھا لیکن اس نے توبہ کرلی تھی اور لوگوں نے ان کی توبہ کی طرف سے بے اعتنائي

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کی اور انہیں قتل کردیا اس کے علاوہ میں نے کل جو کچھ کہا تھا تمہیں اس سے کیا سروکار؟ میں آج جو کہہ رہی ہوں تم اسے مانو کیونکہ میری آج کی بات کل سے بہتر ہے_(11)
مکہ پہنچنے کے بعد عائشےہ مسجد الحرام کے سامنے محمل سے اتریں اور پوری ستر پوشی کے ساتھ وہ حجر الاسود کے جانب روانہ ہوئیں ، لوگ ان کے چاروں طرف جمع ہوگئے ، عائشےہ نے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ عثمان کا خون ناحق ہوا ہے ، انہوں نے اہل مدینہ اور دوسرے لوگوں کے جذبات کو ان کے خلاف جنہوں نے عثمان کے قتل میں حصہ لیا تھا برافروختہ کیا اور حاضرین سے کہا کہ وہ عثمان کے خون کا بدلہ لیں اور قاتلوں کے خلاف شورش کرنے کی دعوت دی _ (12)

مکہ میں مخالفین کا جمع ہونا
مکہ میں عائشےہ نے جیسے ہی حضرت علي(ع) کے خلاف پرچم لہرا دیا آپ کے مخالفین ہر طرف سے ان سے گرد جمع ہوگئے _
طلحہ و زبیر بھی حضرت علي(ع) سے عہد شکنی کرکے ان کے ہمنوا ہوگئے دوسری طرف بنی امیہ حضرت علی (ع) کے ايك زمانے سے دشمن چلے آرہے تھے اور کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھے اور عثمان کے قتل کے بعد وہ مدینہ سے فرار کرے چونکہ مکہ پہنچ گئے تھے اس لئے وہ بھی عائشےہ کے زیر پرچم آگئے _ اس طرح عثمان کے زمانے کے وہ تمام والی و صوبہ دارجنہیں حضرت علی (ع) نے معزول

کردیا تھا وہ سب عائشےہ کے ساتھ ہوگئے مختصر یہ کہ وہ تمام مخالف گروہ جنہیں حضرت علی (ع) سے پرخاش تھی مکہ میں جمع ہوگئے اور اس طرح ناکثین کی تحريك کا اصل بیج یہاں بویا گیا ، مخالف گروہوں کے سردار عائشےہ کے گھر میں جلسات کی تشکیل کرکے شورش و سرکشی کی طرح اندازی پر بحث وگفتگو کرتے_
عائشےہ نے کہا کہ : اے لوگو یہ عظےم حادثہ ہے جو رونما ہوا ہے اور جو واقعہ رونما ہوا ہے وہ قطعی ناپسندیدہ ہے ، اٹھو اور اپنے مصری بھائیو سے مدد طلب کرو شام کے لوگ بھی تمہارا ساتھ دیں گے ، شاید اس طرح خداوند تعالی عثمان اور دیگر مسلمانوں کا بدلہ دشمنوں سے لے_
طلحہ وزبیر نے بھی اپنی تقاریر کے دوران عائشےہ کی حضرت علی (ع) کے خلاف جنگ کرنے میں حوصلہ افزائي کی اور کہا کہ وہ مدینہ سے رخصت ہو کر ان کے ساتھ چلیں_
جب انہوں نے عائشےہ کے جنگ میں شريك ہونے کی رضامندی حاصل کرلی اور عائشےہ نے بھی اس تحريك کی قیادت سنبھال لی تو یہ گروہ عمر کی دختر اور پیغمبر اکرم (ص) کی زوجہ حفصہ کی جانب گئے ، انہوں نے کہا کہ مجھے عائشےہ سے اتفاق رائے ہے اور میں ان کی تابع ہوں اگر چہ انہوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ عائشےہ کے ہمراہ چلیں مگر ان کے بھائي عبداللہ اس روانگی میں مانع ہوئے_ (13)

سپاہ کے اخراجات
عثمان نے جو رقم اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردی تھی اور وہ کثیر دولت جو ان کے پردازوں کے ہاتھ آئي تھی وہ سب اسی مقصد کے لئے استعمال کی گئي چنانچہ بصرہ کے معزول گورنر عبداللہ بن عامر اور عثمان کے ماموں زاد بھائي نے سب سے پہلے عائشےہ کی دعوت کو قبول کیا اور اپنا بہت سا مال انہیں دے دیا _ عثمان کا معزول کردہ یمن کا گورنر یعلی بن امیہ نے بھی اپنی کثیر دولت جس میں چھ ہزار درہم اور چھ سو اونٹ شامل تھے اس فتنہ پرور لشکر کے حوالے کردیئے _ (14) اور اس لشکر ناکثین کے اخراجات فراہم کئے_

عراق کی جانب روانگي
"ناکثین" کی سعی و کوشش سے مسلح لشکر فراہم ہوگیا، سرداران سپاہ نے اس بات پر غور کرنے کے لئے کہ جنگی کاروائي کہاں سے شروع کی جائے آپس میں مشورہ کیا اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ عراق کی جانب روانہ ہوں اور کوفہ وبصرہ جیسے دو عظےم شہروں کے باشندوں سے مدد لیں کیونکہ طلحہ اور زبیر کے بہت سے خیر خواہ وہاں موجود

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تھے اور اس کے بعد وہاں سے اسلامی حکومت کے مرکز پر حملہ کریں_
اس فیصلہ کے بعد عائشےہ کے منادی نے مکہ میں جگہ جگہ اعلان کیا کہ ام المومنین اور طلحہ اور زبیر کا ارادہ بصرہ جانے کا ہے جس کسی کو اسلامی حریت کا پاس ہے اور عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہے وہ ان کے ساتھ شریك ہوجائے_
جب ہزار آدمی ضروری سامان جنگ کے ساتھ جمع ہوگئے تو انہوں نے مکہ سے عراق کی جانب کوچ کیا راستے میں ان کے ساتھ بہت سے لوگ شامل ہونے لگے یہاں تك کہ ان کی تعداد تین ہزار تك پہنچ گئي _ (15)
عائشےہ اپنے مخصوص "عسکر" نامی شتر پرلشکر کے سپاہ کے پیش پیش تھی اور اُمیہ ان کے اطراف میں چل رہے تھے اور سب کا ارادہ بصرہ پہنچنا تھا_
راہ میں جو حادثات رونما ہوئے ان میں سے ہم یہاں ایك کے بیان پر ہی اکتفا کرتے ہیں_
راستے میں انہیں جہاں پہلی جگہ پانی نظر آیا وہاں ان پر کتوں نے بھونکنا اوربھکنا شروع کردیا ، عائشےہ نے دریافت کیا کہ یہ کونسی جگہ ہے انہیں بتایا گیا کہ یہ "حَوا ب"ہے _ یہ سن کر عائشےہ کو پیغمبر اکرم (ص) کی وہ حدیث یاد آگئي جس میں آنحضرت (ص) نے یہ پیشن گوئي کی تھی کہ حواب کے کتے ازواج مطہرات میں سے ایك پر غرائیں گے اور انہیں اس سفر سے باز رہنے کے لئے فرمایا تھا (16)_ عائشےہ اس حادثے سے پریشان ہوگئیں اور فرمایا :"اناللہ و انا الیہ راجعون"

135

مینوہی زوجہ ہوں جنہیں پیغمبر اکرم (ص) نے ان کے مستقبل کے بارے میں آگاہ کردیا تھااور فوراً ہی واپس چلے جانے کا فیصلہ کیا _ لیکن طلحہ وزبیر نے جب یہ دیکھا کہ عائشےہ جنگ کے خیال کو ترك کیا چاہتی ہیں تو انہیں اپنی آرزوئیں خاك میں ملتی ہوئي نظر آئیں چنانچہ انہوں نے یہ کوشش شروع کردی کہ عائشےہ اپنے فیصلے سے باز رہیں بالآخر جب پچاس آدمیوں نے یہ جعلی گواہی دی کہ یہ جگہ "حَوا ب" نہیں تو وہ مطمئن ہوگئیں_ (17)
ناکثین کی سپاہ بصرہ کے قریب آکر رك گئي ، عائشےہ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ روانہ کیا اور بصرہ کے کچھ بڑے افراد کے نام خط لکھا اور ان کے جواب کا انتظار کرنے لگي_

سپاہ کی جانب عثمان بن حنیف کے نمایندوں کی روانگي
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی جانب سے بصرہ میں مقرر صوبہ دار عثمان بن حنیف کو جب یہ اطلاع ہوئي کہ عائشےہ کا لشکرشہر "ابوالاسود دوئلي" کے گرد نواح میں پہنچ گیا ہے تو انہوں نے "عمران بن حصین" کو سردار لشکر کے پاس بھیجاتاکہ وہ یہ جان سکیں کہ بصرہ کی جانب آنے کا کیا سبب و محرك ہے _ انہوں نے سب سے پہلے عائشےہ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ بصرہ کی جانب آپ کے آنے کا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عثمان کے خون کا بدلہ اور ان کے قاتلوں سے انتقام لینا_
طلحہ اور زبیر سے بھی انہوں نے یہی سوال کیا انہوں نے بھی عائشےہ کی بات دہرادی ، عثمان بن حنیف نے طلحہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم نے حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت نہیں کي؟ انہوں نے کہاں ہاں مگر میری بیعت دباؤ کی وجہ سے تھی _(18)
عثمان بن حنیف کے نمایندگان نے تمام واقعات کی انہیں اطلاع دی عائشےہ بھی اپنے لشکر کے ہمراہ "حفر ابوموسي" نامی جگہ سے روانہ ہوکر بصرہ میں داخل ہوگئیں اور "مربد" کو جو کبھی بہت وسیع و کشادہ میدان تھا "لشکر گاہ" قرار دیا _

136

عثمان بن حنیف نے اپنے نمایندگان سے گفتگو کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ جب تك امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی جانب سے کوئي حکم نامہ نہیں ملتا وہ سپاہ کو قلب شہر میں آنے سے روکیں _چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ لوگ مسلح ہوجائیں اور جامع مسجد میں جمع ہوں _
جب لوگ مسجد میں جمع ہوگئے تو قیس نامی شخص نے صوبہ دار بصرہ کی جانب سے ان کے سامنے تقریر کی اور کہا کہ وہ عائشےہ کے لشکر کا استقامت و پائیداری سے مقابلہ کریں_ (20)
ابن قتیبہ کے قبول کے مطابق خود عثمان بن حنیف اور ان کے ساتھیوں نے بھی اس موقع پر تقریریں کی اور اسی دوران

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کہا ان دو اشخاص (طلحہ اور زبیر) نے بھی حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کی تھی مگر یہ بیعت رضائے خداوندی کی خاطر نہ تھی اسی لئے انہوں نے عجلت کی اور چاہا کہ اس سے پہلے کہ بچہ اپنی ماں کا دودھ چھوڑ دے وہ بڑا اور جوان ہوجائے ... ان کا خیال ہے کہ انہوں نے دباؤ کی وجہ سے بیعت کی ہے درحالیکہ ان کا شمار قریش کے زورمند لوگوں میں ہوتا ہے اگر چاہتے تو بیعت کرتے ... صحیح طریق وہی ہے جو عام لوگوں نے طے کیا ہے اور حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کی اب آپ لوگ بتائیں کیا رائے ہے ؟

یہ سن کر حکیم بن جبلہ عبدی اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ اگر انہوں نے ہم پر حملہ کیا تو ہم بھی جنگ کریں گے اور اگر وہ حملہ کرنے سے باز رہے تو ہم اس کا استقبال کریں گے ، اگرچہ مجھے اپنی زندگی بہت عزیز ہے مگرراہ حق میں جان دینے کا مجھے ذرا خوف نہیں _ دوسرے لوگوں نے بھی اس رائے کو پسند کیا _ (21)

پہلا تصادم

جب عائشےہ کا لشکر "مربد" میں داخل ہوگیا تو بصرہ کے بعض وہ لوگ جو ان کے طرفدار تھے ان کی سپاہ مےں شامل ہوگئے ان کے علاوہ بصرہ کے باشندے اور عثمان کے حامی بھی کثیر تعداد میں ان کے گرد جمع ہوگئے_

سرداران لشکر کی تقاریر اور عثمان کی تحریك "بدلہ خون" کے باعث عثمان کے حامی و طرفدار دو گروہوں میں تقسیم ہوگئے ایك گروہ نے عائشےہ ،طلحہ اور زبیر کے بیانات کی تائید کی اور انہوں نے کہا کہ آپ یہاں عمدہ مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں _

لیکن دوسرے گروہ نے ان پر دروغگوئي کا الزام لگایا اور کہا کہ خدا کی قسم تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سراسر فریب ہے اور جو کچھ تم اپنی زبان سے بیان کررہے ہو وہ ہمارے فہم سے باہر ہے_

اس باہمی اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایك دوسرے پر خاك اچھالنی شروع کردی اور حالات کشیدہ ہوگئے_(22)

سرداران لشکر مروان ، عبداللہ بن زبیر اور چند دیگر افراد کے ساتھ صوبہ دار بصرہ کی جانب روانہ ہوئے اور انہوں نے عثمان بن حنیف سے درخواست کی کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں _ لیکن انہوں نے ان کی اس درخواست کی پروا نہ کی _

عثمان بن حنیف کے لشکر اور جارحین کے درمیان شدید تصادم ہوا جو غروب آفتاب تك جاری رہا _ مدافعین کے قتل اور جانبین میں سے بہت سے لوگوں کے زخمی ہوجانے کے بعد بعض لوگوں کی مداخلت کے باعث یہ جنگ بند ہوئي اور طرفین کے درمیان عارضی صلح کا عہد نامہ لکھا گیا اس عہد نامہ صلح کی شرایط یہ تھیں کہ :

1_ بصرہ کی صوبہ داری و مسجد اور بیت المال حسب سابق عثمان بن حنیف کے اختیار میں رہے گا_

2_ طلحہ اور زبیر نیز ان کے آدمیوں کو یہ آزادی ہے کہ وہ بصرہ میں جہاں بھی چاہیں آجاسکتے ہیں _

3_ طرفین میں سے کس کو بھی یہ حق حاصل نہینکہ وہ دوسرے کے لئے کوئي پریشانی پیدا کرے_

4_ یہ عہد نامہ اس وقت تك معتبر ہے جب تك حضرت علی (ع) یہاں تشریف لے آئیں اس

کے بعد لوگوں کو صلح یا جنگ کا اختیار ہوگا_

جب عہدنامے پر دستخط ہوگئے اور طرفین کے درمیان صلح ہوگئي تو عثمان بن حنیف نے اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنا اسلحہ ایك طرف رکھ دیں اور اپنے گھروں کو واپس جائیں _(23)

دھوکہ وعہد شکني

لشکروں کے سرداروں نے بصرہ میں قدم جمانے کے بعد یہاں کے قبائل کے سربرآوردہ اشخاص سے ملاقاتیں کرنا شروع کیں اور سبز باغ دکھا کر انہیں بہت سی چیزوں کا لالچ دیا جس کے باعث بہت سے دنیا اور جاہ طلب لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کرلیا _

طلحہ اور زبیر نے جب اپنا کام مستحکم کرلیا تو وہ اپنے عہد کی پاسداری سے رو گرداں ہوگئے_ چنانچہ صوبہ دار کے گھر پر شبخون مارکر عثمان بن حنیف کو گرفتار کرلیا اور انہےں سخت ایذا پہنچائي ، پہلے تو انہیں سخت زدو کوب کیا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور پھر سر، داڑھی اور دونوں ابروں کے بال نوچے اس کے بعد بیت المال پر حملہ کیا وہاں کے چالیس پاسبانوں کو قتل کرکے باقی کو منتشر کردیا اور خزانے میں جو کچھ مال ومتاع موجود تھا اسے لوٹ لیا_
اس طرح شہر پر جارحین سپاہ کا قبضہ ہوگیا اور جو اہم و حساس مراکز تھے وہ ان کے تحت تصرف گئے _ جارحین نے مزید رعب جمانے کے لئے ان لوگوں میں سے پچاس افراد کو جنہیں انہوں نے گرفتار کیا تھا عوام کے سامنے انتہائي بے رحمی کے ساتھ وحشیانہ طور پر قتل کردیا_ (24)
عائشےہ نے حکم دیا کہ عثمان بن حنیف کا بھی خاتمہ کردیاجائے مگر ايك نيك دل خاتون مانع ہوئيں اور انہوں نے کہا کہ عثمان بن حنیف اصحاب پیغمبر (ص) میں سے ہیں _ رسول خدا کے احترام کا پاس کیجئے اس پر عائشےہ نے حکم دیا کہ انہیں قید کرلیا جائے_ (25)

جمل اصغر
حکیم بن جبلہ کا شمار بصرہ کے سر برآوردہ اشخاص میں ہوتا تھا انہینجس وقت عثمان بن حنیف

کی گرفتاری کے واقعے کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے طائفہ "عبدالقیس " کے جنگجو جوانوں کو مسجد میں بلایا اور پر ہیجان تقریر کے بعد تین آور بعض اقوال کے مطابق سات سو افراد کو لے کر حملہ کا اعلان کردیا اور جارحین سپاہ کے مقابل آگئے_
اس جنگ میں جسے جنگ جمل اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے حکیم بن جبلہ اور انکے ساتھیوں نے سخت پائمردی سے دشمن کا مقابلہ کیا یہاں تك جس وقت بازار کارزار پورے طور پر گرم تھاجارحین لشکر کے ايك سپاہی نے حکیم بن جبلہ پر حملہ کرکے ان کا ايك پیر قطع کردیا انہوں نے اسی حالت میں اس سپاہی پر وار کیا اور اسے مار گرایا وہ اسی طرح ايك پیر سے دشمن سے نبرد آزما ہوتے رہے حملہ کرتے وقت یہ رزمیہ اشعار ان کی زبان پر جاری تھے_

یا ساق لن تراعی
ان معی ذراعی
احمی بھا کر اعي

اے پیر تو غم مت کر کیونکہ ابھی میرے ہاتھ میرے ساتھ ہیں اور ان سے ہی میں اپنا دفاع کروں گا_
وہ اسی حالت میں مسلسل جنگ کرتے رہے یہاں تك کہ نقاہت وکمزوری ان پر غالب آگئي اور شہید ہوگئے _ ان کے فرزند ، بھائي اور دوسرے ساتھی بھی اس جنگ میں قتل ہوگئے_ (26)
حکیم بن جبلہ پر غلبہ پانے کے بعد جارحین لشکر کے سرداروں نے دوبارہ فیصلہ کیا کہ عثمان بن حنیف کو قتل کردیاجائے مگر انہوں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میرا بھائي "سہل" مدینہ کا صوبہ دار ہے اگر تم مجھے قتل کرو گے تو وہ تمہارے عزیز واقارب کو مدینہ میں نیست ونابود کردے گا چنانچہ اس بنا پروہ ان کے قتل سے باز رہے اور انہیں آزاد کردیا_(27)

سرداری پر اختلاف
"ناکثین" کے لشکر سرداران کو جب ابتدائي جنگوں میں فتح و کامرانی حاصل ہوئي اور انہوں نے شہر پر بھی قبضہ کرلیا تو ان میں یہ اختلاف پیدا ہوا کہ سربراہ کسے مقرر کیاجائے ان میں سے ہر

شخص کی یہی کوشش تھی کہ فتح کے بعد اولین نماز جو مسجد میں ادا کی جائے اس میں وہی امام جماعت کے فرائض انجام دے یہ باہمی کشمکش اس قدر طولانی ہوئي کہ نزدیك تھا کہ آفتاب طلوع ہوجائے چنانچہ لوگوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا اے صحابہ پیغمبر (ص) "الصلوة الصلوة "لیکن طلحہ و زبیر نے اس کی جانب توجہ نہ کی ، عائشےہ نے مداخلت کی اور حکم دیا کہ ايك روز طلحہ کے فرزند محمدا ور دوسرے روز زبیر کے بیٹے عبداللہ امامت کریں گے _ (28)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خبر رساني
طلحہ اور زبیر نے جب بصرہ پر قبضہ کرلیا تو وہ کارنامے جو انہوں نے انجام دیئے تھے انکی خبر شام کے لوگوں کو بھیجی گئي _ عائشےہ نے بھی ان خبروں کی تفاصیل اہل کوفہ کو لکھی اور ان سے کہا کہ حضرت علی (ع) کی بیعت سے دستکش ہوجائیں اور عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے ئے اٹھ کھڑے ہوں_ یمامہ اور مدینہ کے لوگوں کو بھی خط لکھے گئے اور انہیں فتح بصرہ کی اطلاع کے ساتھ یورش و شورش کا مشورہ دیا گیا _ (29)

سوالات
1_ جس وقت امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے زمام حکومت سنبھالی تو وہ کون سے گروہ تھے جو آپ کی مخالفت پر اتر آئے؟
2_ وہ کون سے عوامل تھے جن کے باعث طلحہ اور زبیر نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے کے بعد عہد شکنی کی اور مخالفین کی صف میں شامل ہوگئے_
3_ ناکثین کی تحریك کا اصل مرکز کہاں واقع تھا اور اس کی کس طرح تشکیل ہوئي ؟
4_ عثمان کے قتل سے قبل عائشےہ کا کیا موقف تھاا ور انہوں نے اسے کیوں اختیار کیا تھا ؟
5_ جب عثمان قتل ہوئے اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) بر سر اقتدار آگئے تو عائشےہ نے اپنا موقف کیوں تبدیل کردیا تھا؟
6_ جب عثمان بن حنیف کو یہ علم ہوا کہ "ناکثین" کا لشکر بصرہ کے نزدیك پہنچ گیا ہے تو انہوں نے کیا اقدام کیا ؟
7_ حضرت علی (ع) کے لشکر کے بصرہ پہنچنے سے قبل وہاں کیا کیفیت طاری تھی اس کا مختصر حال بیان کیجئے ؟

حوالہ جات
1_ نہج البلاغہ خطبہ سوم ملاحظہ ہو جس میں آپ (ع) فرماتے ہیں : "فلما نہضت بالامر نکثت طائفة ومرقت اخری وقسط آخرون "_ حضرت علی (ع) سے قبل پیغمبر اکرم (ص) نے بھی دشمنان اسلام کے بارے میں پیشین گوئي کردی تھی _ چنانچہ حضرت علی (ع) سے آپ(ص) نے خطاب کرتے ہوئے ان کے یہ نام بیان کئے تھے : "یا علی ستقاتل بعدی الناکثون والقاسطین والمارقین" (شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 201)
2_ "طلقاء " وہ لوگ تھے جو فتح مکہ کے دوران مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تھے لیکن رسول خدا (ص) نے سب کو آزاد کردیا تھا اور فرمایا تھا کہ "اذہبوا انتم الطلقائ"
3_ تاریخ یعقوبی ج 2/ 180 _179 _"انتما شریکای فی القوة والاستقامة عونای ای علی العجز الا ود "
4_ شرح ابن ابی الحدید ج 7/ 42 _ 40
5_ مالنا من ہذاالامر الاکحسة انف الکلب (تاریخ طبری ج 4/ 429)
6_ واللہ ما اراد العمرة ولکنہما اراد الغدرة (تاریخ یعقوبی ج 180/2)
7_ عثمان کے خلاف عائشےہ کے اقوال واقدامات کے لئے ملاحظہ ہو (الغدیر ج 86/9 _77)
8_ اَبعدہ اللہ بما قدمت یداہ وما اللہ بظلام للعبید" _ الغدیر ج 9/ 83
9_ الغدیر ج 9/ 82 ابومخنف ' لوط بن ےحیی الازدی سے منقول
10_ کامل ابن اثیر ج 3/ 206 تاریخ طبری ج 4/ 448 _ الغدیر ج 9 / 82 / 80 انساب الاشراف ج 2/ 217_
11_ عبید نے عائشےہ کے جواب میں یہ اشعار پڑھے:

فمنك البدء ومنك الضیر
ومنك الریاح ومنك المطر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

و انت امرت بقتل الامام
و قلت لنا انہ قد کفر

فہبنا اطعناك فی قتلہ
و قاتلہ عندنا من امر

الامامة والسیاسة ج 1/ 51_ تاریخ طبری ج 4/ 459_458 یعنی ان اختلاف کا سرچشمہ اور تغیرات کا باعث تم ہی تو ہو تمہاری وجہ سے سخت طوفان اور فتنے بپا ہوئے تم نے ہی عثمان کے قتل کا حکم دیا اور کہا کہ وہ کافر ہوگیا

143

ہے اب بالفرض ہم نے تمہاری اطاعت کی خاطر اس قتل میں حصہ لیا اصل قاتل وہ ہے جس نے اس قتل کا حکم دیا _

12_ تاریخ طبری ج 4/ 448 _ کامل ابن اثیر ج 3/ 207 _ انساب الاشراف بلاذری ج 2/ 218

13_ تاریخ طبری ج 4/ 452

14_ تاریخ طبری ج 4/ 451 _ ابن اثیر ج 3/ 208 _ تاریخ یعقوبی ج 2/ 181 لیکن طبری کی تاریخ ج 4/ 450 و 451 پر یعلی بن امیہ کے اونٹوں کی تعداد چھ ہزار چھ سو لکھی ہے _

کامل ابن اثیر 3/ 208 تاریخ یعقوبی 181/2

15_ تاریخ طبری 4/ 452 _451

16_ اس حدیث کے متن کو مختلف مورخےن نے بیان کیا ہے _ یعقوبی نے ج 181/2 پر نقل کیا ہے :"لا تكونی التی تنجحك كلاب الحواب" (عائشےہ تم ان میں سے نہ ہونا جن پر حواب کے کتے بھونکیں) لیکن ابن اثیر تاریخ ج 210/2) کامل اور بلاذری نے انساب الاشراف (ج 2 / 224) میں اس طرح درج کیا ہے "لیت شعری ایتکن تبنہا کلاب الحواب " اور ابن ابی الحدید نے ج 10/ 310 پر یہی حدیث دوسرے الفاظ کے ساتھ پیش کی ہے_

17_ مروج الذہب ج 3/ 357 _ انساب الاشراف ج 2/ 224 الامامة والسیاسات ج 60/1 لیکن یعقوبی نے (ج 2 /181) شہادت دینے والوں کی تعداد چالیس لکھی ہے_

18_ تاریخ طبری ج 4 ص 461 کامل ابن ایثرج 3/ 211_

19_ شرح ابن ابی الحدید ج 9/ 313 ، تاریخ طبری ج 4/ 462 ، 461 _ کامل ابن اثیر ج 211/3 _الامامة والسیاسة ج 61/1 یہ گفتگو اگرچہ بہت مفصل ہے مگر یہاں اس کا خلاصہ دیا گیا ہے_

20 _ مربد شہر کے کنارہ پر ایك میدان تھا جہاں منڈی لگتی تھي_

21_ تاریخ طبری ج 4/ 462

22_ الامامة والسیاسةج 1 / 61_ 60

23_ تاریخ طبری ج 4/ 463 _ کامل ابن اثیر ج 3/ 213 _ 212

144

24_ الجمل للمفید / 151_ 150 _ تاریخ طبری ج 4/ 446 _ کامل ابن اثیر ج 3/ 214 مروج الذہب ج 2/ 358 شرح ابن ابی الحدید ج 9 /320 الامامة والسیاسة 65/1

25_ مروج الذہب ج 2 / 358 شرح ابن ابی الحدید ج 9/ 321

26_ تاریخ طبری ج 4 / 268 کامل ابن اثیر 216 _ 215

27 _ کامل ابن اثیر ج 3/ 216 _217 _ تاریخ طبری ج 4/ 471 _ 470 الجمل للمفید / 252 _ 151

28_ الجمل للمفید 153 _ کامل ابن اثیر ج 3/ 219 _ تاریخ طبری ج 4/ 474 _ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ عثمان حنیف کے اس قول کے علامہ مفید نے بصرہ کی ایك خاتون سے نقل کیا ہے_

29_ مروج الذہب ج 2/ 358 _ الجمل للمفید / 152 _ تاریخ یعقوبی ج 2/ 181

30_ کامل ابن اثیر ج 3/ 220 _219 _ تاریخ طبری ج 4/ 472_ عائشےہ نے جو خط مدینہ اور یمامہ کے لوگوں کو لکھا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تھا اس کا متن علامہ مفید نے اپنی تالیف "الجمل" کے صفحہ 160 پر درج کیا ہے_

ساتواں سبق
ناکثین (جنگ جمل)
خلافت ظاہری سے شہادت تك (3)
حضرت علی (ع) کی بصرہ کی جانب روانگي
ربذہ میں قیام
لشکر کا جاہ وجلال
صلح کی کوشش
لشکر کے لئے دستورالعمل
دشمن کو متفرق کرنے کی آخری کوشش
فیصلہ کن جنگ
عام معافي
سوالات
حوالہ جات

خلافت ظاہری سے شہادت تك 3
حضرت علی (ع) کی بصرہ کی جانب روانگي

امیرالمومنین (ع) کی حکومت کے مخالفوں کا وجود میں آنا ان کے درمیان اتحاد و الفت اور ان کے لشکر کا بصرہ کی جانب روانہ ہونا اور پھر اس پر قابض ہوجانے کوہم بیان کرچکے ہیں اب مدینہ چلتے ہیں تاکہ وہاں سے امیرالمومنین (ع) کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ ہوجائیں _
معاویہ نے حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف سرکاری سطح پر سرکشی کی تھی اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے سے قطی انکار کردیا تھا اسی لئے حضرت علی (ع) بھی ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے ابتدائي تیاری میں مشغول تھے ، اس ضمن میںانہوں نے حضرت بن حنیف، قیس بعد سعد اور ابو موسی جیسے اپنے کارپردازوں کو خطوط کے ذریعہ مطلع کیا کہ معاویہ کے خلاف جنگ کرنے کی غرض سے لوگوں کو آمادہ کریں _
اس اثناء میں حضرت علی (ع) کو عائشےہ ، طلحہ اور زبیر کی سرکشی نیز ان کے لشکر کی عراق کی جانب روانگی کی اطلاع ملی _ حضرت علی (ع) جانتے تھے کہ موجودہ حالات میں ان تینوں حضرات کی یورش معاویہ کی سرکشی سے کہیں زیادہ سنگین ہے کیونکہ معاویہ اسلامی حکومت کے دو دراز علاقے میں سرگرم عمل تھا لیکن یہ لوگ مرکز خلافت میں بھی یکجا جمع اور اس کے گرد و نواح میں شورش کیئے ہوئے تھے اس کے علاوہ بصرہ اور کوفہ سیاسی اور عسکری اعتبار سے خاص اہمیت کے حامل ہیں چنانچہ اس بناء پر اس سے پہلے کہ یورش وبغاوت کے شعلے دیگر مقامات تك پہنچیں آپ (ع) نے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مصلحت امر اس میں سمجھی کہ انکے آتش فتنہ کو خاموش کرنے کے لئے خود ہی پیشقدمی کریں اگر چہ کچھ لوگوں نے یہ تجویز بھی پیش کی آپ طلحہ اور زبیر کے تعاقب کو نظر انداز کردیں مگر آپ نے اس تجویز کو قبول کرنے سے قطعی انکار کردیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں بجو نہیں ہوں جس کو پکڑنے کے لئے لوگ اس کے بھٹ پر دھیمے سروں میں گاتے بجاتے ہیں اور اچانك اس کو پکڑ لیتے ہیں _ اپنے مخالفین سے پوری طرح باخبر ہوں میں حق پسند ونکی شمشیر بر اں سے ان لوگوں کا کام تمام کردوں گا جنہوں نے حق کے نام پر سر کشی ویورش کا سہارا لیا ہے میں اپنے مطیع و فرمانبردار ہمکاروں کی مدد سے ان تمام سرکشوں کو جو راہ حق میں رخنہ اندازی پر تلے ہوئے ہیں ، ہمیشہ کے لئے راستے سے ہٹادوں گا اور اپنے اس عمل کو تا دم واپسین جاری رکھوں گا_
حضرت علی (ع) نے مسلمانوں کو مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا جب لوگ جمع ہوگئے تو آپ (ع) نے عام لوگوں پر یہ واضح کرنے کے لئے مخالفین کے اغراض و مقاصد کیا ہے اس موضوع سے متعلق درج ذیل تقریر فرمائي_
"لوگوں عائشےہ بصرہ کی جانب چلی گئي ہیں _ طلحہ و زبیر ان کے ہمراہ ہیں ان دونوں کا یہ خیال ہے کہ خلافت پر صرف انھی کا حق ہے کسی اور کا نہیں _ طلحہ ، عائشےہ کا چچا زاد بھائي ہے اور زبیر ان کے داماد ہیں (اور عائشےہ کی سعی و کوشش انہی کے لئے ہے) خدا کی قسم اگر یہ دونوں اپنے مقاصد میں بالفرض کامیاب ہوبھی گئے تو پھر ان دونوں میں وہ سخت تنازع ہوگا کہ ان میں ایك دوسرے کی گردن ماردے گا _ خدا شاہد ہے کہ جو شخص سرخ اونٹ پر سوار ہوکر روانہ ہوتا ہے وہ زیادہ دور تك راستے طے نہیں کرتا اور اس سے کوئي عقدہ وا بھی نہیں ہوتا مگر یہ کہ وہ گناہ کے راستے پر چلے اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوتا کہ وہ اور اس کے ساتھی ہلاکت کو پہنچیں_
خدا کی قسم انجام کار یہ ہوگا کہ ان میں سے ایك تہائي افراد مارے جائیں گے ، ایك تہائي فرار کرجائیں گے اور ایك تہائي توبہ کرلیں گے_
عائشےہ وہی خاتون ہیں "جسٌ پَر حَوْا َبْ "کے کتے غرارہے ہیں، طلحہ اور زبیر بھی جانتے

ہیں کہ وہ ٹھیك راستے پر نہیں چل رہے ہیں _ افسوس اس عالم کے حال پر جو اپنے جہل کے باعث ماراگیا اور وہ اپنے علم سے بہرہ مند نہ ہوسکا_
مجھے قریش سے کیا سرو کار خدا گواہ ہے جب وہ حالت کفر میں تھے میں نے انہیں قتل کیا اس وقت بھی وہ ہوا وہوس اور شیطانی وسواس کے دام فریب میں ہیں(اسی لئے شورش بپا کئے ہوئے ہیں) یہ سب میرے ہاتھوں مارے جائیں گے (1)_
حضرت علی (ع) نے افکار عامہ کو بیدار کرنے کی غرض سے دوسرے اور تیسرے روز پر ہیجان تقاریر کیں اور بالآخر آپ (ع) نے اعلان جنگ کردیا _ سہل بن حنیف کو مدینے میناپنا جانشین مقرر کیا (2) اور خود مسلح و مجہز لشکر کے ساتھ جو سات سو سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا مدینہ سے عراق کی جانب روانہ ہوئے_
"ناکثین" پر قابو پانے کے لئے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کا لشکر پہلے مکہ کی جانب روانہ ہوا لیکن جب آپ "ربذہ (3)" نامی مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ مخالفین وہاں سے کوچ کرچکے ہیں _ چنانچہ وہاں سے آپ (ع) نے عراق کی جانب رخ کیا _

ربذہ میں قیام
حضرت علی (ع) نے ربذہ میں چند روز قیام فرمایا اس عرصے میں مدینہ سے کچھ انصار جن میں خزیمہ بن ثابت اور تقریباً چھ سو طائفہ طی کے منظم سوار امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے لشکر سے متصل ہوگئے _(4)
عثمان بن حنیف بھی دشمنوں کے چنگل سے نجات پانے کے بعد ربذہ میں حضرت علی (ع) سے آن ملے انہوں نے حضرت علی (ع) سے ملاقات کرنے کے بعد کہا یا امیرالمومنین (ع) جس روز آپ نے مجھے روانہ کیا تھا اس وقت میری داڑھی بہت گھنی تھی لیکن آج میں آپ کی خدمت میں ایك بے ریش نوجوان کی صورت میں حاضر ہوا ہو ... حضرت علی (ع) نے انہیں صبر کی تلقین کی اور ان کے لئے

دعا فرمائي _(5)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اسی طرح امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ہاشم مرتال کو خط دے کر حاکم کوفہ کی جانب روانہ کیا تاکہ اس سے پہلے کہ طلحہ اور زبیر وہاں پہنچیں وہاں کے گورنر کی عسکری مدد حاصل کرلی جائے _ لیکن موسی اشعری حاکم کوفہ نے صرف حضرت علی (ع) کے نمایندے سے سیدھے منہ بات نہ کی بلکہ حضرت علی (ع) کے خط کو بھی انہوں نے غایب کردیا اورہاشم مرتال کو یہ دھمکی دی کہ وہ انہیں قیدی بنالیں گے انہوں نے کوفہ کے لوگوں کو بھی سختی سے منع کردیا اور کہا کہ حضرت علی (ع) کی مدد نہ کریں_ گورنر کی حیثیت سے اعلان کیا کہ اگر جنگ کی نوبت آئي تو پہلے وہ عثمان کے قاتلوں کے خلاف جنگ کریں گے اور اس کے بعد وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہوں گے _ (6) حضرت علی (ع) کے نمایندے نے ان تمام واقعات کی امیرالمومنین (ع) کو خبر کی _

یہ خط حضرت علی (ع) کو "ذی قار" نامی مقام پر موصول ہوا _

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اپنے فرزند عزیز حضرت امام حسن (ع) اور حضرت عمار یاسر کو اپنے پاس بلایا اور ان دونوں حضرات کو اس کام پر مقرر کیا کہ اہل کوفہ کے لئے وہ خط لے کر روانہ ہوں اور وہاں پہنچ کر وہاں کے لوگوں کو مدد کیلئے آمادہ کریں_

حضرت علی (ع) نے خط ابوموسی کو بھی لکھا اور انہیں ان کے منصب سے معزول کردیا _ امیرالمومنین (ع) نے اس خط میں لکھا تھا کہ انہوں نے اپنے موقف کا صحیح استعمال نہیں کیا اور اسی بنا پر انہیں سخت تنبیہہ بھی کی اس کے علاوہ حضرت علی (ع) نے مالك اشتر کو ان کے پیچھے روانہ کیا_

حضرت امام حسن (ع) اور حضرت عمار (ع) نے کوفہ پہنچنے کے بعد حضرت علی (ع) کا خط وہاں کے لوگوں کو سنایا اور اس سلسلے میں تقاریر بھی کیں _ حضرت علی (ع) کی تحریر اور حضرت امام حسن (ع) اور حضرت عمار (ع) کی تقریر کا اثر یہ ہوا کہ اہل کوفہ ان کے گرویدہ ہوگئے اور انہوں نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے ساتھ خلوص نیت اور اظہار محبت کیا اور ان کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کردیا_

حضرت امام حسن (ع) نے ابوموسی کی معزولی کا بھی اعلان کیا اور ان کی جگہ قرظة بن کعب" کو گورنر

مقرر کیا _

امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے نمایندے کی سعی و کوشش اور بصیرت افروز تقاریر کے باعث کچھ لوگوں نے اپنی رضامندی کا اعلان کردیا چنانچہ چند روز بعد تقریباً سات ہزار افراد "ذی قار" میں حضرت علی (ع) سے جاملے _ حضرت امام حسن (ع) کی کامیابی پر حضرت علی (ع) بہت مسرور ہوئے اور انہوں نے اپنے فرزند دلبند سے اظہار تشکر کیا_(7)

لشکر کا جاہ وجلال

امیرالمومنین (ع) حضرت علی (ع) کا وہ مسلح وعظےم لشکر جو مدینہ اور کوفہ میں جمع ہوا تھا اور بصرہ کے نواح میں قیام پذیر تھا اس لشکر کے بارے میں منذر بن جارود نے لکھا ہے کہ مینشہر بصرہ سے باہر نکل کر آیا تاکہ حضرت علی (ع) کے لشکر کا نظارہ کرسکوں_

اس وقت وہاں ہزار مسلح سوار موجود تھے اور ابو ایوب انصاری تنو مند گھوڑے پر سوا ران کے پیش پیش چل رہے تھے_ ان کے علاوہ بھی وہاں دوسرے عسکری دستے تھے جن میں ہر دستہ ہزار مسلح افراد پر مشتمل تھا اور دستوں کی کمانڈری خزیمہ بن ثابت ، ابو قتادہ عمار یاسر، قیس بن سعد اور عبداللہ بن عباس جیسے جلیل القدر صحابہ رسول (ص) کرتے تھے اور یہ تمام دستے ابو ایوب کی فوج کے پیچھے چل رہے تھے_

انہی جنگجو دستوں میں ایك دستہ حضرت علی (ع) کی زیر قیادت دیگر تمام دستوں سے آگے چل رہا تھا _ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے دائیں بائیں حضرت امام حسن (ع) اور حضرت امام حسین (ع) چل رہے تھے اور ان کے آگے حضرت علی (ع) تا دیگر فرزند محمد بن حنفیہ پرچم ہاتھ میں لئے چل رہے تھے_ عبداللہ ابن جعفر ،حضرت علی (ع) کے پیچھے تھے ان کے علاوہ عقیل کے فرزند اور بنی ہاشم کے نوجوانوں نے حضرت علی (ع) کو انگشتری کے نگینہ کی طرح اپنے درمیان لے رکھا تھا _ کچھ معمر بدری بزرگ (مہاجر و انصار) بھی ان ہی دستوں میں نظر آرہے تھے_ (8)

بصرہ پہنچنے سے قبل حضرت علی (ع) نے "زاویہ" نامی جگہ پر قیام فرمایا اور یہاں چار رکعت نماز ادا کی نماز سے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فارغ ہونے کے بعد آپ نے دوبارہ سجدہ کیا اور اس قدر گریہ و زاری کی کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے پھر دعا کے لئے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض کی ... خداوند تعالی اس جماعت نے میرے حکم کی نافرمانی کرکے مجھ پر ظلم کیا ہے یہ لوگ بیعت سے منحرف ہوگئے ہیں_ اے خدا اب تو ہی مسلمانوں کی حفاظت فرما _ (9)

صلح کی کوشش

امیرالمومنین حضرت علی (ع) کا مقصد جنگ کرنا نہ تھا بلکہ آپ چاہتے تھے کہ "ناکثین" نے جو فتنہ کی آگ بھڑکائي ہے اسے خاموش کردیں اس مقصد کی برآوری کیلئے اور کشت وخون کو روکنے کی خاطر ، حضرت علی (ع) نے ہر ممکن کوشش کی اور جو بھی ممکن طریقہ ہوسکتا تھا آپ (ع) اسے بروئے کار لائے امیرالمومنین (ع) نے جو صلح طلبانہ اقدامات کئے ان کے چند نمونے یہاں پیش کئے جاتے ہیں :

1_ بصرہ پہنچنے سے قبل آپ (ع) نے صعصعہ بن صوحان اور عبداللہ بن عباس کو جداگانہ طور پر خط دے کر عائشےہ ، طلحہ اور زبیر کے پاس بھیجا کہ شاید ان کو مذاکرہ اور پند ونصیحت کے ذریعے جنگ کرنے سے باز رکھاجاسکے _ لیکن ان لوگوں نے حصرت علی (ع) کے نمایندگان اور آپ (ع) کے پند ونصایح کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا اور جنگ کے علاوہ کوئي دوسرا راستہ اختیار کرنے سے انکار کردیا_(10)

2_ حضرت علی (ع) نے جنگ کے دن فیصلہ کیا کہ کلام اللہ کو درمیان لاکر اسے حکم قرار دیں_ چنانچہ آپ (ع) نے حضرت مسلم نامی شخص کو قرآن پاك دیا اور فرمایا کہ ان لوگوں سے کہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن ہی حاکم ومنصف ہے ، خدا سے ڈرو اور مسلمانوں کا خون بہانے سے گریز کرو _

اس جوان نے حضرت علی (ع) کے حکم پر عمل کیا لیکن انہوں نے مسلم کا وہ ہاتھ قلم کردیا جس میں

قرآن مجید تھا انہوں نے قرآن دوسرے ہاتھ مےں لے لیا اور حسب سابق انہیں قرآنی حکومت کی دعوت دی مگر ان سنگدلوں نے ان کا دوسرا ہاتھ بھی قطع کردیا اور انہیں شہید کردیا _ (11)

3_ حکومت قرآن کی دعوت دینے والے جوان مسلم کے قتل نے کشت وخون کا سد باب کرنے والے اقدامات سے حضرت علی (ع) کو مایوس کردیا _ آپ (ع) نے آخری مرتبہ عمار یاسر کو بھیجا یہ وہ بزرگ صحابی تھے جن کے بارے میں رسول خدا (ص) نے فرمایا تھا کہ جو لوگ انہیں قتل کریں گے ان کا شمار ظالموں میں ہوگا اور ان کے مقام و مرتبے نیز ایمان کے بارے میں نبی اکرم (ص) نے فرمایا تھا: حق ہمیشہ عمار کے ساتھ ہے اور عمار حق سے پیوستہ _"عمار" نے بھی پند و نصیحت کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی انہوں نے دشمنونکی سپاہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے لوگو تم نے پیغمبر اکرم (ص) کے ساتھ انصاف کا رویہ اختیار نہ کیا تم نے اپنی عورتوں کو تو اپنے گھروں میں محفوظ کردیا اور زوجہ مطہر رسول خدا (ص) کو گھر سے نکال کر نیزوں اور تلواروں کے روبرو لے آئے_

اس کے بعد وہ مزید آگئے بڑھے اور عائشےہ کے ہودج کے مقابل آکر ان سے گفتگو کی ان کی یہی کوشش تھی کہ وہ ان فتنہ انگیزوں کے ساتھ شریك نہ ہوں وہ ابھی گفتگو کرہی رہے تھے کہ دشمن کے تیر ہر جانب سے ان کی طرف آنے لگے _ اگرچہ انہوں نے اپنے سر کو اس طرف یا اس طرف خمیدہ کرکے خود کو تیروں کی زد سے بچالیا اور قطع گفتگو کرکے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ : جنگ کے علاوہ چارہ نہیں ہے_(12)

4_ ناکثین کی جانب سے شدت کے ساتھ مسلسل تیر اندازی شروع ہوگئي ادھر سپاہ اسلام کا نعرہ بلند ہوا کہ : یا امیرالمومنین (ع) دشمن ہم پر تیروں کی بارش کر رہا ہے دفاع کا حکم صادر کیجئے_

اس وقت ایك مرد کا جنازہ امیرالمومنین (ع) کے روبرو لایا گیا جسے دشمن نے اپنے تیروں کا نشانہ بنایا تھا_

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے یہ حالت دیکھ کر رخ مبارك آسمان کی جانب کیا اور زبان حال سے فرمایا :خداوند تو عادل وداد گر ہے شاہد و گواہ رہنا _اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم صبر

کرو تاکہ دشمن پر حجت تمام ہوجائے اس کے بعد ایك جنازہ اور لایا گیا ، حضرت علی (ع) نے اس مرتبہ بھی وہی بات دہرادی یہاں تك کہ صحابی بزرگ عبداللہ بن بدیل اپنے فرزند کا جنازہ لے کر آئے اور اسے حضرت علی (ع) کے ربرو رکھ دیا اور عرض کیا کہ یا امیرالمومنین (ع) ہم کب تك صبر کریں دشمن ہمارے جوانوں کو یکے بعد دیگرے قتل کئے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جارہا ہے _ (13)
حضرت علی (ع) مسلسل تین دن تك پوری کوشش کرتے رہے کہ جنگ وخون ریزی نہ ہو مگر افسوس انہیں اپنے اس ارادے میں کامیابی نہ ہوئي چنانچہ آپ نے خود کو اس اقدام کے ربرو پایا جو پہلے کئي مرتبہ انجام پذیر ہوا تھا اس کے بعد امیرالمومنین (ع) نے رسول خدا (ص) کی زرہ پہنی ، عمامہ سر مبارك پر رکھا _ ذوالفقار کمر میں حمائل کی دلدل پر سوار ہوکر پرچم محمد بن حنفیہ کو دیا (14) مجہز و مسلح ہوکر آپ نے لشکر کا معائنہ کیا جو کہ بیس ہزار پر مشتمل تھا_ طلحہ اور زبیر نے بھی اپنے لشکر کا معائنہ کیا جس میں تیس ہزار سے زیادہ نفوس شامل تھے ... اب دونوں لشکر پوری طرح جنگ کے لئے آمادہ و تیار تھے _

لشکر کے لئے دستورالعمل
دشمن پر حملہ کرنے سے قبل حضرت علی (ع) نے اپنی سپاہ کے لئے چند نکات صادر کئے اور فرمایا کہ جب دشمن کو شکست ہوجائے تو مجروحین سے جنگ نہ کریں ، قیدیوں کو قتل نہ کیاجائے، فرار کرنے والوں کا تعاقب نہ کیاجائے _ عورتوں کو برہنہ نہ کیاجائے_ مقتولین کے ناك کان قطع نہ کئے جائیں کسی کی پردہ دری نہ ہو ، فاتح سپاہی مفتوحےن کے مال کے پاس سے بھی نہ گذریں البتہ میدان جنگ میں اگر ہتھیار' گھوڑے ' غلام یا کنیز ہاتھ آجائیں ' تو انہیں غنیمت مینلے لیں_(15)

دشمن کو متفرق کرنے کی آخری کوشش
دونوں لشکر ایك دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے اس سے قبل کہ جنگ شروع ہو حضرت علی (ع) کو یہ موقع مل گیا کہ زبیر ان کے سامنے آگئے _ اگر چہ حضرت علی (ع) نے ان سے چند ہی جملے کہے جن کا ان کے دل پر ایسا گہرا اثر ہوا کہ دشمن کے سرداروں ، فوج کی تشکیل کا شیرازہ منتشر ہوگیا جس وقت حضرت علی (ع) نے گفتگو کے دوران زبیر کو رسول خدا (ص) کی حدیث سنائي اور کہا کہ اے زبیر کیا وہ دن یاد ہے جب کہ تو نے میری گردن میں اپنا ہاتھ حمایل کر رکھا تھا اور پیغمبر خدا (ص) نے یہ دیکھ کر تجھ سے پوچھا تھا کہ کیاتجھے علی سے بہت پیا ر ہے؟ اور تو نے جواب دیا تھا آخر کیوں نہ پیار کروں یہ میرا ماموں زاد بھائي ہی تو ہے اس کے بعد پیغمبرا کرم (ص) نے فرمایا تھا تو مستقبل قریب میں اس سے جنگ کرے گا درحالیکہ تو ستمگر ہوگا _ (16) زبیر نے جب یہ حدیث سنی تو کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" مجھے پورا واقعہ یاد آگیا میں آپ (ع) سے ہرگز جنگ نہ کروں گا اس کے بعد انہوں نے دیگر سرداران کی پر ہیجان اور وسوسہ انگیز باتوں کی جانب توجہ کئے بغیر میدان جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور "وادی اسباع"نالی مقام پر "عمروبن جرموز" کے ہاتھوں قتل ہوئے _ (17)
حضرت علی (ع) نے اس خیال سے کہ شاید طلحہ بھی جنگ سے باز رہیں اور نوبت خون ریزی کی نہ آئے ان سے بھی ملاقات کی اور فرمایا کہ وہ کون سا عامل تھا جس کے باعث تو نے شورش و سرکشی کی _ انہوں نے جواب دیا کہ عثمان کے خون کا بدلہ ، اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا : خدا اس شخص کو پہلے قتل کرے جو اس گناہ میں ملوث ہو _ پھر فرمایا : اچھا یہ بتا کہ عثمان کا قاتل کون ہے میں یا تو ؟ کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول خدا (ص) نے میرے بارے میں فرمایا تھا : خدایا تو اسے دوست رکھ جو علی (ع) کا دوست ہو اور اسے دشمن رکھ جو علی سے دشمنی کرے کیا تو ان لوگوں میں شامل نہ تھا جنہوں نے سب سے پہلے بیعت کي؟ طلحہ نے کہا میں توبہ واستغفار کرتاہوں اس کے بعد وہ بھی کسی کی پند و نصیحت کے بغیر میدان جنگ سے چلے گئے _ (18)
لیکن ان کا بھی وہی انجام ہوا جس سے زبیر دوچار ہوئے تھے_ مروان کیونکہ عائشےہ کے لشکر

میں تھا اوراس نے دیکھ لیا تھا کہ حضرت علی (ع) طلحہ کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہینتو اسے یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ بھی حضرت علی (ع) کی بصیرت افروز تقریر سے متاثر نہ ہوجائیں _ دوسری طرف مروان کا یہ گمان تھا کہ عثمان کے قتل کی سازش میں وہ بھی ملوث ہے چنانچہ اس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس وقت جب کہ ہنگامہ کا ر زار گرم تھا مروان نے طلحہ کی پشت پر تیر مارا اور انہیں زمین پر گرادیا (19)

فیصلہ کن جنگ
سرداران سپاہ کی اشتعال انگیز تقاریر پر تیس ہزار سے زیادہ افراد پر مشتمل مسلح لشکر کی تیاری ' بعض سرداران قبائل کے نام تحریر و زبانی پیغام رساني، مختلف شہروں کے لوگوں کی شورش و سرکشی میں شرکت ودعوت ، لشکر کشی کے ذریعے بصرہ پر قبضہ ، وہاں کے بعض مسلمانوں کا قتل اور ان کی شکنجہ کشی ایسے قرائن وشواہد ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مخالف سرداروں ، گورنروں کا کشت وخون کا مقصد امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت کو سرنگوں کرنے کے علاوہ کچھ نہ تھا ان حالات میں حضرت علی (ع) کے ہمدردانہ پند ونصایح اور صلح پسندانہ اقدامات کا ان کے دلوں پر اثر نہ ہونا فطری تھا اسی لئے انہوں نے پہلے تو حضرت علی (ع) کی لشکر کی جانب تیر اندازی کی اس کے بعد چند سپاہیوں کو قتل کرکے دائیں اور بائیں جانب سے حملہ شروع کردیا_
امیرالمومنین (ع) حضرت علی (ع) نے پرچمدار لشکر محمد حنفیہ کو حکم دیا کہ دشمن کی فوج کے قلب پر حملہ آور ہوں لیکن مسلسل تیر اندازی کے باعث انکی نظروں کے سامنے چونکہ اندھیرا سا چھاگیا تھا اسی لئے حملہ کرنے میں انہیں تردد ہوا اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ پیشقدمی کیوں نہیں کرتے ؟ محمد حنفیہ نے اس کی وجہ بتائي_
اس پر حضرت علی (ع) نے پرچم ان کے ہاتھ سے لے لیا اور خود ہی غرائے شیر کی مانند دشمن پر حملہ کردیا، حملہ کرنا تھا کہ دشمن کا لشکر اس طرح منتشر ہوگیا گویا تند و تیز ہوا کے جھونکے نے گرد وخاك

کو ادھر ادھر بکھیر دیا ہو _(20)
اس موقع پر "ازد بنی ناجیہ" اور" بنی ضبہ" جیسے عرب قبائل اونٹ کے گرد جمع ہوگئے جس پر لشکر کا کمانڈر سوار تھا اور بھڑکی ہوئي جنگ میں غیر معمولی فداکاری کا مظاہر کیا _
خلاف معمول عائشےہ کے لشکر کے ساتھ پرچم نہ تھا البتہ پرچم کی جگہ لشکر سے آگے آگے اونٹ (جمل) چل رہا تھا اور یہی گویا ان کا پرچم تھا (21)_ اور اسی سے ان کے سپاہیوں کی حوصلہ افزائي ہو رہی تھی اور جب تك یہ اونٹ اپنی جگہ قائم رہا دشمن نے خود میں کسی قسم کی کمزوری یا شکست محسوس نہ کی _
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے مالك اشتر کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے بائیں بازو پر حملہ آور ہوں اور انہوں نے جسے ہی میسرہ پر حملہ کیا لشکر دشمن کی صفیں یك لخت منتشر ہوگئیں اور انہوں نے اپنی عافیت راہ فرار میں سمجھي_
اب جو لشکر باقی رہ گیا تھا وہ حسب سابق "اونٹ" اوراس کے سوار کا دفاع وتحفظ کر رہا تھا _ فطری طور پر امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی سپاہ نے بھی اپنی پوری طاقت اسی حصہ پر لگادی تھی _ چنانچہ اس "اونٹ" کے گرد شدید خونی جنگ شروع ہوگئي _ (22)
سرگردنوں سے جدا ہو کر ، ہاتھ جسموں سے کٹ کٹ کر فضا میں بکھر رہے تھے نوك شمشیر مسلسل دشمن کے شکموں کو چاك کئے جارہی تھیں مگر اس کے باوجود عائشےہ کے سپاہی اس اونٹ "جمل" کی حفاظت آہنی فصیل کی مانند کر رہے تھے انہوں نے اس اونٹ کو اپنے حلقہ مےں لے رکھا تھا اور اس کا سختی سے دفاع کیا جارہا تھا_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے سمجھ لیا کہ جب تك یہ اونٹ اپنے پیروں پر کھڑا رہے گا جنگ کا خاتمہ نہ ہوگا اس پر آپ (ع) نے اپنے لشکر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دو کیونکہ جیسے ہی یہ اونٹ زمین پر گرے گا دشمن کا لشکر منتشر ہوجائے گا_ (23)
حضرت علی (ع) کے فرمان کے مطابق تلواریں بلند ہوئیں او ہر طرف سے تیروں کی بارش جمل کی

جانب ہوگئي یہاں تك کہ تیروں کے پھل اس اونٹ کے پورے بدن میں اتر گئے_
جن لوگوں نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھوں میں سنبھال رکھی تھی وہ یکے بعد دیگرے زمین پر گرنے لگے ان میں سب سے پہلے گرنے والا بصرہ کا مشہور و معروف قاضی "کعب بن سور" تھا اس نے قرآن مجید اپنی گردن میں حمایل کر رکھا تھا اس کے ایك ہاتھ میں عصا اور دوسرے میں اونٹ کی مہار اس کے بعد قریش نے پیش قدمی کی اور انہوں نے بھی مہار کو اپنے ہاتھ میں تھاما یہاں تك کہ ستر افراد نے یکے بعد دیگرے دفاع کی خاطر جان دے دی ، قریش کے بعد بنی ناجیہ، بنی ضبہ اور ازد قبائل کے لوگوں نے بالترتیب اس کے مہار کو سنبھالا لیکن وہ بھی قتل ہوئے مختصر یہ کہ بقول زبیر جس نے بھی اس اونٹ کی مہار کو تھاما وہ فوراً ہی مارا گیا _(24)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ان گروہوں کے ہمراہ نخعی اور ہمدانی قبائل کے حامی و طرفدار تھے مرکزی نقطے کی جانب شدت سے حملہ کرکے دشمن کو منتشر و متفرق کردیا اور بجیر نخعی سے فرمایا کہ اس وقت یہ اونٹ تمہارے دست اختیار میں ہے اس کی ٹانگوں کی رگیں کاٹ دو ، بجیر نے شمشیر سے اس پر حملہ کیا اونٹ زور سے چیخا اور زمین پر گر پڑا جب وہ زمین پر گر گیا تو باقی لشکر بھی فرار ہوگیا_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے سپاہیوں نے آپ (ع) کے حکم سے عائشےہ کے کجاوہ کو ايك طرف منتقل کیا پہلے تو اس اونٹ کو مار کر جلایا اور پھر اس کی راکھ کو فضا میں منتشر کردیا_
حضرت علی (ع) نے اپنے اس حکم کے ثبوت نیز اس کی تائید میں کتاب خدا سے استشہاد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو یہ اونٹ بنی اسرائیل کے بچھڑے کی طرح منحوس و فتنہ انگیز حیوان تھا اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت کی جو حضرت موسی (ع) نے سامری سے خطاب کرتے ہوئے پڑھی تھی _
اپنے اس خدا کو دیکھو جس کی تم پرستش کرتے ہو کہ ہم اسے کس طرح جلاتے ہیں اور پھر اس کی راکھ کو دریا میں بہادیں گے _ (25)

اور اس طرح جنگ جمل تمام ہوئي ، حضرت علی (ع) کی حکومت کو ابھی چھ ماہ کا عرصہ بھی نہیں گزر ا تھا کہ یہ جنگ آپ پر مسلط کردی گئي اور ماہ جمادی الاخر سنہ 36 ھ میں " ناکثین" کی مکمل شکست پر اس کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا اور جانبین کا کثیر جانی و مالی نقصان ہوا _

عام معافي
دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد حضرت علي(ع) نے حکم دیا کہ جنگ سے قبل جو حکم دیا گیا تھا اسے سپاہیوں کے سامنے دوبارہ پڑھا جائے _
اس کے ساتھ ہی اعلان کیا گیا کہ کسی ایسی عورت سے جس کا شوہر جنگ میں مارا گیا ہے فورا نکاح نہ کیا جائے بلکہ اسے موقع دیا جائے کہ عرصہ عدت کو پورا کرے _ (26)
عائشےہ کے سلسلہ میں بالخصوص محمد بن ابی بکر کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی بہن کے پاس جائیں اور ان کی دلجوئي کریں اگر ان کو تیر لگا ہو یا جسم پر زخم آیا ہو تو اس کا علاج کر دیا جائے محمد کے جانے کے بعد حضرت علی (ع) بذات خود عا یشہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور عصا سے عا یشہ کے کجادہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حمیرا کیا رسول خدا(ص) نے تمہیں یہی کرنے کا حکم دیا تھا ؟ کیا آنحضرت نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تم اپنے گھر مےں بیٹھنا خدا کی قسم جو تمہیں گھر سے نکال کر باہر لائے ہیں انہوں نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا انہوں نے اپنی خواتین کو پس پردہ بٹھا دیا اور تمہیں وہ میدان جنگ میں لے آئے _
اس کے بعد آپ(ع) نے ان کے بھائي کو حکم دیا کہ وہ عا یشہ کو حرث بن ابی طلحہ کی بیٹی صفیہؓ کے پاس لے جائےں جہاں چند روز آرام کریں جب حالات معمول پر آگئے تو حضرت علي(ع) نے عبداللہ بن عباس کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ عا یشہ کے پاس جائیں اور انہیں مدینہ واپس چلنے کے لئے آمادہ کریں _
عائشےہ نے اگرچہ شروع میں تو چلنے سے انکار کیا مگر جب ابن عباس نے ان سے بار بار کہا اور

انہیں یہ بتایا کہ حضرت علي(ع) نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ کو مدینہ لے جایا جائے تو مجبورا وہ تیار ہو گئیں_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے عا یشہ کے سفر کی تیاری شروع کی اور انہیں انکے بھائي عبدالرحمن ' تیس سپاہیوں اور قبیلہ القیس و ہمدان کی بیس عورتوں کی نگرانی میں مدینہ کی جانب روانہ کی ان سب نے عائشےہ کی انتہائي خدمت کی اور ان کے ساتھ پورے اعزاز و احترام کا سلوك کیا (27) یہاں یہ بات بھی قابل توجہ و ذکر ہے کہ حضرت علي(ع) نے عائشےہ کی پوری حفاظت اس بنا پر کی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انھیں کہیں راستے مےں کوئي گزند پہنچے حضرت علي(ع) کی جانب سے عا یشہ کے تحفظ کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زوجہ مطہرہ رسول(ص) کے مرتبہ کا پاس کر کے ان کا مقصد مقام رسالت کا احترام کیا جائے اس کے علاوہ حضرت علی (ع) کو یہ خدشہ تھا کہ اگر عائشےہ کا قتل ہو گیا تو کہیں ایسا فتنہ بپانہ ہو جائے جو عثمان کے قتل کی وجہ سے رونما ہوا تھا چنانچہ عمر و عاص نے جنگ کے بعد عائشےہ سے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کہا تھا کہ : اے کاش تم جنگ میں قتل کر دی گئي ہوتیں عا یشہ نے اس کا مطلب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ اگر تم ماری جاتیں تو جنت میں جاتیں اور ہم اس مسئلے کو حضرت علی (ع) کے خلاف حملہ کرنے کا اہم ترین بہانہ بنالیتے (28) _

سوالات

1 _ " ناکثین" کی شورش کے بارے مےں اطلاع حاصل کرنے سے قبل حضرت علی (ع) کس شخص سے جنگ کرنے کیلئے تیار تھے اور آپ نے اپنا ارادہ کیوں بدل دیا ؟

2 _ حضرت علي(ع) نے کس منزل پر اور کن افراد کو کوفہ کی جانب روانہ کیا وہاں انھیں کیسے کامیابی حاصل ہوئي؟

3 _ کشت و خون روکنے کیلئے حضرت علی (ع) نے کیا اقدامات کئے ؟ انکی تین مثالیں بیان کیجئے _

4 _ فیصلہ کن جنگ کس طرح شروع ہوئي عا یشہ کے تحفظ و دفاع میں کون سے قبائل پیش پیش اور سرگرم عمل تھے ؟

5 _ جنگ کے بعد جو افراد باقی رہ گئے تھے انکے ساتھ حضرت علي(ع) بالخصوص عا یشہ کے ساتھ کیا سلوك رہا ؟

6 _ جنگ جمل میں کس جگہ کو مرکزیت حاصل تھی اور حضرت علي(ع) نے اس کی کس طرح سرکوبی کی ؟

7_ حضرت علي(ع) نے عا یشہ کی حفاظت کے لئے کیوں اس قدر اہتمام کیا ؟

حوالہ جات

واللہ لا اکون کالضبع تنام علی طول اللّارم حتی یصل الیہا طالبہا و یختلہا راصدہا ولکننی اضرب بالمقبل الی الحق المدبر عنہ و باالسامع المطیع العاصی المریب ابدا حتی یاتی علی یؤمی ...

1_ شرح ابن ابی الحدید ج 233/2 ، ارشاد مفید 131_

2_ الجمل للمفید /129 الامامة السیاسة ج 1/ 53 میں سہل کی بجائے قسم بن عباس کا ذکر ملتا ہے_

3_ یہ جگہ ذات عرق کے قریب حجاز ومدینہ کے درمیان تین روزہ راہ کی دوری پر واقع ہے (معجم البلدان ج 24/3 مروج الذہب ج 2/ 359 _ 358

4_ مروج الذہب ج 2/ 359_ 358

5_ کامل ابن اثیر ج 3/ 226 ، تاریخ طبری ج 4/ 480 ،تاریخ یعقوبی ج 2/ 182 ، شرح ابن ابی الحدید ج 9/ 321_

6_ الجمل للمفید /130 _ شرح ابن ابی الحدید ج 14/ 9

7_ تاریخ طبری ج 4/ 478 ، 477 ، کامل ابن اثیر ج 3/ 277 ، شرح ابن ابی الحدید ج 14/ 9

8_ ملاحظہ ہو مروج الذہب ج 2/ 359 ، والجمل / 138، طبری ج 4/ 500 اور ابن ابی الحدید نے ج 14 /21 پر ابی الطفیل سے نقل کیا ہے کہ اس سے قبل کہ سپاہ کوفہ پہنچے حضرت علی (ع) نے پیشن گوئي کردی تھی کہ کوفہ سے ایك ہزار ایك سپاہی آئیں گے اور ایسا ہی ہوا _ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے انہیں گنا ان میں سے نہ کم تھا نہ ایك زیادہ_

9_ مروج الذہب ج 2/ 361 _ 359 کا خلاصہ

10_ مروج الذہب ج 2/ 361 "اللہم ان ہؤلاء القوم قد خلعوا طاعتی بغوا علی ونکثوا بیعتی اللہم احقن دماء المسلمین "_

11_ الجمل للمفید / 167

12_ مروج الذہب ج 2/ 361 ، الجمل للمفید /181 تاریخ طبری ج 4/ 509 _511

13_ مروج الذہب ج 2/ 362

14_ الجمل للمفید / 182 ، شرح ابن ابی الحدید ج 11/9 ، تاریخ یعقوبی ج 2/ 182 ، لیکن تاریخ یعقوبی اورشرح ابن ابی الحدید مینمقتول کو عبداللہ کا بھائي تحریر کیا گیا ہے _

15 _ شرح ابن ابی الحدید ج 9 /111

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

16_ مروج الذہب ج 2/ 262 _ الجمل للمفيد /182

17_ اماانك ستحاربہ و انت ظالم لہ

18_ مروج الذہب ج 2/ 363 زبیر کے سلسلے میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ وہ بھی دوسروں کی طرح حضرت علی (ع) کے ساتھ آخری لمحہ تك جنگ کرتے رہے لیکن جب اصحاب جمل کو شکست و ہزیمت ہوئي تو انہوں نے بھی راہ فرار اختیار کی جس وقت وہ فرار کررہے تھے تو اچانك جرموزے نے انہیں غافل پاکر قتل کردیا (سیرۃ الائمہ اثنی عشر ج 1/ 455) ان اقوال کے علاوہ یہ قول بھی ہے کہ جب زبیر نے کنارہ کشی کا فیصلہ کرلیا تو ان کے فرزند عبداللہ نے ان پر یہ الزام لگایا کہ وہ جنگ سے خوف زدہ ہوگئے ہیں اور انہیں قسم یاد لائي اور کفارہ دینے کو کہا زبیر نے اپنے غلام کو آزاد کرکے کفارہ ادا کیا اور بیٹے نے جو الزام لگایا تھا اسے دور کرنے کے لئے انہوں نے تلوار اٹھائي اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی لشکر پر حملہ آور ہوگئے ملاحظہ ہو تاریخ الفداء ج 1/ 174 _ 173

20_ مروج الذہب ج 364/2 تاریخ یعقوبی ج 2/ 182 ، انساب الاشراف ج 2/ 248 ، الجمل للمفید / 204 شرح ابن ابی الحدید ج 9/ 113

21_ مروج الذہب ج 2/ 366 ، الجمل للمفید / 183 ، تاریخ طبری ج 4/ 514 ، سیرۃ الائمہ اثنی عشر ج 1/ 457 ، شرح ابن ابی الحدید ج 1/ 257

22_ تاریخ ابن اعثم / 176 و شرح ابن ابی الحدید _

23_ شرح ابن ابی الحدید ج / 258

24 _ اعقروا الجمل فانہ ان عقر تفرقوا (تاریخ طبری ج4 / 519) _

25 _ تاریخ طبری ج / 4/ 519 ' اسد الغابہ 3 / 308 ' شرح ابن ابی الحدید ج1 / 265 _

164

26 _ سورہ طہ آیہ 96 ملاحظہ ہو شرح ابن ابی الحدید ج1 / 266 _

27 _ اس حکم کے جاری کرنے سے حضرت علي(ع) کا مقصد یہ تھا کہ دشمن کے افراد کے ساتھ وہی سلوك کیا جائے جو مسلمانوں کے ساتھ روا کھا جاتا ہے ان کے ساتھ کفار کا _ سا برتاؤ نہ کیا جائے _

28 _ ملاحظہ ہو کامل ابن اثیر ج3 / 258 ' خ 255 ' تاریخ طبری ج 4 / 44،5 53،4

2 9 _ شرح ابن ابی الحدید ج6 / 322 _

165

آٹھواں سبق

خلافت ظاہری سے شہادت تك (4)

حضرت علي(ع) کی بصرہ میں آمد

جنگ جمل کے ناخوشگوار نتائج

کوفہ ، دارالحکومت

کوفہ پہنچنے پر علي(ع) کے اقدامات

قاسطین

معاویہ کی تخریب کاري

امام علي(ع) کا نمایندہ معاویہ کی جانب

سرکشی کے اسباب

مشہور و معروف اشخاص کو اپنانا

سوالات

حوالہ جات

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خلافت ظاہری سے شہادت تك 4
حضرت علي(ع) کی بصرہ کی آمد

جنگ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت علي(ع) نے تین روز تك معرکہ گاہ پر قیام فرمایا متقولین کی نماز جنازہ پڑھائي حکم دیا کہ دشمن کے مقتولین کو جمع کر کے انھیں دفن کیا جائے شہداء کو حضرت علی (ع) کے فرمان کے مطابق ان کے لباس میں ہی دفن کیا گیا (1) جسموں سے جو اعضاء الگ ہو گئے تھے انھیں یك جا ایك بڑی قبر مےں دفن کیاگیا _
مال غنیمت کو (سوائے اس اسلحہ کے جس پر مہر خلافت ثبت تھی) سپاہ میں مساوی تقسیم کیا خود بھی ایك حصہ اس مےں سے لیا باقی مال جو جنگ مےں ہاتھ آیا تھا اور اس کا شمار مال غنیمت مےں نہےں ہوتا تھا مسجد مےں لے جایا گیا تاکہ ان کے مالك یا وارثین کی تحویل میں دے دیا جائے _ (2)
بصرہ پہنچنے کے بعد حضرت علی (ع) سیدھے مسجد مےں تشریف لے گئے جہاں آپ نے مفصل تقریر کی اہل بصرہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ان کی سرزنش کی اور فرمایا کہ اے کاہل لوگو اے وعدہ خلاف انسانوں تم نے تین مرتبہ اپنوں سے ہی خیانت کی اور چوتھی مرتبہ تم نے خدا پر اتہام لگایا تم نے پیروی بھی کی تو ایك عورت اور بے زبان جانور کی تم نے اس کی ایك آواز پر غوغا و فتنہ بپا کردیا اور جب اس حیوان کے پیروں کی رگیں کاٹ دی گئیں تو تم بھاگ نکلے اخلاقی اعتبار سے تم پست ہو تمہارے اعمال منافقانہ ہیں اور تمہارا دین و آئین باطل اور تفرقہ اندازی ہے_(3)
اس کے بعد تمام افراد حتی مجروحین نے بھی آپ کے دست مبارك پر بیعت کي_ حضرت علی (ع)

نے ابن عباس کو بصرہ کی صوبہ داری اور زیاد کو امور مالی وخراج کی وصول یابی کے عہدوں پر مقررومامور فرمایا _ (4)
اس کے بعد حضرت علی (ع) خزانہ بیت المال تشریف لے گئے جس وقت آپ کی نظر مبارك سونے اور چاندی پڑی تو آپ (ع) نے فرمایا کہ :یا صفرا ء یا بیضا غریا غیري(اے زرد سونے اور سفید چاندی کے سکو تم اپنی یہ دلربائي کسی اور کو دکھانا کسی اور کو تم اپنے دام فریب میں لانا اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جو مال موجود ہے اس کو پانچ سو اعداد میں تقسیم کریں جس وقت سکوں کا شمار کیا گیا تو انکی تعداد کم و بیش ساٹھ لاکھہ درہم تھی چنانچہ آپ کے ساتھیوں میں سے ہرشخص کے حصے میں پانچ سو سکے آئے _ اسی وقت وہاں ایك شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا _ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین (ع) مجھے بھی کچھ عطا فرمایئے اگر چہ میں کسی وجہ سے جنگ میں شرکت نہ کرسکا لیکن میری نیك خواہشات آپ کے ساتھ تھیں _ حضرت علی (ع) نے اپنا حصہ اسے دیدیا_ (5)

جنگ جمل کے ناخوشگوار نتائج
جنگ جمل کے جو اثرات و نتائج رونما ہوئے وہ نہایت ہی ناخواشگوار تھے ان میں سے بعض کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں _
1_ اس جنگ میں دس ہزار سے زیادہ مسلمان قتل ہوئے _(6) درحقیقت یہ افراد "ناکثین" کے حسد اور ان کے جذبہ جاہ طلبی پر قربان ہوئے _ مورخین نے لکھا ہے کہ دو لشکروں کے اتنے سپاہی زمین پر گرے کہ اگر ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے جاتے تو گھوڑوں کے سم ان کی لاشوں کے علاوہ کسی اور چیز نہ پڑتے _ لاشوں کے یہ انبار اس عظےم جنگ کا حاصل و ثمرہ تھا جو جمل کے نام سے مشہور ہوئي اس سے قبل بھی بیان کیاجاچکا ہے کہ بیشتر افراد ناکثین کے ہاتھوں ہی مارے گئے_

مقتولین کی اس کثیر تعداد نے بہت سی اقتصادی مشکلات نیز جسمانی و نفسیاتی دشواریاں مسلمانوں کے لئے پیدا کردیں_
2_ اس جنگ کے بعد مسلمانوں میں سے جذبہ اخوت و برادری قطعی مفقود ہوگیا اور امت مسلمہ پر فتنہ وفساد کے دروازے کھل گئے اور جنگ صفین بھڑك اٹھی در حقیقت یہ دو جنگیں اس مضبوط رسی سے بندھی ہوئي تھیں جس کا پہلا سرا بصرہ میں تھا اور دوسرا صفین میں اگرچہ عائشےہ کی عثمان سے قرابت داری نہ تھی لیکن جنگ جمل نے معاویہ کے لئے اس بناپر شورش وسرکشی کا راستہ ہموار کردیا کہ وہ خاندان امیہ کے فرد اور عثمان کے رشتہ دار تھے چنانچہ اس

جنگ کے باعث معاویہ کے لئے یہ بہانہ پیدا ہوگیا کہ اس نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف جنگ و جدل کرنے کے علاوہ خلافت کوا پنے خاندان میں منتقل کردیا درحالیکہ یہ مقتول خلیفہ کا ہی خاندان تھا اور یہیں سے خلافت نے موروثی شکل اختیار کرلی _

3_جنگ جمل کے ضرر رسان نتائج جنگ صفین کے بعد بھی باقی رہے اور جنگ نہروان درحقیقت دو پہلی جنگوں (جنگ جمل و جنگ صفین) کا ہی نتیجہ تھی کیونکہ ان دو جنگوں کے باعث بعض تنگ نظر اور کوتاہ فکر لوگوں کے دلوں میں بدگمانی کے جذبات ابھرنے لگے _ چنانچہ عملی طور پر وہ تشویش و اضطراب اور حالت تردد کا شکار ہو کر رہ گئے نیز معاشرے کی طرف سے وہ ایسے بدبین و بدظن ہوئے کہ ہر شخص دوسرے کو عداوت و دشمنی کی نگاہ سے دیکھنے لگے_

بعض وہ لوگ جو "خوارج " کہلائے اس رائے کے حامی و طرفدار تھے کہ چونکہ "ناکثین" کے سرداروں نے اپنے پیشوا یعنی حضرت علی (ع) کے خلاف شورش و سرکشی کی ہے اس لئے ان کا شمار کفار میں ہے اس کے بعد ان کے دلوں میں یہ گمان پیدا ہوگیا کہ حضرت علی (ع) نے چونکہ اپنی حکومت کے استحکام کی خاطر یہ جنگ کی اس لئے وہ بھی آئین دین اسلام سے خارج ہوگئے_

بعض لوگوں کی یہ رائے تھی کہ جنگ جمل میں اگر چہ حضرت علی (ع) حق بجانب تھے لیکن آپ (ع) نے چونکہ اہل بصرہ کی تمام دولت کو بطور مال غنیمت جمع نہیں کیا اور ان کی عورتوں کو قید نہیں کیا اسی

لئے یہ آپ سے غلطی سرزد ہوئي چنانچہ اسی بناپر وہ آپ (ع) کو ناشایستہ الفاظ سے یاد کرنے لگے_

انہیں میں سے تیسرا گروہ ایسا بھی تھا جو ان دونوں گروہوں کو کافر سمجھتا تھا اور اس کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے _ (7)

کوفہ دارالحکومت

جنگ جمل کے مسائل اور بصرہ کی حکومت کے معاملات حل و منظم کرنے کے بعد حضرت علی (ع) نے مدینہ اور بصرہ کے لوگوں کو خطوط لکھے جن میں آپ (ع) نے جنگ جمل کے واقعات مختصر طور پر بیان کئے وہ خط جو اہل کوفہ کو لکھا تھا اس میں آپ (ع) نے مزید یہ بھی مرقوم فرمایا تھا کہ میں جلدی ہی کوفہ کی جانب آؤنگا (8) اس ارادہ کے تحت آپ (ع) جنگ جمل کے ايك یا دو ماہ بعد بصرہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے_

بصرہ کے بعض سربرآوردہ لوگ بھی حضرت علی (ع) کے ہمرکاب تھے کوفہ کے لوگ بالخصوص قاریان قرآن حضرت علی (ع) کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکل آئے او رآپ (ع) کے حق میں انہوں نے دعائے خیر کی _

حضرت علی (ع) بتاریخ 12 رجب سنہ 36 ھ میں اس مقام پر فروکش ہوئے جو "رحبہ(9)" کے نام سے مشہور تھا وہاں سے آپ سیدھے جامع مسجد تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے دو رکعت نماز ادا کی _ (10)

کوفہ کے واقعات بیان کرنے سے قبل یہاں لازم ہے کہ ہم ان اسباب و علل کا جائزہ لیں جن کے باعث کوفہ کو اسلامی حکومت کا مرکز قرار دیا _

کوفہ کو اسلامی حکومت کا مرکز قرار دیئے جانے کے سلسلے میں مورخین نے بہت سے اسباب وعلل بیان کئے ہیں _ ان میں ايك وجہ یہ تھی کہ مالك اشتر او کوفہ کے دیگر سربرآوردہ لوگوں کا یہ اصرار تھا کہ اس شہر کو اسلامی حکومت کا مرکز بنایا جائے دوسری وجہ یہ تھی کہ جنگ جمل کے بعد بعض

لوگ فرار کرکے کوفہ کی جانب چلے آئے تھے اور اس بناء پر حضرت علی (ع) نے مجبوراً فیصلہ کیا کہ ان کے فتنے کی سرکوبی کے لئے کوفہ کی جانب روانہ ہوں _(11)

لیکن جب ہم ان حوادث اور مسائل کا جائزہ لیتے ہیں جو امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے سامنے اس وقت موجود تھے جب آپ (ع) نے زمام حکومت سنبھالی تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ وہ دیگر مسائل تھے جو حضرت علی (ع) کے لئے مرکز حکومت منتقل کرنے کے محرك ہوئے_

اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ "فتنہ ناکثین" سے قبل حضرت علی (ع) کا خیال تھا کہ ایسی عسکری طاقت منظم ہوجائے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جس کے ذریعے معاویہ کا مقابلہ کیاجاسکے مگر ناکثین کی شورش نے اس معاملے میں تاخیر پیدا کردی چنانچہ فطری طور پر معاویہ نے اس معاملے کو غنیمت جانا اور اس نے حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف جنگ کرنے کی غرض سے کافی فوجی طاقت نیز اور دیگر وسائل فراہم کرلیئے_ معاویہ نے شام کے لوگوں کو مطیع و فرمانبردار کرنے کے علاوہ اس نے عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے بہانے سے لوگوں کے جذبات مشتعل کئے چنانچہ عراق کی جانب جو خطوط بھیجے اور جن صاحب اثر و رسوخ افراد کو روانہ کیا ان کا اصلی سبب یہ تھا کہ سرداران قبائل اور فرمانداران لشکر کو وہ اپنی جانب متوجہ کرلے_

معاویہ جانتا تھا کہ فتوحات اور اسلامی قلمرو کے وسعت پذیر ہونے کے باعث شام کوفہ و بصرہ تین اہم مرکز بن گئے ہیں اور حجاز فوجی طاقت کے اعتبار سے خاصا دور ہوگیاہے_

یمن میں بھی قابل توجہ و اعتنا عسکری طاقت موجود نہ تھی چنانچہ جس وقت "بسر بن ارطاۃ"نے اس منطقے میں شورش و سرکشی کی تو حضرت علی (ع) کا کارپرداز اس کے مقابل اپنا دفاع نہ کرسکا اور یا یہ کہ جنگ جمل میں تقریبا سات سو افراد ہی حضرت علی (ع) کی مدد کےلئے ربذہ پہنچے اور اسی لئے حضرت علی (ع) نے "ذی قار" میں توقف فرمایا تاکہ لشکر کوفہ وہاں آجائے_

یہی وہ مسائل تھے جو حضرت علی (ع) کی تیز بین و دور اندیش نظروں سے پنہاں نہ رہ سکے آپ (ع) کو علم تھا معاویہ نے شام میں اس موقع سے فایدہ اٹھایا ہے _ چنانچہ عسکری طاقت کے علاوہ اس

نے دیگر وسائل جنگ بھی فراہم کرلئے ہیں اس بنا پر حضرت علی (ع) کے لئے ضروری تھا کہ وہ بھی عظےم مسلح لشکر تیار کریں تاکہ معاویہ سے نبرد آزمائي کی جاسکے اس کے علاوہ یہ بھی ضروری تھا کہ دشمن کی نگرانی نزدیك سے کی جائے کیونکہ اس سے کسی وقت بھی زور آزمائي ہوسکتی ہے_

ان دو مقاصد کے پیش نظر بصرہ اور کوفہ میں سے کسی ایك شہر منتخب کیا جاسکتا تھا_ اب بصرہ بھی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں زیادہ دن تك قیام کیاجاسکے کیونکہ فتنہ جمل کی آگ سرد کرنے کے لئے وہاں بہت زیادہ خون بہایا گیا تھا اور جنگ کے بعد جو لوگ زندہ رہ گئے تھے انکے دلوں میں حضرت علی (ع) کی حکومت کیلئے جوش وخروش نہیں تھا_ بلکہ وہ ایك اعتبار سے پست ہمت و کم حوصلہ ہوچکے تھے اسی بناپر وہ حضرت علی (ع) کے لئے بھی قابل اعتماد نہ تھے _ چنانچہ ان وجوہات کی بناء پر بہترین اور مناسب ترین شہر کوفہ ہوسکتا تھا _

چنانچہ معاویہ کی طرف سے جب تك خطرے کا امکان ہوسکتا تھا اس وقت تك حکومت کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کوفہ میں ہی تشریف فرما رہیں _

کوفہ پہنچنے پر علی (ع) کے اقدامات

کوفہ پہنچنے کے بعد حضرت علی (ع) سہر کی مسجد میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اس موقع پر آپ نے اہل کوفہ کی قدر کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائي کی کہ انہوں نے آپ (ع) کی دعوت کو قبول کیا _ اپنے خطبے میں آپ نے ہوا وہوس نیز لمبی لمبی آرزوں سے گریز کرنے کی ہدایت فرمائي اور ان لوگوں کو تنبیہہ کی جو آپ (ع) کی مدد کرنے سے روگردان ہوگئے تھے_

اس کے بعد آپ نے "جعدہ بن غبیرہ " مخزومی کے مکان پر قیام فرمایا _(13) بتاریخ 16 رجب بروز جمعہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے جہاں پہلی مرتبہ آپ نے نماز جمعہ کی امامت فرمائي _ (14)

اس کے بعد آپ نے امور حکومت کی جانب توجہ فرمائي ، اپنے اقدامات میں حاکم آذربائیجان "اشعث بن قیس" اور ہمدان کے عامل و کار پرداز "جریر ابن عبداللہ" کو انکے مناصب سے برطرف کیا جو کہ عثمان کے مقرر کردہ والیان حکومت تھے ان دونوں کو اپنے پاس (15) بلایا ،ا پنے دیگر کار پردازوں کو مختلف مناطق کی جانب روانہ کیا چنانچہ "یزید ابن قیس " کو حکومت مدائن ، "مخنف بن سلیم" کو حکومت اصفہان و ہمدان اور مالك اشتر کو موصل کی منصب داری عطا کی _ (16)

قاسطین

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ناکثین کا فتنہ دب جانے کے بعد ایسے ناہنجار حالات پیدا ہونے لگے کہ جن میں خالص نسلی اور قبائلی محرکات کارفرماتھے _ اب اس اسلامی فکر کو پیش کرنے کی کوشش کی جانے لگی جس میں سے روح تو مفقود ہوچکی تھی بس ظاہری خول باقی رہ گیا تھا _ اب اسلام کی قدرت کو بچانے کیلئے خلیفہ مسلمین کی روز افزوں طاقت مسئلہ تھی اس لئے حضرت علی (ع) کی حکومت کے راستے میں جو دوسرا خطرہ تھا وہ "قاسطین" کا وجودتھا قاسطین کا مجمع در حقیقت ان عاملین اور جماعتوں کی منظم شکل تھی جنہیں حضرت علی (ع) کی حکومت سے کسی نہ کسی طرح گزند پہنچی تھی اور انہیں یہ خطرہ لاحق تھا کہ اگر حضرت علی (ع) کی حکومت بر سر اقتدار رہی تو وہ اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں گے_

ان تمام گروہوں اور جماعتوں کا سربراہ معاویہ تھا _ اس نے اپنے سیاسی و اجتماعی موقف کی بناپر اپنے گرد بہت سے پیروکار جمع کرلئے تھے_

معاویہ ابن ابی سفیان نے فتح مکہ کے بعد دین اسلام قبول کیا تھا وہ ان افراد میں شامل تھا جو جنگ کے دوران مسلمانوں کی حراست میں آگئے تھے اور جنہیں پیغمبر اکرم (ص) نے یہ فرمایا کر آزاد کردیا تھا جاؤ تم سب آزاد ہو _ (17) سنہ 12ھ میں جس وقت ابوبکر نے "یزید ابن ابی سفیان" کی

قیادت و فرمانداری میں رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا تھا ، تو معاویہ پرچمدار کی حیثیت سے لشکر شام کے ہمراہ تھا جب اس کے بھائي کا انتقال ہوگیا تو خلیفہ وقت نے اسے سپاہ کا فرماندار مقرر کردیا_ عثمان کے دور خلافت میں بہت سے نئے علاقے اسلامی حکومت کی قلمرو میں شامل ہوئے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ معاویہ انیس سال تك خاطر جمعی کے ساتھ شام پر حکومت کرتا رہا_

جس وقت حضرت علی (ع) نے زمام حکومت سنبھالی تو معاویہ نے آپ (ع) کا فرمان قبول کرنے سے روگردانی کی اور عثمان کے خون کا بدلہ لینے کو بہانہ بناکر حضرت علی (ع) سے برسر پیکار ہوگیا اورجنگ صفین کیلئے راہ ہموار کی ، آخری لمحات میں جب کہ حضرت علی (ع) کے لشکر کی فتح و پیروزی یقینی تھی ، اس نے عمرو عاص کی نیرنگی سے قرآن مجید کو نیزوں کی نوك پر اٹھالیا اور حضرت علی (ع) کو حکمیت قرآن کی جانب آنے کی دعوت دی اور اس طرح اس نے کوفہ کے سادہ لوح سپاہیوں کو تقدس نمائي سے اپنا گرویدہ کرلیا _ یہاں تك کہ انہوں نے حضرت علی (ع) کو مجبور کیا کہ وہ جنگ کرنے سے باز رہیں _

قرآن مجید کی "حکمیت" کا فائدہ بھی معاویہ کو ہی ہوا (اس کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی) چنانچہ پہلی مرتبہ اس کا نام لوگوں کی زبانوں پر خلیفہ کی حیثیت سے آنے لگا اور سنہ 40 ھ میں جب حضرت علی (ع) کو شہید کردیا گیا تو خلیفہ بن کر ہی مسند خلافت پر آیا اور اس نے انیس سال سے زیادہ مسلمانوں پر حکومت کی اور بالآخر ماہ رجب میں اس کا انتقال ہوا_

معاویہ کی تخریب کاري

امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف معاویہ نے جس قدر مخالفت و تخریب کاری کی اس کی طرح اندازی عمرو عاص کرتا تھا جیسے ہی یہ اطلاع ملی کہ لوگ حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کر رہے ہیں تو اس نے درج ذیل مضمون پر مشتمل خط زبیر کو لکھا:

"معاویہ کی جانب سے بندہ خدا زبیر کی خدمت میں عرض ہے کہ اے امیرالمومنین میں نے شام کے لوگوں سے کہا کہ وہ آپ کے لئے میرے ہاتھ پر بیعت کریں انہوننے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے وہ سب متفقہ طور پر آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں انہوں نے ہی مجھ پر دباؤ ڈالا کہ آپ کے حق میں ، میں ان سے بیعت لوں ، آپ کوفہ و بصرہ کی حفاظت کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دو شہر علی بن ابی طالب (ع) کے ہاتھ لگ جائیں کیونکہ ان دو شہروں پر قبضہ دیگر سرزمینوں کو حاصل کرنے کے لئے خاص اہمیت کا حامل ہے _ آپ کے بعد میں نے طلحہ کے حق میں بھی لوگوں سے بیعت لے لی ہے اب آپ یہ کہہ کر شورش و سرکشی کریں کہ عثمان کے خون کا بدلہ لینا ہے اور لوگوں کو بھی اسی عنوان سے دعوت دیجئے اس مقصد کی برآوری کے لئے پوری متانت و سنجیدگی اور سرعت عمل سے کام لیجئے _(18)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

معاویہ نے اپنی جدو جہد کا آغاز اسی روش سے کیا اگر چہ کسی بھی تاریخ کی کتاب میں یہ واقعہ نہیں ملتا کہ انہوں نے شام میں زبیر کی حق میں بیعت لی ہو _

امام علی (ع) کا نمایندہ معاویہ کی جانب
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے معاویہ کیساتھ جنگ کرنے سے قبل اتمام حجت کی غرض سے "جریر ابن عبداللہ" کو خط دیکر روانہ کیا (19) اور اس سے بیعت کا مطالبہ کرتے ہوئے طلحہ اور زبیر کی عہد شکنی کا بھی ذکرکیا ، خط کے آخر میں آپ(ع) نے مزید تحریر فرمایا کہ اگر تمہارا خودکو بلاؤں میں گرفتار کرنا مقصد ہے تم سے جنگ کروں گا تم ان آزاد شدہ لوگوں میں سے ہو جن میں نہ تو خلافت کی اہلیت وشایستگی ہے او رنہ ہی امور خلافت میں انکو مشیر بنایا جاسکتا ہے _(20) جب جریر نے خط معاویہ کو دیا وہ اس خط کو پڑھ کر حیرت زدہ رہ گیا اور جریر سے کہا کہ میرے جواب کا انتظار کرو اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی غرض سے عمرو عاص کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اگر اس مشکل کا حل نکال لو تو مصر کی حکومت میں تمہارے حوالے کردوں گا _ معاویہ نے ان کی تجویز پر

شام کے سربرآوردہ لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور ان کے سامنے مفصل تقریر کی اس نے اہل شام کی تحسین و قدر دانی کرتے ہوئے ان کے جذبات کو عثمان کے خون کا بدلہ لینے کیلئے مشتعل کیا اور حاضرین جلسہ کی اس بارے میں رائے جاننا چاہي، اس بات پر حاضرین اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اپنی آمادگی و رضامندی کا اظہار کیا چنانچہ اس غرض کے تحت انہوں نے معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ وعدہ کیا کہ جب تك دم میں دم ہے ، وہ اس عہد پر قائم رہیں گے اور اپنا مال تك اس راہ میں قربان کردیں گے _
جریر نے جب یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تو وہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے پاس واپس آگئے اور تمام واقعات آپ کے سامنے بیان کئے اور کہا کہ شام کے لوگوں نے معاویہ کے ساتھ گریہ و زاری بھی کی اور آپ سے جنگ کرنے کیلئے سب متفق الرائے ہیں کیونکہ ان کا گمان ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب (ع) نے انہیں قتل کرایا ہے اور ان کے قاتلوں کو پناہ دی ہے_(21)

سرکشی کے اسباب
معاویہ نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف کیوں سرکشی کی نیز اس کے پس پشت کیا اسباب و علل اور محرکات کار فرماتھے ان کا مختصر طور پر ہی سہی مگر ذکر کردینابہت ضروری ہے_

1_ دشمنی اور کینہ
خاندان بنی امیہ کو جس کا سردار معاویہ تھا ، ہاشمی خاندان بالخصوص پیغمبر اکرم (ص) اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) سے سخت عداوت ودشمنی تھی ، اس دشمنی و کینہ توزی کا آغاز نبی اکرم (ص) کے عہد رسالت اور اس کے بعد پیش آنے والے غزوات کے باعث ہوا_ عداوت اور دشمنی اس حدتك پہنچ چکی تھی کہ جہانکہیں رسول خدا (ص) کی عظمت کا ذکر ہوتا معاویہ اپنے دل مینملول ہوتا ذیل کی حکایت اس کی شاہد و گواہ ہے "مطرف ابن مغیرہ " سے منقول ہے کہ میرے والد کی معاویہ کے پاس آمد

ورفت تھی وہ جب بھی اس کے پاس سے واپس گھر آتے تو اسکی ذہانت و ذکاوت کی بہت تعریف کرتے ایك رات معاویہ کے پاس سے آئے تو میں نے انہیں اتنا مضطرب وپراکندہ خاطر پایا کہ انہوں نے کھانا تك نہیں کھایا_ میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ وہ اس قدر کیوں مضطرب و پریشان خاطر ہیں ، انہوننے جواب دیا کہ آج میں انتہائي کافر اور خبیث ترین شخص کے پاس سے واپس آرہا ہوں _ میں نے پوچھا آخر ہوا کیا؟ انہوں نے کہا کہ معاویہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب خلوت ہوئي تو میں نے کہا اے امیرالمومنین آپ کافی عمر رسیدہ ہوچکے ہیں اور عہد پیری کی منزل تك پہنچ گئے یہاں اچھا ہوگا کہ آپ اب عدل وانصاف سے کام لیں اور اپنے بھائي بنی ہاشم سے صلہ رحمی کے ساتھ پیش آئیں کیونکہ انکے پاس ایسی کوئي چیز نہیں جس کے باعث آپ کو ان سے خطرہ ہو ، اس کے علاوہ اگر آپ حسن سلوك کریں گے تو لوگ آپ کو یاد رکھیں گے اور اس کا آپ کو اجر بھی ملے گا_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس پر معاویہ نے کہا کہ ہرگز اپنے کام کی بقا کی خاطر کس امید پر نیك کام کروں "یتم" کے بھائي ابوبکر کو خلافت ملی عدل وانصاف کو اپنا شیوہ بنایا اور جو کچھ کرنا تھا انہوں نے کیا لیکن جب ان کی وفات ہوگئي تو لوگ انہیں بھول گئے بس لوگوں کو اتنا ہی یاد رہ گیا ہے کہ ابوبکر کے بعد عدی کے بھائي عمر نے حکومت کی _ دس سال تك وہ خدمت خلق کرتے رہے مگر مرنے کے بعد انکا نام بھی صفحہ ہستی سے محو ہوگیا صرف چند ہی لوگوں کو یہ نام (عمر) یاد رہ گیا ہے لیکن اس کے برعکس "ابی کبشہ" کے فرزند محمد ابن عبداللہ" کا نام ہر روز پانچ مرتبہ بآواز بلند لیا جاتا ہے اور "اشہد ان محمد رسول اللہ" کہا جاتا ہے اس کے بعد میری کون سی کارکردگی اور یاد باقی رہ جائے گی خدا کی قسم جیسے ہی میں خاك کے نیچے جاؤں گا میرا نام بھی اس کے ساتھ دفن ہوجائے گا_(22)

2_ حکومت کی آرزو

معاویہ جانتا تھا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) اسے اس کے منصب پر قائم رہنے نہیں دےں گے کیونکہ اسے اس بات کا علم تھا کہ حضرت علی (ع) نے ظلم واستبداد کی ہمیشہ مخالفت کی ہے اور حکومت اسی

لئے قبول کی کہ اسے عدالت وانصاف سے چلائیں گے_

حضرت علی (ع) کے کردار سے وہ چونکہ بخوبی واقف تھا اس لئے اسے یہ بھی علم تھا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) نہ صرف یہ کہ حکومت شام کی جانب سے چشم پوشی نہ کریں گے بلکہ وہاں جو مال انہوں نے عثمان کے دور خلافت مینجمع کیا تھ اس سے لے کر بیت المال میں داخل کردیں گے _ اس کے بعد وہ ایك معمولی فرد کی طرح اپنی باقی عمر کسی گوشہ تنہائي میں گذارلے گا یہ بات اس کے لئے کسی بھی طرح قابل برداشت نہ تھی _

چنانچہ یہی وجہ تھی کہ وہ جب تك شام پر حکم فرما رہا ، اس نے کبھی مرکزی حکومت کے کارپردازو و نمایندے کی حیثیت سے عمل نہیں کیا بلکہ وہاں اپنے لئے ایك مستقل سلطنت کی بنیاد قائم کردی تھی _ تاکہ اپنی مرضی کے مطابق وہ لوگوں پر حکمرانی کرسکے اور ایسی حکومت کی بنیاد رکھ دی جو اس کے خاندان میں آنے والی نسلوں کی میراث بن گئي
_

3_ ناکثین کی شورش

ناکثین کی شورش نے عثمان کے خون کا بدلہ لینے کی تحریك کے لئے راستہ ہموار کردیا اگر ایسا نہ ہوتا تو معاویہ کے لئے مشکل تھا کہ اس اتحاد کو جو مسلمانوں کے درمیان پیدا ہوگیا تھا اور جس کی سرزمین اسلام کے بیشتر علاقوں پر حکم و فرمانروائي تھی اس کو درہم برہم کرسکے اور مسلمانوں میں ایك دوسرے کے خلاف مقابلے کی ہمت و جرا ت پیدا ہوسکے لیکن جنگ جمل کے جو ناخوشگوار نتائج رونما ہوئے انہوں نے اس سد عظیم کو گرادیا اور معاویہ کے واسطے شورش و سرکشی کا میدان صاف کردیا_

4_ گزشتہ خلفاء کی دلیل ومثال

اس کے علاوہ معاویہ اپنے اس رویے کی یہ توجیہ پیش کرتا اور کہتا کہ گذشتہ خلفاء نے حضرت علی (ع) پر سبقت حاصل کرلی اور مسلمانوں نے بھی ان کی حکومت کو تسلیم کرلیا اس لئے میں بھی انہی کے رویے کی پیروی کر رہا ہوں_

چنانچہ جب اس نے محمد ابن ابی بکر کو خط لکھا تو اس میں انہوں نے اسی امر کی جانب اشارہ کیا کہ تمہارے والد اورعمرآن اولین افراد میں سے تھے جنہوں نے خلافت میں علی (ع) کی مخالفت کی اور ان کا حق خود لے لیا وہ خود تو مسئلہ خلافت پر متمکن رہے مگر علی (ع) کو انہوں نے امر خلافت میں شریك تك نہ کیا ... اگر وہ راہ راست پر چل رہے ہیں تو تمہارے والد وہ پہلے شخص تھے جنہوننے یہ راہ اختیار کی اگر ہم ظلم و ستم کے رستے پر گامزن ہیں تو اس راستے کو بھی تمہارے والد نے سب سے پہلے ہموار کیا تھا اس مقصد مینھم ان کے شریك کار اور انہی کی پیروی کر رہے ہیں اگر تمہارے والد اس راہ میں ہم پر سبقت نہ لے جاتے تو ہم علی بن ابی طالب (ع) کی ہرگز مخالفت نہ کرتے لیکن ہم نے دیکھا کہ تمہارے والد نے یہ کام انجام دیا ہے چنانچہ ہم ان کی راہ و روش پر گامزن ہیں _ (23)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

5_ پروپيگنڈه
عثمان كے قتل كے بعد طلحہ و زبير نے جو شورش و سركشى كى راه اختيار كى اس كے باعث معاويہ كو يہ موقع مل گيا كہ وه حضرت على (ع) كى حكومت كے خلاف پروپيگنڈه كرسكے اور اس ميں بهى جو چيز كار فرما تهى وه عثمان كے خون كا بدلہ تها_
معاويہ نے اہل شام كے جذبات بر افروختہ كرنے كے لئے عثمان كے خون آلود كرتے اور ان كى اہليہ نائلہ كى قطع شده انگلى كو جنہيں "نعمان بن بشير" اپنے ساته صوبہ شام سے لے آيا تها ، مسجد كى ديوار پر نصب كرديا اور انہوں نے چند عمر رسيده لوگوں سے كہا كہ وه ان چيزوں كے نزديك بيٹه كر گريہ وزارى كريں ، اس پروپيگنڈه نے لوگوں كے دلوں پر ايسا گہرا اثر كيا كہ جيسے ہى معاويہ كى ولولہ انگيز تقرير ختم ہوگئي تو لوگ اپنى جگہ سے اٹه كهڑے ہوئے اور سب نے ايك آواز ہوكر كہا كہ ہم عثمان كے خون كا بدلہ ليں گے اورمعاويہ كے ہاته پر يہ كہہ كر بيعت كى كہ جب تك ہمارے دم ميں دم ہے تمہارا ساته ديں گے_

مشہور و معروف اشخاص كواپنانا
معاويہ كا مقصد چونكہ زمام حكومت كو اپنے اختيار ميں لينا تها سى لئے اسكى مسلسل يہ سعى وكوشش تهى كہ جس طرح بهى ممكن ہوسكے ان لوگوں كى توجہ كو اپنى طرف مائل كريں جو اس كام كے لئے مناسب ہوسكتے ہيں اور ان كے ساته يہ عہد وپيمان كريں كہ وه حضرت على (ع) كے خلاف سرگرم عمل رہيں گے اس كام ميں جو لوگ اس كے ہم خيال رہے ان كے نام درج ذيل ہيں :
1_ عمروعاص : معاويہ نے اس سے كہا كہ تم ميرے ہاته پر بيعت كرو اور ميرى مدد كرو اس پر عمرو عاص نے كہا كہ خدا كى قسم دين كى خاطر تو ميں يہ كام نہيں كرسكتا البتہ دنيوى مفاد كى خاطر ميں تيار ہوں معاويہ نے دريافت كيا كہ كيا مانگنا چاہتے ہو اس نے كہا كہ مصر كى حكومت معاويہ نے اس كے اس مطالبے كو منظور كرليا اور لكه كر دستاويز بهى دى _(24)
2_ طلحہ و زبير جيسا كہ پہلے ذكر كيا جاچكاہے كہ معاويہ نے زبير كو خط لكها تو اس ميں زبير كو اميرالمومنين كے لقب سے ياد كيا تها اور ان كى نيز طلحہ كى توجہ كو اپنى جانب مائل كرنے كى غرض سے ايسا ظاہر كياكہ ميں نے تمہارے حق ميں شام كے لوگونسے بيعت لى ہے اور طلحہ كو وليعہد مقرر كرديا ہے_
3_ شرحبيل _ اس كا شمار شام كے بااثر و رسوخ افراد مينہوتا تها معاويہ نے خاص حكمت عملى كے ذريعے اسے اپنى جانب مائل كيا اور وه بهى اس كا ايسا گرويده ہوا كہ معاويہ كا دم بهرنے كے علاوه عثمان كے خون كا مطالبہ شروع كرديا _ معاويہ نے ضمناً عمرو عاص كا ذكر كرتے ہوئے اسے خط ميں لكها كہ على (ع) كا جرير نامى نماينده ميرے پاس آيا ہے اور اس نے بہت اہم تجويز ميرے سامنے ركهى ہے يہ خط ملتے ہيں آپ فوراً ميرے پاس چلے آئيں_ معاويہ نے شرحبيل كے آنے سے قبل بعض ايسے لوگوں كو جو اس كے نزديك قابل اعتماد تهے اور اس كے ساته ہى وه شرجيل كے قرابت دار بهى يہ ہدايت كہ جب شرحبيل مجه سے ملاقات كرچكے تو وه اس سے ملاقات كريں اور اسے اطلاع ديں كہ عثمان كا قتل حضرت على (ع) كے ايماء پر ہى ہوا ہے _ (25)

شرحبيل كو جيسے ہى معاويہ كا خط ملا تو عبدالرحمن ابن غنم اور عياض جيسے خير خواه دوستوں كى مرضى و منشاء كے خلاف اس نے معاويہ كى دعوت كو قبول كرليا اگرچہ انہوں نے بہت منع كيا مگر اس كے باوجودوه حمص سے دمشق كى جانب روانہ ہوگيا _ (26)
شرحبيل جيسے ہى شہر ميں داخل ہوا تو معاويہ كے ہواخواه اس كے ساته بہت عزت واحترام سے پيش آئے اس كے بعد معاويہ نے جرير كے خط كا ذكر كيا اورمزيد يہ كہا كہ اگر على (ع) نے عثمان كو قتل نہ كرايا ہو تا تو وه بہترين انسان شمار كئے جاتے جب معاويہ كى گفتگو ختم ہوگئي تو شرحبيل نے كہا كہ مجهے اس مسئلے پر سوچنے كا موقع ديجئے تا كہ اس كے بارے ميں غور وفكر كرسكوں _
معاويہ سے رخصت ہوكر جب وه واپس ہو اتو اس كى كچه لوگوں سے ملاقات ہوگئي يہ لوگ تو پہلے سے ہى ان سے ملنے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

كے متمنى و مشتاق تھے _ شرحبيل نے عثمان كے قتل كے بارے ميں ان سے دريافت كيا تو سب نے يہى كہا كہ على (ع) ہى عثمان كے قاتل ہيں _
يہ سننے كے بعد شرحبيل غضبناك حالت ميں معاويہ كے پاس واپس آيا اور كہا كہ لوگوں كا يہ خيال واضح ہے كہ عثمان كو على (ع) نے قتل كيا ہے _ خدا كى قسم اگر تم نے ان كے ہاتھ پر بيعت كى تو ہم لوگ يا تو تمہيں شام سے باہر نكال ديں گے يا يہيں قتل كرڈاليں گے _ معاويہ نے محسوس كرليا كہ اس كا منصوبہ كارگر ثابت ہوا ہے كہا كہ ميں بھى شام كے افراد ميں سے ايك ہوں ميں نے آج تك تمہارى مخالفت نہيں كى ہے اور آيندہ بھى ايسا نہ كروں گا مگر تم كو يہ جاننا چاہئے كہ يہ كام شام كے عوام كى مرضى كے بغير صورت پذير نہيں ہوسكتا تم كو اس منطقے ميں شہرت و نام آورى حاصل ہے اب تم شام كے مختلف شہروں كا دورہ كرو اور لوگوں كو بتاؤ كہ عثمان كو على (ع) نے قتل كياہے اور اب مسلمانوں پر واجب ہے كہ اس خون كا بدلہ لينے كى خاطر شورش وسركشى كريں _ شرحبيل نے ايسا ہى كيا چنانچہ چند زاہد و پارسا و گوشہ نشين افراد كے علاوہ شام كے عام لوگوں نے اس دعوت كو قبول كرليا _(27)

سوالات

1_ اميرالمومنين حضرت على (ع) نے بصرہ پہنچنے كے بعد كيا اقدامات كئے ؟

2_ جنگ جمل كے كيا نتائج واثرات رونما ہوئے ؟مختصر طور پر وضاحت كيجئے_

3_ جنگ جمل كے بعد كوفہ كو مركز حكومت كيوں قرار ديا ؟

4_ اميرالمومنين حضرت على (ع) كى حكومت كے خلاف معاويہ كا كيا موقف تھا ؟ معاويہ كے عدم تعاون كى ايك مثال پيش كيجئے _

5_ حضرت على (ع) كى حكومت كے خلاف معاويہ نے كيوں شورش و سركشى اختيار كى ؟ مختصر طور پر بيان كيجئے_

6_ معاويہ نے صاحب اثر ورسوخ اور سياستمدار افراد كى توجہ كو اپنى طرف كيسے مبذول كيا اس كى ايك مثال پيش كيجئے ؟

حوالہ جات

1_ الجمل 211

2_ كامل ابن اثير ج 3/ 255 ، تاريخ طبرى ج 4/ 538

3_ مروج الذہب ج 2ء 368

4_ تاريخ طبرى ج 4/ 541، كامل ابن اثير ج 3/ 256

5_ مروج الذہب ج 2/ 371 ، شرح ابن ابى الحديد ج 1/ 249

6_ جنگ جمل ميں جو جانى نقصان ہوا اس كے بارے ميں مورخين كے درميان اختلاف رائے ہے _ ابن اثير ج 3/ 255_ اور طبرى ج 4/ 539 نے مقتولين كى تعداد دس ہزار افراد لكھى ہے يعنى ہرطرف سے تقريباً پانچ ہزار افرادقتل ہوئے _ مسعودى ج 2/ 539نے مروج الذہب ميں مقتولين كى تعداد بيان كرتے ہوئے لكھا ہے كہ اصحاب جمل كے تيرہ ہزار افراد مارے گئے اور حضرت على (ع) كى سپاہ ميں سے پانچ ہزار افراد شہيد ہوئے _ بلاذرى نے انساب الاشراف ج 2/ 265 ميں درج كيا ہے كہ صرف اہل بصرہ ميں سے بيس ہزار افراد قتل ہوئے مگر يعقوبى نے اپنى تاريخ كے ج2 /183 پر جانبين كے مقتولين كى تعداد تيس ہزار افراد سے زيادہ بيان كى ہے _

7_ ملاحظہ ہو الملل و النحل شہرستانى ج 1/ 121 ، والتبصير 42_

8_ علامہ مفيد نے حضرت على (ع) كے خطوط اپنى تاليف و تاليف الجمل ميں صفحات 215 ، 211 پر درج كئے ہيں_

9_ رحبہ كوفہ كے محلوں ميں سے ايك محلے كا نام تھا (معجم البلدان ج 3/ 33)

10_ وقعہ صفين 3_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

11_ ملاحظہ ہو كامل ابن اثير ج 3/ 260 و تاريخ طبرى ج 4/ 544 ، 543_
12_ "جعده" اميرالمومنين حضرت على (ع) بھانجے تھے آپ كى والدہ ام ہانى دختر ابى طالب تھيں (شرح ابن ابى الحديد ج 10 /77)_
13_ وقعہ صفين / 3_10_
14_ مروج الذہب ج 2/ 272 ، كامل ابن اثير ج 3/ 276_

15_ وقعہ صفين 12_11_
16_ اذہبو انتم الطلقاء (اسى وجہ سے معاويہ كا شمار طلقاء ميں ہوتا ہے _
17_ شرح ابن ابى الحديد ج 1/ 231 _ تاريخ التواريخ ج 1/ 38_
18_ بعض مورخين نے لكھا ہے كہ جرير كو انہى كى درخواست پر روانہ كيا گيا تھا اگر چہ مالك اشتر نے انہيں روانہ كئے جانے كى مخالفت كى تھى اور يہ كہا تھا كہ جرير كا دل سے جھكاؤ معاويہ كى جانب ہے ليكن اس پر حضرت على (ع) نے فرمايا تھا كہ ان كا امتحان كئے ليتے ہيں پھر ديكھيں گے كہ وہ ہمارى طرف كيسے آتے ہيں _ ملاحظہ ہو مروج الذہب ج 2/ 372 ، وقعہ صفين 27_
19_ وقعہ صفين /19 ، شرح ابن ابى الحديد ج 3 75 ، كامل ابن اثير ج 3/ 276 اور مروج الذہب ج 2/ 372_
20 _ مروج الذہب ج 2/ 372 ، وقعہ صفين 34 ، 31_
21_ شرح ابن ابى الحديد ج 5/ 129_
22_ وقعہ صفين 120_119 _ شرح ابن ابى الحديد ج 3/ 189_
23_ تاريخ ابوالفداء ج 1/ 171 كامل ابن اثير ج 3/ 192_ 277_
24_ وقعہ صفين 32 شرح ابن ابى الحديد ج 3/ 78_
25_ مروج الذہب ج 2/ 354 _ وقعہ صفين 40/ 38_
26_ وقعہ صفين 44 يہاں اس بات كا ذكر بھى ضرورى ہے كہ شرحبيل اور جرير كے درميان سخت عداوت تھي_
27_ ان كى قرابت دارى ميں يزيد بن اسد بُسر اور ارطاء اور عمر بن سفيان بھى شامل تھے_
28_ وقعہ صفين 45_
29_ وقعہ صفين 50_ 46 شرح ابن ابى الحديد ج 2/ 71_

نواں سبق
قاسطين (جنگ صفين)1
حضرت على (ع) كا معاويہ كے ساتھ مراسلت ميں محرك
حجاز كى جانب درازدستي
نمايندے كى روانگي
مہاجرين و انصار كے ساتھ مشورہ
عمومى فوج
كمانڈروں كاتقرر
صفين كى جانب روانگي
شام ميں بحرانى حالات كا اعلان
پہلا مقابلہ
پانى پر بندشي
سوالات

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حوالہ جات

حضرت علی (ع) کا معاویہ کے ساتھ مراسلت میں محرك

حضرت علی (ع) جب تك کوفہ میں قیام پذیر رہے اور صفین کی جانب روانہ ہونے سے پہلے تك آپ نے معاویہ کی جانب خطوط بھیجنے اور اپنے نمایندگان کو روانہ کرنے میں ہمیشہ پیشقدمی کی تا کہ اسے اس راہ و روش سے روکا جا سکے جو اس نے اختیار کر رکھی تھی جس کی پہلی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی (ع) دل سے یہ نہیں چاھتے تھے کہ شام کے لوگوں سے جنگ کی جائے کیونکہ وہ بھی مسلمان تھے_

دوسری وجہ یہ تھی کہ حضرت علی (ع) چاھتے تھے کہ معاویہ ،شام کے عوام اور ان لوگوں کے لئے جو آئندہ آپ کے ہمرکاب رہ کر معاویہ سے جنگ کریں گے اتمام حجت ہوجائے_

تیسری وجہ یہ تھی کہ اگر امیر المومنین حضرت علی (ع) معاویہ کے خطوط کا جواب نہ دیتے اور اس کے عدم تعاون کے خلاف صریح و قطعی موقف اختیار نہ کرتے تو ممکن تھا کہ عوام اس رائے کے حامی ہوجاتے کہ معاویہ حق بجانب ہے_

ابن ابی الحدید نے ان بعض خطوط کونقل کرتے ہوئے جن کا مبادلہ حضرت علی (ع) اور معاویہ کے درمیان ہوا لکھا ہے کہ اگر چہ زمانے میں نیرنگیاں تو بہت ہیں مگر اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہو سکتی ہے کہ حضرت علی (ع) کے لئے نوبت یہاں تك آن پہنچی کہ ان کا اور معاویہ کا شمار ایك ہی صف کیا جانے لگا اور وہ ایك دوسرے کے ساتھ مراسلت کریں_(1)

اس کے بعد ابن ابی الحدیدنے لکھا ہے کہ اس مراسلت و مکاتبت کے پس پشت کون سا محرك کار فرما تھا وہ لکھتا ہے کہ " شاید حضرت علی (ع) کی نظر میں اس کی وہ مصلحت آشکار و روشن تھی جو ہم پر

پوشیدہ و پنہاں ہے " اوپر جو وجوہ بیان کے گئے ہیں ان کے علاوہ خطوط لکھنے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ :

1-_ زور آور و تنومند سیاسی افراد نے مختلف احادیث جعل کرکے معاویہ کو اس بلند مقام پر پہنچا دیا اور اس کے لئے ایسے فضائل اختراع کئے کہ معاویہ امام(ع) کے مقابلہ میں آگیا یہی نہیں بلکہ معاویہ خود کو افضل تصور کرتا اور اس پر فخر کرتا تھا یہ تحریك عمر کے عہد خلافت میں شروع ہوئي (2) اور بالاخرہ امیر المومنین حضرت علی (ع) کے زمان خلافت میں شدت اختیار کر گئي_

2_ معاویہ نے حضرت علی (ع) کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں اس نے حضرت علی (ع) سے بہت سی ناروا باتیں منسوب کی ہیں اور اپنی طرف ایسے افتخارات کی نسبت دی ہے جن کی کوئي اساس نہیں ہے اگر حضرت علی (ع) نے ان حقائق کوآشکار نہ کیا ہوتا اور اس ضمن میں ضروری باتیں نہ بتائي ہوتیں تو بہت سے حقیقی واقعات نظروں سے او جھل ہو کر رہ جاتے اور وہ افترا پردازیاں جو آپ (ع) کے ساتھ روا رکھی گئیں ان کا جواب نہ دیا گیا ہوتا تو سادہ لوح انسان ان کو حقیقت سمجھ کر قبول کر لیتے_

حضرت علی (ع) سے جو اتہامات منسوب کئے گئے ان میں سے ایك یہ بھی تھا کہ آپ (ع) کو اپنے سے پہلے کے خلفاء سے حسد و بغض تھا اور ان کے خلاف شورش کرنا چاہتے تھے اگر اس کا جواب نہ دیا گیا ہوتا تو عین ممکن تھا کہ سپاہ عراق میں تفرقہ پیدا ہوجاتا چنانچہ یہی جہ تھی کہ حضرت علی (ع) نے اس سازش کو روکنے کی غرض سے اپنے منطقی و مستدل بیان سے معاویہ کو جواب دیا(3)_

حجاز کی جانب دراز دستي

حضرت علی (ع) کی یہی کوشش تھی کہ معاویہ کے ساتھ جو اختلافات ہے وہ مسالمت آمیز طریقے سے حل ہوجائیں اور وہ قتل و خون ریزی کے بغیر حق و انصاف کے سامنے سر تسلیم خم کردے لیکن اس کے بر عکس معاویہ پوری سنجیدگی سے حالات کی برہمی و آشفتگی اور مسلمانوں میں باہمی اختلاف و گروہ بندی کی کوشش کرتا رہا چنانچہ اس نے اپنے سیاسی اقتدار کو تقویت دینے کے لئے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سر برآوردہ افراد اور سرداران قبائل کو خط لکھنے شروع کئے تا کہ اس طریقے سے حجاز اس کی دسترس میں آجائے_ اس سلسلے میں اس نے عمروعاص سے مشورہ کیا اور کہا کہ اس اقدام کے ذریعے ہمیں دو نتائج میں سے ایك حاصل ہوگا یا تو ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے اور انھیں اپنا ہم خیال بنالیں گے یا تو کم از کم ان کے درمیان شك و تردید تو پیدا کردیں گے تا کہ وہ علی (ع) کو مدد دینے سے باز رہیں_

لیکن عمروعاص کی رائے میں یہ اقدام موثر نہ تھا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ جن افراد کو خط لکھا جا رہا ہے وہ یا تو حضرت علی (ع) کے طرفدار ہیں ظاہر صورت میں انھیں خط لکھنے سے ان کی نظر و بصیرت میں اضافہ ہوگا اور وہ بیشتر علی (ع) کی حامی و طرفدار ہوجائیں گے یا پھر وہ لوگ ہی جو عثمان کے جانبدار ہیں انھیں خط لکھنے سے کوئي فائدہ نہیں کیونکہ وہ جو کچھ بھی ہیں خط سے ان پر مزید کوئي اثر ہونے والا نہیں ،رہے وہ لوگ جو ہر طرف سے لاتعلق ہیں انھیں بھی تم سے زیادہ علی (ع) پر اعتماد ہے_

لیکن معاویہ اپنے فیصلے پر پوری سنجیدگی سے قائم رہا بالاخر دونوں نے مشترکہ طور پر اہل مدینہ کو لکھا اور اس میں انہوں نے یہ اتہام لگایا کہ عثمان کے قاتل علی (ع) ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت علی (ع) سے درخواست کی کہ عثمان کے قاتل ان کے حوالے کئے جائیں اور اس سلسلے میں اہل مدینہ سے مدد چاہي_(4)

مذکورہ بالا خط کے علاوہ انہوں نے سعد بن ابی وقاص ،عبداللہ بن عمر اور محمد بن مسلمہ جیسے سر برآوردہ لوگوں کو بھی خطوط لکھے کہ جنہوں نے حضرت علی (ع) سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھي_

اس اقدام سے معاویہ کا مقصد و مدعا یہ تھا کہ وہ حضرت علی (ع) کی حکومت کو داخلی مشکلات و کشمکش سے دوچار کردے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تو اسے دو جانبہ فتح و کامرانی حاصل ہوگی اول تو یہ کہ وہ سربرآوردہ اشخاص کی حمایت حاصل کرلے گا اور دوسری طرف اس کے اس اقدام سے مرکزی حکومت کو کاری ضرب لگے گي_

لیکن معاویہ کو جیسا کہ عمروعاص نے پیشین گوئي کی تھی کامیابی حاصل نہ ہوئي کیونکہ جن اشخاص کو خطوط لکھے گئے تھے انہوں نے منطقی و مدلل جواب کے ساتھ ان کی درخواست کو رد کردیا_(5)

نمایندے کی روانگي

اس سے پہلے کہ جنگ و جدال کی نوبت آئے حضرت علی (ع) ہر اس طریقے کو بروئے کار لائے جس کے ذریعے اہل شام بیدار ہو سکیں اور معاویہ کو شورش و سرکشی سے باز رکھا جاسکے اسی مقصد کے تحت انہوں نے "خفاف بن عبداللہ " کو معاویہ کے پاس بھیجا کیونکہ خفاف میں شاعرانہ مزاج جاتا پایا تھا اور فطرتا بولنے والے واقع ہوئے تھے شام پہنچنے کے بعد انہوں نے اپنے چچا زاد بھائي " حابس بن سعد" کو جو قبیلہ طییؔ کے سردار تھے اپنے ساتھ لیا اور دونوں مل کر معاویہ کی طرف روانہ ہوئے اور عثمان کے واقعہ قتل کی پوری تفصیل اس کے سامنے بیان کی اس کے بعد انہوں نے یہ بھی بتایا کہ لوگ حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے کے لئے کس طرح متمنی و خواہش مند تھے ساتھ ہی انہوں نے حضرت علی (ع) کی بصرہ و کوفہ کی جانب روانگی کی مفصل کیفیت بیان کی اور مزید کہا کہ اس وقت بھی بصرہ ان کی ہاتھ میں ہے اور کوفہ میں تمام طبقات کے لوگ جن میں بچے، سن رسیدہ خواتین ، نئي دلہنیں و غیرہ شامل ہیں پورے جوش و خروش سے آپ کا استقبال کرنے کے لئے شاداں و خندان آئے اور میں جس وقت ان کے پاس روانہ ہوا تھا ان کے سامنے شام کی جانب آنے کے علاوہ کوئي مقصد نہ تھا(6)_معاویہ نے جب یہ کیفیت سنی تو اس پر خوف طاری ہوگیا اور ان لوگوں کی موجودگی میں جو ان کے گرد جمع تھے اسے اپنی شکست کا احساس ہوا ناچار اس نے حابس سے کہا کہ لگتا ہے کہ یہ شخص علی (ع) کا جاسوس ہے اسے اپنے پاس سے آگے چلتا کر کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شام کے لوگوں کو گمراہ کردے _(7)

مہاجرین و انصار سے مشورہ

جب حضرت علی (ع) کو یہ یقین ہوگیا کہ اب یہ طوفان دبنے والا نہیں اور معاویہ اپنے ارادے سے بازنہ آئے گا تو ناچار انہوں نے فیصلہ کیا کہ مقابلے کیلئے اقدام کریں چنانچہ پیغمبر اکرم (ص) کے طریق کا ر پر عمل کرتے ہوئے آپ (ع) نے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جنگ سے قبل اپنے مہاجرین اور انصار اصحاب سے مشورہ کیا حضرت علی (ع) کے پیروکاروں نے مختلف افکار و خیالات کا اظہار کیا جن میں بیشتر افراد کی رائے یہی تھی کہ جس قدر جلد ہوسکے اقدام کیا جائے کچھ لوگوں نے کہا کہ جتنا جلدی ہوسکے اس بارے میں فیصلہ کر لیا جائے مگر ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو چاھتے تھے کہ پہلے مسالمت آمیز طریقہ اختیار کیا جائے اور اگر حریف اپنی عناد پسندی اور سرکشی پر قائم رہا تو جنگ شروع کی جانی چاھیئے_(8)
سب سے آخر میں سہل بن حنیف اپنی جگہ سے اٹھے اور انہوں نے حاضرین کی نمایندگی کرتے ہوئے کہا کہ " اے امیر المومنین آپ جس کے ساتھ صلح و آشتی چاہیں گے ہم اس کے ساتھ صلح و آشتی کریں گے ہماری رائے اور مرضی وہی ہے جو آپ کی ہے ہم سب دست راست کی مانند آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں_(9)
اس کے بعد حضرت علی (ع) نے عام لوگوں کو آمادہ کرنے کی خاطر خطبہ دیا اور لوگوں میں جہاد کرنے اور صفین کی جانب روانہ ہونے کیلئے جوش دلایا آپ نے فرمایا : سیرو الی اعداء الله سیروا الی اعداء السنن و القران سیروا الی بقیة الاحزاب قتلة المہاجرین و الانصار (10) چلو دشمنان خدا کی طرف ،چلو سنت و قرآن کے دشمنوں کی جانب ان لوگوں کی طرف جو باطل کے گروہ میں سے بچ گئے ہیں جو مہاجرین و انصار کے قاتل ہیں_
اس اثناء " بنی فزارہ " قبیلے کا " اربد" نامی شخص اٹھا جو بظاہر معاویہ کا ہمنوا اور اس کا جاسوس تھا اس نے کہا کہ کیا آپ یہ چاھتے ہیں کہ ہمیں اپنے شامی بھائیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیئے لے جائیں؟ بالکل اسی طرح جیسے آپ برادران بصرہ کے خلاف ہمیں لے گئے تھے خدا کی

قسم ہم ہرگز ایسا کوئي اقدام نہیں کریں گے_
حضرت مالك اشتر نے جب یہ دیکھا کہ یہ شخص مسلمانوں کی صفوں کو درہم برہم کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے بلند آواز میں کہا_ ہے کوئي جو ہمیں اس کے شر سے نجات دلائے؟ اربدی فزاری نے جیسے ہی مالك اشتر کی آواز سنی تو خوف کے مارے بھاگ نکلا لوگوں نے اس کا تعاقب کیا اور بالاخر بیچ بازار میں اسے پکڑلیا اور گھونسوں لاتوں ،اور شمشیر کی نیام سے اسے اتنا مارا کہ اس کی جان ہی تن سے نکل گئي _(11)

عمومی فوج
جب حضرت علی (ع) نے سرکشوں اور شورش پسندوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے رائے عامہ کو ہموار کر لیا تو آپ (ع) نے مختلف مناطق میں اپنے کارپردازوں کو فوجی فرمانداروں اور عاملین محصول کو خطوط لکھے جن میں انھیں ہدایت کی گئي کہ اپنے اپنے علاقوں میں وہ لوگوں کو اس جہاد مقدس میں شرکت کی دعوت دیں اور جو لوگ متمنی ہیں انھیں مرکز کی جانب روانہ کیا جائے_ (12)
لوگوں کے دلوں میں جذبہ خلوص و قربانی کو تقویت دینے کی خاطر منبر مسجد پر تشریف لے گئے اور وہاں خطبہ صادر فرمایا_ خطبہ کے دوران بعض مقامات پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ معاویہ اور اس کے سپاہی باغی و سرکش ہوگئے ہیں کیونکہ شیطان نے ان کی زمام اپنے دست اختیار میں لے لی ہے اور پر فریب و عدوں سے انھیں گمراہ کردیا ہے تم خداوند تعالی کی داناترین مخلوق ہو اور اسنے جن چیزوں کو حلال و حرام قرار دیا ہے ان کے درمیان تم خوب تمیز کرسکتے ہو چنانچہ جو تم جانتے ہو اس پر اکتفاء کرو اور خدا نے جن چیزوں سے گریز کرنے کے لئے کہا تم ان سے اجتناب کرو_ (13)
حضرت علی (ع) کے خطبے کے بعد آپ کے دونوں فرزند دلبند حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین (علیہما السلام) نے بھی اس مسئلے کی اہمیت کو واضح و روشن کرنے کے غرض سے بصیرت افروز تقاریر کیں_

حضرت امام حسن (ع) کے بعض ارشادات عالیہ میں آیا ہے کہ معاویہ اور ان کے سپاہی تیار ہوچکے ہیں خیال رہے تم ہرگز کنارہ کشی نہ کرنا کیونکہ کنارہ کشی اور احساس کمتری دلوں کو ایك دوسرے سے جدا کردیتے ہیننوك نیزہ کے سامنے سینہ سپر ہونا عزت شجاعت اور پاکدامنی کی علامات ہیں_(14)
امام مجتبی (ع) نے عام خطبہ صادر کرنے کے علاوہ ان لوگوں سے بھی شخصاً ملاقات کی جن کا ارادہ جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا تھا چنانچہ انھیں سمجھا کر صف مجاہدین میں لے آئے_(15)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت امام حسين (ع) نے تقرير كرنے كے علاوه لوگوں كوراه خدا ميں جہاد كرنے كى ترغيب دلائي اور انھيں بعض آداب فن حرب و جنگ بھى سكھائے اور سب كو اتحاد و يگانگى كى دعوت دي_(16)
جب حضرت على (ع) اور ان كے دونوں فرزند ارجمند كى تقارير اختتام پذير ہوئيں تو اكثر و بيشتر لوگ نبرد آزمائي كيلئے آماده ہوچكے تھے ليكن عبدالله بن مسعود كے ساتھى عليحده رہے چنانچہ وه لوگ حضرت على (ع) كے پاس آئے اور كہنے لگے كہ ہم جنگ ميں آپ سے لا تعلق رہيں گے ليكن جب ہميں جداگانہ طور پر جگہ مل جائے گى تو قريب آكر آپ اور شام كے لشكر كو ديكھيں گے اور دونوں ميں سے جو بھى غير مشروع مقصد كى جانب جائے گا يا جس كا ظلم و ستم ہميں نظر آئے گا ہم اس كے خلاف جنگ كريں گے_
حضرت على (ع) نے ان كے افكار و خيالات كى ستائشے كى اور فرمايا كہ دين ميں اسى كا نام فہم و فراست ہے اور يہى سنت سے آگاہى و واقفيت ہے_
عبدالله كے دوسرے ساتھيوں نے جو چار سو افراد پر مشتمل تھے حضرت على (ع) سے كہا كہ ہم آپ كى فضيلت و برترى سے بخوبى واقف ہيں اور يہ بھى جانتے ہيں كہ ہم سب كو دشمن سے نبرد آزما ہونے كى آرزو ہے مگر اس كے ساتھ ہى ہميں اس جنگ كے بارے ميں شك و ترديد ہے ہمارى

مرضى تو يہ ہے كہ آپ (ع) ہميں اسلامى مملكت كى سرحدوں پر بھيجديں تا كہ وہاں پہنچ كر ہم اسلام كا دفاع كرسكيں_
حضرت على (ع) نے انھيں ربيع بن خيثم كى فرماندارى ميں علاقہ رى كى سرحد پر بھيجديا_(17)
قبيلہ " باہلہ" ميں بھى ايسا گروه موجود تھا جس كا حضرت على (ع) كے مكتب فكر كى جانب كوئي خاص ميلان نہ تھا چنانچہ حضرت على (ع) كے فرمان كے بموجب وه جنگ سے كناره كش ہوگيا كيونكہ ايسے لوگوں كى جہاد ميں شركت جن كا كوئي مقصد و اراده نہ ہو اور عقيده بھى ان كا سُست ہو تو وه نہ صرف محاذ حق كو تقويت نہيں پہنچاتے بلكہ بسا اوقات دوسرے سپاہيوں كا حوصلہ پست كرنے كا سبب ہوتے ہيں اور ايسى صورت ميں كہ وه قيد كرلئے جائيں تو بہت سے فوجى راز دشمن تك پہنچاديتے ہيں يا خود دشمن ہى انھيں يہ موقع فراہم كرديتا ہے كہ وه اس كے لئے اپنے وطن ميں خدمات انجام ديں_
شايد ان دلائل كو ملحوظ خاطر ركھتے ہوئے حضرت على (ع) نے انھيں اپنے پاس بلايا اور ان كى جو مزدورى يا تنخواه ہوسكتى تھى وه ادا كرنے كے بعد انھيں حكم ديا كہ " ديلم" كى جانب مہاجرت كرجائيں_(18)

كمانڈروں كا تقرر

حضرت على (ع) نے تمام بنيادى كام انجام دينے كے بعد لشكر كى روانگى كا فيصلہ كيا چنانچہ آپ كى فرمايش كے مطابق " حارث بن اعور" نے كوفہ ميں اعلان كيا كہ تمام لشكر" نُخَيلة"كى جانب روانہ ہوجائے اور شہر سے باہر خيمے بپا كرلے كوفہ كے حاكم شہر " مالك بن حبيب" كو اس كام پر مقرر كيا گيا كہ وه سپاه عسكر كے درميان ہم آہنگى پيدا كريں اور انھيں لشكرگاه كى جانب روانہ كرنے ميں مدد كريں عقبہ بن عمرو انصارى حضرت على (ع) كے جانشين كى حيثيت سے كوفہ ميں ہى مقيم رہے_
ان اقدامات كى تكميل كے بعد امير المومنين حضرت على (ع) اپنے لشكر كے ہمراه لشكرگاه كى جانب

روانہ ہوئے_
جب سپاہى جمع ہوگئے تو حضرت على (ع) نے انھيں سات دستوں ميں تقسيم كيا اور دستہ كا كمانڈر و سردار مقرر كيا_
1_ قيس و عبدالقيس كے دستہ كا سد بن مسعود ثقفى كو_
2_ تميم، ضبہ، قريش، وبات كنانہ اور اَسَد كے دستہ پر معقل بن قيس يربوعى كو_
3_ ازد بجيلہ خثعم، انصار اور خزاعہ كے دستہ پر مخنف ابن سليم كو_
4_ كندا، حضرت موت، قضاعہ اور مہره كے دستہ پر حجر بن عدى كو_
5 _ مذحج و اشعرى قبائل كے دستوں پر زياد بن نَضر كو_
6_ ہمدان اور حمير كے قبائل كے دستے پر سعد بن قيس ہمدانى كو_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

7_ طی کے قبائل دستہ پر عدی ابن حاتم کو (19)
ابن عباس اور "ابوالاسود دُئلی "کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا چنانچہ اس شہر سے پانچ لشکروں پر مشتمل افواج اپنے اپنے فرمانداروں کی نگرانی میں روانہ ہوئیں اور نُخیلة میں امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی خدمت میں پہنچ گئیں_(20)
حضرت علی (ع نے فرمانداروں کو مقرر اور دستوں کو منظم کرنے کے بعد زیاد بن نَضر (دستہ مذحج اور اشعریوں کے فرماندار) اور شریح بن ہانی کو اپنے پاس بلایا اور ضروری تذکرات و ہدایات کے بعد انھیں بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ اگلی منزل کی جانب روانہ کیا اور حکم دیا کہ تمام واقعات کی اطلاعات اور خبریں آپ (ع) کو پہنچائي جائیں _(21)

صفین کی جانب روانگي
روانگی کے بعد امیرالمومنین حضرت علی (ع) بھی بدھ کے دن بتاریخ 5 شوال 36ھ اپنے لشکر عظیم کے ہمراہ جس کی تعداد (قراول لشکر) کے ساتھ نوے ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی (22) نُخیلہ سے

صفین کی جانب روانہ ہوئے_
راستے میں مختلف حادثات بھی پیش آئے جن میں سے یہاں صرف دو واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے_
1_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) جس وقت شہر " رقہ" میں داخل ہوئے تو آپ نے وہاں کے لوگوں سے فرمایا کہ دریا پر پل باندھیں تا کہ سپاہ آرام سے دریا پار کرسکے لیکن وہ لوگ چونکہ آپ کی حکومت کے مخالف تھے اسے لئے انہوں نے اس کام کو انجام دینے سے انکار کیا یہی نہیں بلکہ وہ جہاز جو وہاں اس وقت لنگر انداز تھے وہ انھیں بھی اپنے ساتھ لے گئے تا کہ لشکر اسلام کے ہاتھ نہ لگ جائیں اور ہ انھیں اپنے استعمال میں لائیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت علی (ع) نے اپنے عساکر کو حکم دیا کہ وہ پل مَنبج سے گذریں (جو لشکر گاہ سے نسبتاً دور تھا) اس اقدام کے بعد آپ (ع) نے مالك اشتر کو وہیں قیام کرنے کا حکم دیا اور خود اس جانب روانہ ہوگئے_
حضرت علی (ع) کے ساتھ اہل رقہ نے جو سلوك کیا اس سے مالك اشتر خوش تو نہ تھے چنانچہ انہوں نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم نے پل نہ باندھا اور حضرت علی (ع) کو واپس نہ آنے دیا تو یں تم سب کو تہ و تیغ کردوں گا، تمہارے مال کو ضبط کرلوں گا اور زمین ویران کرڈالونگا_
یہ سن کر وہ لوگ ایك دوسرے کا منھ تکنے لگے اور آپس میں کہنے لگے کہ اشتر جو کہتے ہیں وہ کر گذرتے ہیں حضرت علی (ع) نے انھیں یہاں اسی مقصد کے لئے رہنے کا حکم دیا ہے چنانچہ وہ فورا ہی پل باندھنے کیلئے تیار ہوگئے اور تھوڑے عرصے میں ہی انہوں نے دریا پر پل باندھ دیا اور لشکر اسلام اس پر سے گذر گیا(23)جب لشکر اسلام فرات کے ساحل پر اتر گیا بض افراد نے یہ تجویز پیش کی کہ اتمام حجت کے طور پر معاویہ کو خط لکھا جائے اور اس کو یہ دعوت دی جائے کہ تم سے جو لغزشیں سرزد ہوئي ہیں وہ ان سے اَب باز رہے حضرت علی (ع) نے ان کی اس تجویز کو قبول کرلیا اور کتنی ہی مرتبہ نصیحت آمیز خط لکھئے_

حضرت علی (ع) نے مذکورہ خط میں اس امر کی جانب بھی اشارہ فرمایا کہ (اے معاویہ) مقام خلافت کے لئے وہ شخص سب سے زیادہ سزاوار ہے جو دوسروں کے مقابل رسول خدا (ص) کے سب سے زیادہ نزدیك ہو وہ کتاب خدا اور احکام اسلام کو دوسرں کی نسبت زیادہ بہتر سمجھتا ہو دین اسلام قبول کرنے میں وہ سب پر سبقت لے گیا ہو اور جس نے سب سے زیادہ اور بہتر طریقے پر جہاد کیا ہو میں تمھیں کتاب خدا و سنت رسول (ص) کی جانب آنے اور امت مسلمہ کی خون ریزی سے اجتناب کی دعوت دیتا ہوں_
حضرت علی (ع) کے خط کی جواب میں معاویہ نے صرف ایك ہی شعر لکھا اور اس میں اس نے تہدید آمیز رویہ اختیار کیا شعر کا مضمون یہ ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جنگ اور شمشیر کے علاوہ کوئي اور چیز فیصلہ نہیں کر سکتي_(24)

شام میں بحرانی حالات کا اعلان
معاویہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ لشکر عراق کی روانگی شام کی جانب ہے تو وہ سمجھ گیا کہ اب کام نامہ و پیام سے گذر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کر سنجیدہ صورت اختیار کر گیا ہے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ لوگ شہر کی مسجد میں جمع ہوں جمع ہوں تقریبا ستر ہزار لوگ جمع ہوئے عثمان کے خون آلود پیراھن کو ہاتھ میں لیا معاویہ مسجد کے منبر پر گیا اور کہا: اے شام والو تم نے اس سے پہلے علی (ع) کے معاملے میں مجھ پر اعتبار نہیں کیا لیکن اب سب پر یہ بات روشن ہوگئي ہے کہ عثمان کا قتل علی (ع) کے علاوہ کسی نے نہیں کیا انہوں نے ہی عثمان کے قتل کا حکم صادر کیا اور ان کے قاتلوں کو پناہ دی اور آج انہی افراد پر مشتمل فوج انہوں نے تشکیل دی ہے اور تمہیں نیست و نابود کرنے کے لئے اب ان کا رخ شام کی جانب ہے_(25)
معاویہ کی جب ولولہ انگیز تقریر ختم ہوئي تو لوگ اس کے گرد ہر طرف سے جمع ہوگئے اور اس کے قول و بیان کی تائید کی اس نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے لوگوں کے گروہ

بنائے اور انھیں صفین کی جانب روانہ کیا اور ساتھ ہی اس نے شام میں غیر معمولی حالات کا اعلان کردیا اور وہاں کے عوام کو حکم دیا کہ محاذ جنگ پر روانہ ہوں_
معاویہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جب وہ شہر سے ايك منزل کے فاصلہ پر پہنچ جائے تو وہیں ٹھہر جائے اور اسے سلامی دے یہاں اس نے میمنہ، میسرہ اور مقدم لشکر کے فرماندار مقرر کیئے_
اس کے بعد لشکر وہاں سے روانہ ہوا اور اس سے قبل کہ حضرت علی (ع) کے دستے صفین پہنچیں (26) وہ وہاں پہنچ گیا اور ایسے وسیع میدان میں جہاں سے دریائے فرات کا پانی آسانی سے دستیاب ہوسکتا تھا اس نے اپنے خیمے لگائے (یہاں ساحل کے نزديك دیگر مقامات بلندی پر واقع ہیں اسی لئے پانی تك رسائي آسانی سے نہیں ہوسکتي) لشکر شام کی سپاہ کی تعداد تقریبا پچاسی ہزار (85) تھی (27) معاویہ نے قراول لشکر کے فرماندار ابوالاعور سلمی کو چالیس ہزار سواروں کے ساتھ گھاٹ پر مقرر کردیا_(28)

پہلا مقابلہ

امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے قراول لشکر کو جب یہ معلوم ہوا کہ معاویہ عظیم فوج کی ساتھ صفین کی جانب روانہ ہوگیا ہے تو انہوں نے اس خوف سے کہ کہیں دشمن کے نرغے میں نہ گھر جائیں انہوں نے "ہیت"نامی دریا کو پیچھے چھوڑدیا اور حضرت علی (ع) سے جاملے حضرت علی (ع) کو جب قراول لشکر کے واپس آنے کی اطلاع ملی اور اس کی وجہ معلوم ہوئي تو آپ (ع) نے فرماندار لشکر کی رائے و تدبیر کو قدر و منزلت کی نظر (29) سے دیکھا _
اس کے بعد آپ نے اسی لشکر کو دوبارہ پیش پیش چلنے کیلئے روانہ کیا چنانچہ جب ان کا معاویہ کے قراول دستے سے سامنا ہوا تو انہوں نے اس کی اطلاع حضرت علی (ع) کو دی اور دریافت کیا کہ اب انھیں کیا اقدام کرنا چاہیے؟ حضرت علی (ع) نے حضرت مالك اشتر کو ايك دستے کے ہمراہ ان کی مدد کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ جب غنیم کا لشکر سامنے آئے تو تم میری جانب سے سردار لشکر

کے فرائض انجام دینا مگر یہ یاد رہے کہ حملے کا آغاز تمہاری جانب سے نہ ہو جب دشمن بالکل ہی مقابل آجائے تو اتمام حجت کی طور پر تم اس سے گفتگو کرنا اور اس کی بات غور سے سننا تا کہ آغاز جنگ کا موجب کینہ عداوت نہ ہو اپنی سپاہ کے ساتھ زیاد کو میمنہ پر اور شریح کو میسرہ پر مقرر کرنا تم دشمن کے اس قدر نزدیك بھی نہ ہونا کہ وہ خیال کرے کہ تم جنگ کے شعلوں کو بر افروختہ کرنا چاھتے ہو اور اس سے اس قدر دور بھی نہ رہنا کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تم پر اس کا خوف طاری ہے حضرت علی (ع) نے زیاد اور شریح کو خطوط بھی لکھے جن میں آپ نے یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ وہ مالك اشتر کی اطاعت کریں (30) مالك انتہائي تندی و تیزی کے ساتھ روانہ ہوکر قراول دستے تك پہنچ گئے جب رات کی تاریکی سب طرف پھیل گئي تو معاویہ کے فرماندار لشکر ابوالاعور نے مالك اشتر پر شبخون مارا مگر سپاہ اسلام نے اس کی پوری پایمردی سے مقابلہ کیا اور ناچاراُسے پسپا ہونا پڑا_
اگلے روز " ہاشم بن عتبہ" کا ابوالاعور سے مقابلہ ہوگیا پہلے تو دونوں فرمانداروں کے درمیان پیغامات کا سلسلہ جاری ہوا دونوں کے درمیان رنجش و تکرار بھی ہوئي مگر جیسے ہی دن ختم ہوا یہ پیام رسانی اور باہمی درگیری بھی ختم ہوگئي اگلے روز حضرت علی (ع) بھی تشریف لے آئے اور معاویہ کے نزديك ہی آپ (ع) نے قیام فرمایا_ (31)

پانی پر بندش
حضرت علی (ع) نے ہر ممکن کوشش کی کہ کوئي ایسی مناسب جگہ مل جائے جہاں انھیں دریائے فرات تك رسائي ممکن ہوسکے مگر آپ (ع) کو اس مقصد میں کامیابی نہیں ہوئي وہاں تك پہنچنے کا ایك ہی راستہ تھا جسے ابوالاعور نے چالیس ہزار سپاہی تعینات کرکے بند کردیا تھا اور وہ سپاہ اسلام کو اس جانب بڑھنے ہی نہیں دیتا تھا_
سپاہ اسلام نے کچھ عرصہ تك اس کو برداشت کیا مگر جب پیاس کی شدت کا ان پر غلبہ ہوا تو انہوں نے حضرت علی (ع) سے دریافت کیا کہ انھیں کیا کرنا چاہیے حضرت علی (ع) نے صعصہ بن صوحان کو

معاویہ کے پاس اپنے پیغام کے ساتھ روانہ کیا جس میں آپ نے فرمایا کہ اب جس راہ پر میں نے قدم رکھ دیا ہے مجھے ہرگز یہ پسند نہیں کہ باہمی مذاکرہ اور اتمام حجت کے بغیر جنگ کروں مگر تمہارے قراول لشکر نے میرے قراول دستے پر حملہ کرکے جنگ کا آغاز کردیا ہے اس نے دریا کے راستے کو بند کرکے جنگ و جدال میں پیشقدمی کی ہے اب تم اپنی سپاہ کو حکم دو کہ وہ دریائے فرات کے راستے سے ایك طرف ہوجائے تا کہ ہم جس مقصد کے لئے یہاں آئے ہیں اس پر گفتگو کی جاسکے مگر اس کے ساتھ ہی اگر تم اس بات کے حامی ہو کہ اصل مقصد کو بر طرف کر کے پانی پر جنگ کرو تا کہ اس تك رسائي ہوجائے تو مجھے اس پر بھی عذر نہیں_
معاویہ کو جب یہ پیغام ملا تو اس نے اس کے بارے میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا ان میں سے بعض نے کہا کہ جس طرح انہوں نے عثمان پر پانی بند کردیا تھا تم بھی بند کرو تا کہ وہ لوگ بھی پیاس سے ہلاك ہوجائیں لیکن عمروعاص نے اس اقدام کو لا حاصل سمجھا اور کہا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ تم تو سیر ہو کر پانی پیو اور علی (ع) پیا سے رہ جائیں ... تم جانتے ہو کہ علی (ع) کتنے دلاور اور بہادر انسان ہیں عراق و حجاز کے لوگ بھی انہی کے ساتھ ہیں جس روز ہم (حضرت فاطمہ (ع) کے گھر کی تلاشی لے رہے تھے تو ہم دونوں نے ہی علی (ع) کی زبان سے یہ سنا تھا کہ اگر میرے ساتھ چالیس آدمی ہی ہوتے انقلاب برپا کردیتا_(32)
مگر اس کے ساتھ ہی معاویہ نے واضح طور پر حضرت علی (ع) کے نمائندے کو جواب نہیں دیا بس اتنا کہا کہ میرا فیصلہ جلدی ہی آپ تك پہنچ جائے گا_
"صعصہ" اس کے بعد حضرت علی (ع) کے پاس واپس آگئے اور پورے واقعے کی آپ (ع) کو اطلاع دي_
جب صعصہ واپس چلے گئے تو معاویہ نے اپنی سپاہ مزید ایك دستہ ابوالاعور کی مدد کے لئے روانہ کیا اور یہ تاکید کہ کہ علی (ع) پر حسب سابق پانی بند رکھا جائے جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت علی (ع) کو ہوئي تو آپ (ع) نے جنگ کرنے کے لئے حکم دیا_

اشعث بن قیس نے یہ تجویز پیش کی کہ اس مقصد کی بر آوری کا موقع انہیں دیا جائے جب حضرت علی (ع) نے اس کی اس تجویز سے اتفاق کیا تو ایك فوجی دستہ فرات کی جانب روانہ کیا گیا دونوں لشکروں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا دونوں جانب سے فرمانداران لشکر نے تازہ دم سپاہی روانہ کئے اور آتش جنگ ہر لحظہ تیز تر ہوتی چلی گئي حضرت علی (ع) کے لشکر کو فتح ہوئي اس نے فرات کو اپنے قبضہ میں لے لیا_
اس پر بعض فاتح سپاہیوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم بھی دشمن کے ساتھ وہی سلوك کریں گے جو اس نے ہمارے ساتھ روا رکھا تھا مگر جب حضرت علی (ع) تك یہ بات پہنچی تو آپ (ع) نے حکم دیا کہ جس قدر تمہیں ضرورت ہے وہاں سے پانی بھرلاؤ اور معاویہ کے سپاھیوں کو بھی پانی بھرنے دو کیونکہ خداوند تعالی نے تمہیں فتح و کامرانی عطا کی ہے اور ان کے ظلم و تجاوز کو تم سے دور کردیا ہے_(33)

سوالات
1_ حضرت علی (ع) کی رائے میں معایہ بے عقل، بے پروا اور جاہ طلب انسان تھا مگر اس کے باوجود آپ نے کیوں خطوط لکھے اور اس کے خطوط کے کیوں جواب دیئے؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

2_ معاویہ نے شام کے لوگوں کے علاوہ اسلامی حکومت کے کن علاقوں سے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا اور اس کے لئے اس نے کیا اقدامات کئے؟
3_حضرت علی (ع) نے طائفہ باہلہ کے افراد کو اپنے لشکر سے علیحدہ کرکے انہیں دیلم کی جانب کیوں روانہ کردیا؟
4_ جب معاویہ کو علم ہوا کہ حضرت علی (ع) کا لشکر صفین کی جانب روانہ ہے تو اس نے کیا اقدام کیا؟
5_ معاویہ جب صفین پہنچ گیا تو اس نے سپاہ علی (ع) کی شکست کے لئے کیا اقدامات کئے؟ اس کا مختصر حال بیان کیجئے اور اس اقدام پر حضرت علی (ع) کا کیارد عمل رہا اس کی کیفیت بھی لکھیئے؟

حوالہ جات

1_ ملاحظہ ہو شرح نہج البلاغہ جلد 136/61' اس کے علاوہ خود امیرالمومنین حضرت علی (ع) انہی اقوال میں فرماتے ہیں اس سے زیادہ میرے لئے اور کیا باعث تردد ہوگا کہ میرا موازنہ ان لوگوں سے کیا جارہا ہے در حالیکہ میں عثمان' طلحہ ' زبیر ' سعد اور عبدالرحمن کے ہم پلہ نہیں شرح ابن ابی الحدید ج 184/1الدہر انزلنی حتی قیل معاویة و علی (زمانے نے مجھے اس قدر گرا دیا ہے کہ میرا اور معاویہ کا نام ساتھ لیا جاتا ہے)
2_ عمر ابن خطاب نے معاویہ کو " کسرائے عرب" کا لقب دیا تھا اور شورائے خلافت کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ خبردار اگر تم ایك دوسرے کے ساتھ اختلاف کروگے تو معاویہ شام سے اٹھے گا اور تمہیںمغلوب کر لے گا_
3_ بطور مثال حضرت علی (ع) پر حسد کا اتہام لگایا گیا اس کا جواب دیتے ہوئے امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے لکھا تھا ... بالفرض اس الزام میں اگر کوئي صداقت ہے تو ایسا کوئي جرم نہیں جو تم پر بھی عاید ہوا اور میں اس کے لئے عذر خواہی کروں بقول شاعر اگر چہ ننگ ہے مگر اس کی گرد تمہارے دامن کو نہ پکڑے گی (نہج البلاغہ مکتوب 28) معاویہ کے خطوط اور حضرت علی (ع) کے جوابات کے لئے بیشتر اطلاع کے لئے ملاحظہ ہو شرح ابن ابین الحدید ج 184/15
4_ وقعہ صفین 63 ، 62' شرح ابن ابی الحدید 109/3
5_ ان خطوط کے جوابات کا مطالعہ کرنے کے لئے ملاحظہ ہوکتا ب" وقعة صفین " صفات 63' 71' 72' 75' اور 76،
6_ وقعہ صفین /64/65
7_ وقعہ صفین 68
8_ وقعہ صفین 92
9_ وقعہ صفین 93
0_ وقعہ صفین 94
11_ وقعہ صفین 94' چونکہ اس کے قاتلین کی تشخیص نہ کی جاسکی اسی لئے حضرت علی (ع) نے اس کا خون بہا بیت المال سے ادا کیا_

12_ ان خطوط کے متون کا مطالعہ کرنے کے لئے کتاب وقعہ صفین کے صفحات 104،108ملاحظہ ہو_
13_ وقعہ صفین 113
14_ وقعہ صفین 113
15_ وقعہ صفین 6_7
16_ وقعہ صفین 116
17_ وقہ صفین 115
18_ وقعہ صفین 116
19_ وقعہ صفین 121
20_ وقعہ صفین 117
21_ وقعہ صفین 122، 121

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

22_ مروج الذہب ج 375/2 ' سپاہ كی تعداد ايك لاكھ اور ايك لاكھ پچاس ہزار بھی بتائي گئي ہے تفصيل كے لئے ملاحظہ ہو وقعہ صفين 156' اور اعيان الشيعہ ج 478/1 (دس جلدي)
23_ رقہ ، فرات كے كنار ے پرواقع جزيرہ كا ايك شہر ہے اس كا حرّان تك فاصلہ تين دن كا ہے (معجم البلدان ج3)
23_ وقعہ صفين 152، 151'يعقوبی ج 187/2، كامل ابن اثير ج 281/3
25_ وقعہ صفين 149،151' ليس بينی و بين قيس عتاب غير طعن الكلی و ضرب الرقاب
26_ وقعہ صفين 127
27_ صفين رومی عہد حكومت كے زمانے كا ايك ويران قريہ تھا اس كے اور فرات كے درميان ايك تير كی دوری كا فاصلہ تھا صفين كے سامنے ساحل كے نزديك دو فرسخ كے رقبے ميں بانسوں كا گھنا جنگل تھا جس كے درميان پختہ راستہ ساحل فرات تك بنا ہوا تھا اور اسی كے ذريعے پانی وہاں سے لايا جاتا تھا (اخبار الطوال /167)
28و29_ مروج الذہب ج 375/1' جس طرح حضرت علی (ع) كے لشكر ميں سپاہ كی تعداد ميں اختلاف تھامعاويہ كے لشكر كے بارے ميں مورخين متفق الرائے نہيں ہيں_

205
30_ كامل ابن اثير ج/ 282 ' وقعہ صفين 152
31 _ كامل ابن اثير ج 282/3' وقعہ صفين 152
32و33_ وقعہ صفين 155_ 154
34_ وقعہ صفين 163
35_ كامل ابن اثير 285/3_ 282' وقعہ صفين /167و 160' مروج الذہب ج375/2' تاريخ يعقوبی ج187/2

207

دسواں سبق
قاسطين (جنگ صفين)2
نمايندگان كی روانگي
دوبارہ وفود كی روانگي
معاويہ كے نمائندے
دغہ بازی كمزور حربہ
فيصلہ كن جنگ
عام جنگ
قرآن كی طرف دعوت
معاويہ كہاں ہے؟
حضرت علی (ع) ميدان كارزار ميں
دوستوں كی حمايت و مدد
سوالات
حوالہ جات

209

نمائندگان كی روانگي
جب اس راستے پر قبض ہوگيا جو لب دريا تك جاتا تھا تو حضرت علی (ع) نے دو روز تك توقف فرمايا اس كے بعد آپ(ع) نے اپنی سپاہ كے سرداروں ميں سے بشير بن عمرو ، سعيد بن قيس اور شبث بن ربعی كو معاويہ كے پاس بھيجا_ اور فرمايا كہ تم ان كے پاس جاؤں اور انہيں اطاعت خدا ، ميرے ہاتھ پر بيعت نيز جماعت كی طرف آنے كی دعوت دو_(1)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی (ع کے نمائندے ماہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو معاویہ کے پاس پہنچے اور اس کے ساتھ مذاکرات شروع کئے سب سے پہلے بشیر نے کہا کہ :اے معاویہ دنیا ختم ہوا چاہتی ہے اور آخرت تم پر آشکار ہونے لگی ہے_ خداوند تعالی تجھے تیرے اعمال کی جزاء دے_ اب تو امت کے درمیان تفرقہ اندازی اور خون ریزی سے باز رہو معاویہ نے ان کی گفتگو کو درمیان میں ہی قطع کردیا اور کہا کہ : یہی مشورہ تم نے اپنے آقا کو کیوں نہیں دیا؟ بشیر نے جواب دیا کہ وہ تمہارے جیسے نہیں ہیں وہ دین ، فضیلت ، اسلام میں سابقہ زندگی اور رسولخدا(ص) کے ساتھ قرابت داری کے اعتبار سے اور اس امر و قصد کیلئے بہترین اور اہل ترین فرد ہیں_

اس کہ بعد شبث نے گفتگو شروع کی معاویہ نے جب اس کی مدلل گفتگو سنی تو وہ حیران رہ گیا اور جب کوئي جواب بن نہ پڑا تو طیش میں اس کی زبان سے کچھ ناشایستہ الفاظ نکل گئے _ اس نے حضرت علی (ع) کے نمائندوں سے کہا کہ یہاں سے اٹھو اور چلے جاؤ_ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ اب تلوار ہی کرے گي_ اس پر شبث نے کہا کہ تم ہمیں تلوار سے ڈرا رہے ہو خدا کی قسم ہم جلدی ہی تمہیں گرداب بلا میں گرفتار دیکھیں گے_ یہ کہہ کر یہ نمائندے وہاں سے اٹھ گئے اور حضرت علی (ع) کے پاس چلے آئے(2)_

اس کے بعد حضرت علی (ع) نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ وہ چند دستوں میں تقسیم ہوجائے اور با ری باری اپنے ان حریفوں اور ہم پلہ قبائل کے ساتھ جو معاویہ کی سپاہ میں ہیں نبرد آزما ہوں اور اس طرح طرفین نے ماہ ذی الحجہ کو جنگ و نبرد میں گذارا دیا_(3)

دوبارہ وفود کی روانگي

ماہ محرم کی آمد جنگ و جدال کو روکنے کا ايك عمدہ بہانہ تھا _ اور فریقین میں اس امر پر معاہدہ ہوگیا کہ ماہ محرم کے آخر تك جنگ نہ کی جائے_ حضرت علی (ع) نے اس وقت کو صلح پسندانہ اقدامات کے لئے بہترین موقع جانا_ چنانچہ آپ (ع) نے اس مقصد کے تحت ايك وفد جو عدی بن حاتم ، یزید بن قیس ، شبث بن ربعی اور زیاد بن خَصَفَہ پر مشتمل تھا معاویہ کے پاس بھیجا_

ہر نمائندے نے جو لازم سمجھا وہ کہا_ لیکن معاویہ کی منطق ہمیشہ کی طرح اب بھی وہی تھی اس نے پہلے کی طرح اب بھی یہی کہا کہ : میں جنگ سے دست بردار نہیں ہوسکتا میرے اور علی (ع) کے درمیان صرف تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے_ اس ضمن میں اس نے مزید کہا کہ : تم ہمیں کیوں اس جماعت کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دے رہے ہو_ خلافت کے اصل حقدار ہم ہیں نہ کہ تمہارا پیشوا کیونکہ تمہارے پیشوا نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے_ ہماری منظم جماعت کو منتشر کردیا ہے_ اس گفتگو کے بعد حضرت علی (ع) کے نمائندے کوئي نتیجہ حاصل کئے بغیر واپس آگئے_ (4)

معاویہ کے نمائندے

معاویہ نے بھی ايك وفد جو حبیب بن مسلمہ ، شرحبیل اور معن بن یزید پر مشتمل تھا حضرت علی (ع) کی خدمت میں روانہ کیا _ انہوں نے گفتگو کا آغار عثمان کے قتل سے کیا اور کہا کہ : اگر تم صادق ہو اور تم نے عثمان کو قتل نہیں کیا تو ان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کرو اس کے بعد خلافت سے دست

بردار ہوجاؤ اور مسئلہ خلافت کو رائے عامہ پر چھوڑ دو تا کہ لوگ باہمی مشورے اور اتفاق رائے سے جسے چاہیں اپنا خلیفہ منتخب کریں_

حضرت علی (ع) نے اس سے سخت برتاؤ کے ضمن میں شائستگی سے مذکورہ مسائل کی تردید کی اور قتل عثمان، اپنی بیعت اور بنی امیہ خصوصا معاویہ کی پہلی زندگی اور حق سے ان کی عداوت کو بیان فرمایا_ معاویہ کے نمائندوں کے پاس چونکہ امام (ع) کی باتوں کا کوئي جواب نہیں تھا اسلئے وہ اٹھکر چلے گئے_(5)

دغہ بازی کمزور کا حربہ

معاویہ کے لشکر کا سپاہ اسلام کے ساتھ پہلا معرکہ پانی پر ہوا اور اس کے لشکر کو شکست ہوئي اس شکست اور اس طرز گفتگو سے جو امیرالمومنین(ع) سے براہ راست نیز آپ (ع) کے نمائندگان کے ذریعے ہوئي اس نے سپاہ اسلام کی قوت ، ان

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کے جذبہ ایثار اور فوج کے بعض سردار و کمانڈروں کی مددگاری کا اندازہ لگایا اور جان لیا کہ جو لوگ ایمان و عقیدت سے سرشار ہوکر جنگ کرنے کے لئے آئے ہیں اگر بالفرض ان کے ساتھ جنگ ہوئي بھی تو پنجہ کشی کرکے سنگین خسارے کے باوجود نصرت و فتح حاصل نہیں کی جاسکتي_ بالخصوص ان حالات میں جب کہ ان کے چاروں طرف خطرہ ہی خطرہ ہے_ چنانچہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت علی (ع) کی سپاہ کے بعض سرداروں سے ملاقات کی جائے اور انھیں لالچ کے ذریعے شوق و ترغیب ولا کر نیز سپاہ کے درمیان شك و شبہ پیدا کر کے ان میں تفرقہ پیدا کیا جائے تا کہ اس کے باعث عساکر اسلام میں کمزوری و ناتوانی پیدا ہوجائے اور بالاخرہ شکست و پسپائي سے دوچار ہوں_
اس راہ میں انہوں نے جو عملی تدابیر اختیار کیں ہم ان کے یہاں چند نمونے پیش کریں گے_

لشکر کے سرداروں سے ملاقات
حضرت علی (ع) کا وفد جب معاویہ سے رخصت ہوکر چلا گیا تو اس نے اس وفد کے ایك رکن زیادبن خَصَفَہ سے دوبارہ ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کي_ چنانچہ حضرت علی (ع) سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے اس نے زیاد سے کہا کہ وہ اپنے قبیلے کے ہمراہ اس کام میں میری مدد کرے اور ان سے یہ وعد کیا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا تو شہر بصرہ یا کوفہ کی حکومت اس کو دے دی جائے گي_
لیکن معاویہ کو اس سے مدد و تعاون میں مایوسی ہوئي تو اس نے عمروعاص سے کہا کہ ہم علی (ع) کے لشکر کے سرداروں میں سے جس کے ساتھ بھی گفتگو کرتے ہیں وہ ہمیں اطمینان بخش لگتا ہے وہ سب دل سے باہمی طور پر متحد ہیں(6)_

2_ قاریوں، زاہدوں کی جماعت سے ملاقات
معاویہ جب حضرت علی (ع) کے لشکر کے سرداروں اور فرمانداروں کو فریفتہ کرنے میں ناامید ہوگیا تو اس نے ان قاریوں اور زہد فروشوں کی جانب توجہ کی جن کی ظاہری زندگی ہی اسلام سے متاثر ہوئي تھي_
شام اور عراق کی سپاہ میں دونوں لشکروں کے درمیان تیس ہزار سے زیادہ قاری قرآن موجود تھے یہ قاری دونوں لشکروں کی صفوں سے نکل کر باہر آگئے اور انہوں نے علیحدہ جگہ پر اپنے خیمے نصب کئے اور یہ فیصلہ کیا کہ فریقین کے درمیان ثالث کے فرائض انجام دیں_
اس مقصد کے پیش نظر ان کے نمائندے دونوں سپاہ کے فرمانداروں سے ملاقات کرنے کی غرض سے گئے اور ہر ایك نے اپنے نظریات دوسرے کے سامنے بیان کیئے ان کی طرز گفتگو سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ان پر معاویہ کی جاد و بیانی کا اثر ہوگیا ہے_
جب یہ جماعت حضرت علی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئي تو آپ (ع) نے انھیں آگاہ کیا کہ وہ کسی کی پر فریب گفتگو سے متاثر نہ ہوں_ اور فرمایا کہ : اس بات کا خیال رہے کہ معاویہ کہیں دین کے

معاملے میں تمہاری جانوں کو مفتون و فریفتہ نہ کرلے_ (7)
لیکن ابھی کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ انہی لوگوں کی کثیر تعداد اشعث اور چند دیگر افراد کی سرکردگی میں معاویہ کی جادو وبیانی پر فریفتہ ہوگئے اور جنگ کے معاملے میں انہوں نے عہد شکنی کی _ اور حضرت علی (ع) کے خلاف صف بستہ ہوگئے چنانچہ حضرت علی (ع) نے مجبورا معاویہ کی جانب سے مسلط کردہ شرط جنگ بندی کو قبول کرلیا_

3_ سپاہ کے درمیان خلل اندازي

معاویہ نے حضرت علی (ع) کی سپاہ کے دلوں میں تذبذب و تزلزل پیدا کرنے اور ذہنوں پر خوف و ہراس طاری کرنے کی غرض سے اس دوران جب کہ فریقین کے درمیان جنگ جاری تھی حکم دیا کہ خط لکھا جائے جسے تیر پر باندھ کر حضرت علی (ع) کے لشکر میں پھینك دیا گیا_
اس خط کا مضمون یہ تھا کہ : خدا کے ایك خیر اندیش بندے کی طرف سے لشکر عراق کو پیغام _ آگاہ کیا جاتا ہے کہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

معاویہ نے تم پر دریائے فرات كا كنارہ كھول دیا ہے وہ چاہتا ہے كہ تمام لشكر عراق كو اس میں غرق كردے_ جس قدر ممكن ہوسكے فرار كر جاؤ_
اہل كوفہ میں سے ایك شخص نے یہ خط اٹھالیا اور پڑھ كر دوسرے كو دے دیا_ اور اسطرح یہ خط دست بدست ایك جگہ سے دوسری جگہ پہنچ گیا چنانچہ جس شخص نے بھی یہ خط پڑھا لكھنے والے كو خیر اندیش ہی سمجھا_
معاویہ نے اس اقدام كے بعد دو سو آدمیوں كو بیلچے اور كدالیں دے كر اس پشتے كی جانب روانہ كردیا جو دریائے فرات پر بنا ہوا تھا اور ان سے كہا كہ تم اپنے كام پر لگ جاؤ_
حضرت علی (ع) كو جب اس خط كے بارے میں علم ہوا تو آپ(ع) نے اپنے سپاہیوں سے كہا كہ : معاویہ كا یہ اقدام عملی نہیں وہ چاھتا ہے كہ اپنی سازش سے تمہیں پسپائي كیلئے مجبور كرے اور تمہارے درمیا ن آشفتگی و سراسیمگی پیدا كردے اس پر سپاہیوں نے جواب دیا كہ ہم كیسے اس بات پر یقین نہ كریں_ہم دیكھ ہی رہے ہیں كہ ان كے مزدور نہر كھودنے میں لگے ہوئے ہیں_

214
ہم تو یہاں سے كوچ كرتے ہیں_ یہ آپكی مرضی ہے كہ آپ بھی چلیں یا یہیں قیام كریں چنانچہ اس فیصلے كے بعد حضرت علی (ع) كے سپاہی پیچھے ہٹنے لگے اور لشكر سے دور جاكر انہوں نے پڑاؤ كیا_ جس جگہ سے حضرت علی (ع) كی سپاہ نے كوچ كیا تھا اس پر معاویہ كی سپاہ نے قدم جمادیئے)_

فیصلہ كن جنگ
ماہ محرم كے ختم ہوتے ہی مذاكرات كا بھی خاتمہ ہوگیا اور فریقین جنگ كیلئے تیار ہوگئے امیرالمومنین فرماتے ہیں: میں نے تمہیں مہلت دی كہ شاید تم حق كی طرف واپس آجاؤں كلام اللہ كے ذریعے تمہارے لئے حجت و دلیل پیش كی لیكن تم شورش و سركشی سے باز نہ آئے _ تم نے دعودت حق سے روگردانی كي_ اس لئے اب تم جنگ و جدال كے لئے تیار ہوجاؤ كیونكہ خداوند تعالی خیانت كاروں كو پسند نہیں كرتا_
اس كے بعد آپ نے لشكروں كی صفوں كو منظم كیا معاویہ نے بھی اپنی سپاہ كو آرستہ كیا_(9)
امیرالمومنین نے اپنی سپاہ كو مرتب كرتے ہوئے فرمایا كہ : جب تك دشمن پیشقدمی نہ كرے تم جنگ شروع نہ كرنا كیونكہ تمہارے پاس حجت و دلیل موجود ہے ان كا جنگ شروع كرنا تمہارے لئے دوسری حجت و دلیل ہے جب انہیں شكست دے چكو تو فرار كرنے والوں كو قتل نہ كرنا _ زخمیوں پر حملہ آور نہ ہونا، برہنہ نہ كرنا مردہ لوگوں كے ناك ،كان نہ كاٹنا جس وقت تم ان پر غالب آجاؤ تو تم ان كے گھروں میں اس وقت تك داخل نہ ہونا جب تك میں اجازت نہ دوں اس مال كے علاوہ جو میدان جنگ میں رہ گیا ہے تم انكی كسی چیز كو ہاتھ نہ لگانا اگر چہ عورتیں تمہیں ، تمہارے سرداروں اور تمہارے نیك بزرگوں كو ناشائستہ الفاظ سے یاد كر رہی ہیں مگر تم انہیں تكلیف نہ پہنچانا كیونكہ وہ جسمانی طور پر كمزور اور عقل كے اعتبار سے ناقص ہیں_(10)
سپاہ كو مرتب كرنے كے بعد آپ (ع) نے مالك اشتر كو كوفہ سے سواروں كا اور سهل بن حنیف كو

215
بصرہ كے دستہ كا فرماندار مقرر كیا_ كوفہ كی پیادہ فوج كی فرمانداری عمار یاسر كو تفویض كی گئي اور بصرہ كی پیادہ فوج كا فرماندار قیس بن سعد كو مقرر كیا كوفہ و بصرہ كے قاریوں كو آپ (ع) نے " مسعر بن فد كی " كی تحویل میں دیا اور پرچم ہاشم مرقال ك سپرد كیا_(11)
یكم صفرہ 37 ھ دونوں فوجوں كے درمیان جنگ شروع ہوئي كوفہ كی فوج نے مالك كی كمانڈری اور شام كی فوج نے حبیب بن مسلمہ كی كمانڈری میں شدید جنگ كا آغاز كیا یہ معركہ ظہر تك جاری رہا_
اگلے دین ہاشم مرقال میدان میں اترے اور شام كے اس لشكر كے ساتھ جو ابوالاعور كی زیر فرمانداری میدان جنگ میں آیا تھا نبرد آزمائي كی اور شامیوں كے ساتھ سخت جنگ كے بعد وہ واپس اپنی لشكر گاہ میں آئے_
تیسرے روز عماریاسر مہاجر و انصار بدریوں كے ساتھ میدان جنگ میں اترے اور عمرو عاص سے مقابلہ كیا عمار نے اپنی سپاہ سے خطاب كرتے ہوئے كہا كہ : كیا تم ان دشمنوں كو دیكھنا چاہتے ہو جنہوں نے خدا اور اس كے رسول(ص) كے خلاف جنگ كی اور دشمنوں كو مدد پہنچائي خداوند تعالی كو چونكہ اپنا دین عزیز تھا اسی لئے اس نے اسے كامیابی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عطا كى اور بالاخر اس دشمن نے خوف كى وجہ سے اپنا سر اسلام كے سامنے خم كرديا پيغمبر اكر م(ص) كے رحلت كے بعد اس دشمن كى مسلمانوں كے خلاف دشمنى و عداوت آشكارا ہوگئي_مسلمانو تم دشمن كے لشكر سے جنگ كرو كيونكہ انكے سردار ان لوگوں ميں سے ہيں جو نور الہى كو خاموش كرنے كا ارادہ كئے ہوئے ہيں_

اس كے بعد انہوں نے پيادہ فوج كے فرماندار زياد بن نَضر كو حكم ديا كہ حملہ كريں اور خود بھى حملہ آور ہوئے اور عمرو عاص كو پسپا كرديا_

چوتھے دن حضرت على (ع) كے فرزند محمد حنفيہ ميدان جنگ ميں گئے اور عبيداللہ بن عمر سے جنگ كى _ دونوں جانب سے مقابلہ سخت رہا_ بالاخرہ عبيداللہ نے محمد حنفيہ كو جنگى كشتى كى دعوت دى محمد حنفيہ نے پيشقدمى كى مگر حضرت على (ع) نے منع كرديا اور خود ان كى جگہ كشتى گيرى كيلئے تشريف لے گئے _مگر

عبيداللہ بن عمر اس كے لئے تيار نہ ہوا_

پانچويں دن عبداللہ بن عباس كا " وليد بن عقبہ" سے مقابلہ ہوا سخت نبرد آزمائي كے بعد انہوں نے وليد بن عقبہ كو جنگى كشتى كى دعوت دى مگر اس كے دل پر خوف طارى ہوگيا اور بالاخر لشكر اسلام فتح و كامرانى كے ساتھ واپس آيا_(12)

چھٹے دن قيس بن سعد اور " ذى الكلاع" كے درميان سخت معركہ ہوا سخت نبرد آزمائي كے بعد واپس آيا_

ساتويں دن مالك اشتر كا اپنے سابقہ رقيب سے مقابلہ ہوا اورظہر كے وقت لشكر گا واپس آئے_

عام جنگ

اميرالمومنين حضرت على (ع) نے ديكھا كہ جنگ كو ايك ہفتہ ہوگيا ہے اگرچہ دونوں طرف سے بہت سے سپاہى قتل كئے جاچكے ہيں مگر اس كے باوجود لشكر اسلام كو فتح نصيب نہيں ہو رہى ہے اسى لئے آپ نے عام حملے كا حكم ديا اور فرمايا كہ : ہم كيوں اپنى پورى فوجى طاقت كو حريف كے خلاف جنگ ميں بروئے كار نہ لائيں؟

اسى لئے آپ نے 8 صفر شب چہارشنبہ (بدھ كى رات) اپنى سپاہ كے سامنے تقرير كى اور فرمايا كہ : جان لو كہ كل تمہيں دشمن كے روبرو ہونا ہے اس لئے تمام رات عبادت ميں گزارو اور قرآن مجيد كى كثرت سے تلاوت كرو خداوند تعالى سے دعا كرو كہ ہميں صبر و نصرت عطا فرمائے دشمن كے مقابل مكمل پايدارى ، ثابت قدمى سے آنا اور پورى جد و جہد و استوارى سے اس كا مقابلہ كرنا اور ہميشہ راستگو رہنا_

حضرت على (ع) كى جيسے ہى تقرير ختم ہوئي آپ (ع) كى سپاہ نے اپنے اسلحہ اور تلوار نيزہ و زوبين و غيرہ كو سنبھالا اور اسے جلا دينى شروع كى _ حضرت على (ع) صبح كے وقت تك اپنے لشكر كو آراستہ كرتے

رہے_ آپ كے حكم كے مطابق منادى كے ذريعے دشمن كو اعلان جنگ سنايا اور كہا كہ : اے شاميو كل صبح تم سے ميدان كارزار ميں ملاقات ہوگى _(13)

منادى كى آواز جب دشمن كے كانوں ميں پہنچى تو اس كى صفوں ميں كہرام مچ گيا سب نے بيم و ترس كى حالت ميں معاويہ كى جانب رخ كيا اس نے تمام سرداروں اور فرمانداروں كو بلايا اور حكم ديا كہ اپنى فوجوں كو تيار كريں_

حضرت على (ع) نے جب اپنے لشكر كو آراستہ كر ليا تو آپ (ع) اپنى جگہ سے اٹھے اور سپاہ ميں جوش و خروش پيدا كرنے كيلئے ان كے سامنے تقرير كى اور فرمايا كہ : اے لوگو خداوند تعالى نے تمہيں اس تجارت كى جانب آنے كى دعوت دى ہے جس ميں عذاب سے نجات دلائي جائے گى اور خير و فلاح كى جانب بلايا ہے_يہ تجارت خدا اور اس كے رسول(ص) كى صداقت پر ايمان اور راہ خدا ميں جہاد ہے_ اس كا معاوضہ تمہيں يہ ملے گا كہ تمہارے گناہ بخش دئے جائيں گے اور خُلد بريں ميں تمہيں رہنے كيلئے پاكيزہ مكان مليں گے اور اس كا انتہائي اجر يہ ہے كہ تمہيں خدا كى رضا نصيب ہوگى جو ہر اجر سے كہيں عظيم ہے_ قرآن كا خدا كے محبوب بندوں سے ارشاد ہے كہ : خداوند تعالى ان مجاہدين حق كو دوست و عزيز ركھتا ہے جو محكم ديور كى طرح دشمن كے مقابل آجاتے ہيں اور اس سے جنگ و جدال كرتے ہيں(14)_اپنى صفوں كو سيسہ پلائي ہوئي بنيادوں كى طرح محكم كرلو اور ايك دوسرے كے دوش بدوش رہو_ زرہ پوش سپاہ پيشاپيش رہيں اور جن كے پاس زرہ نہيں انہيں زرہ پوش سپاہ كے عقب ميں ركھا جائے اپنے دانت بھينچے ركھو

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کیونکہ اس کے باعث شمشیر کی ضرب سے کاسہ سر محفوظ رہتا ہے_ اس سے قلب کو تقویت اور دل کو آسودگی حاصل ہوتی ہے_ اپنی آوازوں کو خاموش رکھو اس لئے کہ اس کی وجہ سے سستی و شکست سے نجات ملتی ہے اورچہرہ پر متانت و وقار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ... اپنے پرچموں کو یکجا رکھو اور انہیں باحمیت دلاوروں کے سپرد کرو جو لوگ مصائب و مشکلات میں صبر کرتے ہیں اور پرچم پر مسلط رہتے ہیں_ وہ اس کی ہر طرف سے حفاظت میں کوشاں رہتے ہیں_(15)

حضرت علی (ع) کا خطبہ ختم ہونے کے بعد آپ کے اصحاب میں سے بھی ہر شخص نے اپنے قبیلے کے لشکر میں جوش و خروش پیدا کرنے کی خاطر تقریر کی _ انہی مقررین میں سعید بن قیس بھی شامل تھے چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے درمیان سے اٹھے پہلے تو انہوں نے حضرت علی (ع) اور آپ (ع) کے اصحاب کی قدر و منزلت کا ذکر کیا اس کے بعد انہوں نے معاویہ کا تعارف کرایا_(16) اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے دوستوں کو جنگ کرنے کیلئے ترغیب دلائي_
فریقین کے لشکر چونکہ جنگ کیلئے آمادہ تھے اس لئے بدھ کے دن سخت معرکہ ہوا _ رات کے وقت دونوں لشکر بغیر فتح و نصرت واپس اپنے خیموں میں آگئے(17)_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے جمعرات کی صبح نماز فجر جلدی پڑھ لی سپاہ سے خطاب کرنے اور جنگ کی ترغیب دلانے کے بعد آپ (ع) نے گھوڑا طلب فرمایا (18) اس پر سوار ہونے کے بعد آپ قبلہ رخ کھڑے ہوگئے انکے دونوں ہاتھ آسمانکی طرف تھے اور خداوند تعالی سے یوں راز و نیاز کر رہے تھے: خداوند ا یہ قدم تیری راہ میں بڑھ رہے ہیں بدن خستہ و ناتواں ہیں دلوں پر لرزہ و وحشت طاری ہے اور یہ ہاتھ تیری بارگاہ میں اٹھے ہوئے ہیں اور آنکھیں تیری طرف لگی ہوئي ہیں اس کے بعد آپ نے ایك آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے (اے رب ہماری قوم کے درمیان ٹھیك ٹھیك فیصلہ کردے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے_(19)
آخر میں آپ نے سپاہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سیرو علی برکة الله ((20) آگے بڑھو خدا تمہاری پشت و پناہ ہے)_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے نبرد آزما ہونے سے قبل شام کے ہر قبیلے کا نام دریافت فرمایا اس کے بعد آپ (ع) نے اپنی سپاہ کے قبائل کو حکم دیا کہ تم میں سے ہر سپاہی اپنے ہم نام اور ہم پلہ و شان قبیلے کے ہراس شخص سے جنگ کرے جو دشمن کی صفوں میں شامل ہے(21)_
سپاہ اسلام کی علامت وہ سفید رنگ کا کپڑا تھا جو انہوں نے اپنے سرو ناور بازووں پر باندھ رکھتا تھا_ اور ان کا نعرہ یاالله، یا احد ، یا صمد ، یا رب محمد یا رحمت اور یا رحیم تھا_

اس کے برعکس معاویہ کی سپاہ کا نشان زرد پٹی تھی جسے انہوں نے بھی اپنے سروں اور بازووں پر باندھ رکھا تھا_ اور ان کا نعرہ یہ تھا نحن عبادالله حقا حقا یا لثارات عثمان(22)

قرآن کی طرف دعوت

اس سے قبل کہ حضرت علی (ع) کے سامنے عمروعاص کا مکر و فریب ظاہر ہو آپ (ع) نے اپنی جمعیت کو بیدار کرنے اور دشمن پر اتمام حجت کی خاطر اس وقت بھی جب کہ آپ (ع) نے اپنی فوج میں ذرہ برابر زبونی و ناتوانی محسوس نہیں کی ، یہ تجویز پیش کی اور فرمایا کہ : کوئي شخص قرآن شریف اپنے ہاتھ میں اٹھالے اور دشمن کے نزدیك پہنچ کر اسے قرآن کی طرف آنے کی دعوت دے ایك شخص جس کا نام " سعید" تھا اٹھا اور اس نے سپاہ دشمن کی جانب جانے کا اظہار کیا حضرت علی (ع) نے دوبارہ اپنی اس تجویز کو زبان مبارك سے ادا کیا اسی نوجوان نے آپ (ع) کی اس تجویز پر لبیك کہا کیونکہ اکثر و بیشتر افراد کا خیال تھا جو شخص بھی اس راہ میں پیشقدمی کرے گا اس کا مارا جانا یقینی ہے_
حضرت " سعید" نے قرآن مجید ہاتھ میں لیا اور سپا ہ دشمن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ : اے لوگو شورش و سرکشی سے باز آؤ امیرالمومنین حضرت علی (ع) قرآنی حکومت اور عدل الہی کی دعوت دے رہے ہیں سیدھا راستہ اختیار کرو سیدھا راستہ وہی ہے جو مہاجرین و انصار نے اختیار کیا لیکن اہل شام نے اس کو اپنے نیزوں اور تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کردیا_(23)

معاویہ کہاں ہے؟
فریقین کے لشکر کے درمیان جنگ جیسے جیسے شدید تر ہوتی جاتی تھي، مالك اشتر ، عمار اور عبداللہ بدیل جیسے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے یار و مددگار شیر کی طرح غراتے اور دشمن پر حملہ آور ہوتے حضرت علی (ع) بھی میدان کارزار میں داخل ہوئے دشمن کی سپاہ نے جیسے ہی آپ (ع) کو دیکھا اس

پر خوف و ہراس طاری ہوگیا بعض قبائل کو تو اپنی جان کے لالے پڑگئے اور یہ فکر ستانے لگی کہ کس طرح نجات پائیں چنانچہ قبیلہ خثعم کے سردار عبداللہ خنش نے خثعم قبیلہ عراق کے سرگروہ کعب سے پیغام کے ذریعے یہ درخواست کی کہ صلہ رحم کی خاطر اور ایك دوسرے کے حقوق کا پاس کرتے ہوئے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کر لے لیکن مخالفت سے دوچار ہوا_(24)
اسی اثناء میں سپاہ اسلام کے فرماندار میمنہ عبداللہ بدیل جو بہت ہی شجاع و دلیر شخص اور دو زرہ پہن کر جنگ کرتے تھے دونوں ہاتھوں میں تلواریں لئے دشمن کی سپاہ کے میسرہ کی جانب بڑھے اور اسے چیرتے ہوئے ان لوگوں تك پہنچ گئے جو معاویہ کے فدائي کہلاتے تھے یہ لوگ معاویہ کے ایسے جانثار و با وفا دوست تھے جنہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تك ہمارے دم میں دم ہے اس کی حفاظت کرتے رہیں گے معاویہ نے ان فدائیوں کو حکم دیا کہ عبداللہ کے بمقابل آجائیں اور خفیہ طور پر اسے اپنے میسرہ کے فرماندار حبیب بن مسلمہ سے کہا کہ وہ ابن بدیل کو آگے بڑھنے سے روکے لیکن وہ آگے بڑھتے ہی گئے معاویہ نے ناچار مصلحت اس امر میں سمجھی کہ اپنی جگہ بدل دے اور وہ پیچھے کی طرف بھاگ گیا لیکن عبداللہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے یا لثارات عثمان (عثمان کے خون کا بدلہ) معاویہ کی سپاہ نے جب یہ نعرہ سنا تو اس نے انہیں اپنا ہی سپاہی سمجھ کر انہیں راستہ دیا_
معاویہ کو چونکہ دوسری مرتبہ اپنی جگہ سے ہٹ کر پیچھے آنا پڑا تھا اس لئے اس نے دوبارہ حبیب بن مسلمہ سے کہا کہ میری مدد کرو چنانچہ اس نے بڑا سخت حملہ کیا اور دائیں جانب کے لشکر (جناح راست) کو چیرتا ہوا عبداللہ بن بدیل تك پہنچ گیا_ عبداللہ سو قاریوں میں سے اکیلے رہ گئے تھے (باقی سب پسپا ہو چکے تھے) چنانچہ وہ پوری دلیری سے جنگ کرتے رہے اور زبان سے بھی کہتے رہے کہ : معاویہ کہاں ہے_ معاویہ نے جب عبداللہ کو اپنے نزدیك دیکھا تو اس نے پکار کر کہا کہ اگر تلوار سے ان پر حملہ نہیں کر سکتے تو انھیں آگے بھی نہ آنے دو ان پر سنگباری شروع کردو چنانچہ ہر طرف سے اس جانباز اسلام پر اس قدر پتھر برسائے گئے کہ وہ وہیں شہید ہوگئے_

معاویہ نے حکم دیا کہ انکے ناك، کان کاٹ لئے جائیں لیکن ان کی عبداللہ بن عامر سے چونکہ سابقہ دوستی تھی اسیلئے وہ مانع ہوئے اور معاویہ نے بھی اس خیال کو ترك کردیا_(26)

حضرت علی (ع) میدان کارزار میں
امیرالمومنین حضرت علی کمانڈر انچیف کے فرائض انجام دینے کے علاوہ بہت سے مواقع پر بالخصوص حساس ترین لمحات میں خود بھی میدان کارزار میں پہنچ جاتے اور دشمن کے حملوں کا مقابل کرتے اگرچہ آپ کے اصحاب و فرزند آپ (ع) کے دشمن کے درمیان حائل ہوجاتے اور آپکی پوری حفاظت کرتے اور ان کی یہ خبرگیری آپکے لیئے جنگ کرنے میں مانع ہوتي_
بطور مثال ایك موقع پر میان کارزار میں بنی امیہ کے " احمر" نامی غلام جو بڑا جری و دلاور شخص تھا آگے بڑھا _جس وقت حضرت علی (ع) کی نگاہ اس پر گئي تو آپ بھی اسکی طرف بڑھے اسی اثناء میں حضرت علی (ع) کا غلام جس کا نام " کیسان" تھا آگے بڑھ آیا _ دونوں کے درمیان کچھ دیر تك نبرد آزمائي ہوتی رہی _ بالاخر وہ احمر کے ہاتھوں ماراگیا اب احمر حضرت علی (ع) کی جانب بڑھا تا کہ آپ کو شہید کردے_ حضرت علی (ع) نے اس سے قبل کہ دشمن وار کرے ہاتھ بڑھا کر اس کا گریبان پکڑا اور اسے گھوڑے پر سے کھینچ لیا_ اور اسے سر سے اوپر اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ اس کے شانہ و بازو ٹوٹ کر الگ ہوگئے اور ایك طرف کھڑے ہوگئے_ اتنے میں فرزندان علی (ع) (حضرت امام حسین (ع) اور حضرت محمد حنفیہ) وہاں پہنچ گئے اور تلوار کے وارسے اسے ہلاك کردیا_
راوی مزید بیان کرتا ہے کہ : احمر کے قتل کے بعد شامیوں نے جب حضرت علی (ع) کو اکیلا دیکھا تو وہ آپ (ع) کی طرف بڑھے اور جان لینے کا ارادہ کیا اگرچہ وہ حضرت علی (ع) کی جانب بڑھتے رہے مگر آپ(ع) کی رفتار میں ذرا

بھی فرق نہ آیا اور پہلے کی طرح آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے رہے ، حالانکہ اپنے لشکر کی طرف پلٹنے کا ارادہ نہیں تھا_ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت امام حسن (ع) نے اپنے والد محترم سے عرض کی کیا حرج ہے کہ آپ (ع) اپنی

رفتار تیز کردیں اور اپنے ان دوستوں سے آن ملیں جو دشمن کے روبرو کھڑے ہیں اس پر حضرت علی (ع) نے جواب دیا کے اے میرے فرزند تیرے والد کا اس جہان سے کوچ کرنے کے لئے خاص وقت معین ہے اس میں ذرا بھی پس و پیش نہیں ہوسکتی _ تیرے والد کو اس بات کا ذرا بھی غم نہیں کہ موت کو اپنی آغوش میں لے لے یا موت خود ہی آکر گلے لگ جائے_(27)

ايك موقع پر سعيد بن قيس ميدان کارزار ميں موجود تھا اس نے بھی ايك مرتبہ حضرت علی (ع) کی خدمت ميں عرض کيا : يا اميرالمومنين آپ دشمن کی صف کے نزديك حد سے زيادہ آگے آجاتے ہيں کيا آپ کو اس بات کا ذرا بھی خوف نہيں کہ دشمن آپ پر وار کر سکتا ہے اس پر آپ (ع) نے فرمايا تھا کہ خداوند تعالی سے بڑھ کر کوئي کسی کا نگہبان نہيں اگر کوئي کنويں ميں گرجائے يا اس پر ديوار گر رہی ہو يا کوئي اور بلا نازل ہو رہی ہو تو خدا کے علاوہ اس کی کوئي حفاظت کرنے والا نہيں اور جب موت آجاتی ہے تو تمام تدابير بيکار ہوجاتی ہيں_(28)

دوستوں کی حمايت و مدد

حضرت علی (ع) ميدان جنگ ميں عين اس وقت بھی جب کہ ميدان کارزار ميں پيش قدمی فرما رہے ہوتے تھے اگر ضرورت پيش آجاتی تو اپنی جان کو خطرہ ميں ڈال کر وہ اپنے ساتھيوں کی مدد کيلئے تيزی سے پہنچتے_

غرار بن ادہم شامی لشکر کا مشہور سوار تھا ايك روز اس نے عباس بن ربيعہ (28) کو جنگی کشتی کيلئے للکارا عباس گھوڑے سے اتر کر نيچے آگئے اور غرار سے کشتی ميں نبرد آزما ہوگئے سخت زور آزمائي کے بعد عباس نے شامی کی زرہ کو چاك کرديا اس کے بعد آپ نے تلوار نکال کر اس کے سينے پر وارد کيا يہاں تك کہ وہ زخمی ہوکر مارا گيا يہ منظر ديکھ کر لوگوں نے نعرہ تکبير بلند کيا_

ابوالاغَرّ سے يہ واقعہ منقول ہے کہ ميں نے اچانك سنا کہ ميرے پيچھے کوئي شخص يہ آيت تلاوت کر رہا ہے" قاتلوہم يعذبہم الله بايديکم و يخزہم و ينصرکم علی ہم و

يشف صدور قوم مومنين" (انہيں قتل کر ڈالو خدا تمہارے ذريعہ انہيں عذاب ميں مبتلا کرتا ہے اور ذليل کرتا ہے اور تمہاری مدد کرتا ہے مومنوں کے دلوں کو شفا بخشتا ہے اور ان سے کدورت دور کرتا ہے(29))

جب ميں نے پلٹ کرديکھا تو وہاں اميرالمومنين حضرت علی (ع) کو پايا_ اس کے بعد آپ (ع) نے مجھ سے فرمايا ہم سے کس شخص نے دشمن سے جنگ کی ؟ ميں نے عرض کيا کہ آپ کے بھتيجے نے_ اس پر آپ(ع) نے فرمايا کيا ميں نے تمہيں اور ابن عباس کو جنگ کرنے سے منع نہيں کيا تھا؟ انہوں نے جواب ديا کہ جی ہاں آپ نے منع فرماياتھا_ مگر دشمن نے خود ہی مجھے للکارا_ اس پر آپ نے کہا کہ اگر تم نے اپنے پيشوا کی اطاعت کی ہوتی تو وہ اس سے کہيں زيادہ بہتر تھا کہ تم دشمن کی للکار کا جواب ديتے _ اس کے بعد آپ نے بارگاہ خداوندی ميں دعا کی کہ وہ عباس کی لغزش کو معاف کرے اور جہاد کی انہيں جزا دے_

غرّار کے قتل ہوجانے کی وجہ سے معاويہ بہت زيادہ مضطرب و آشفتہ خاطر ہوا چنانچہ اس کے حکم کے مطابق اور انعام کے وعدے پر قبيلہ " لخم" کے دو افراد نے عباس بن ربيعہ کو پيکار کی غرض سے للکارا_ ليکن حضرت علی (ع) نے انہيں نبرد آزمائي کی اجازت نہيں دی اور فرمايا کہ معاويہ تو يہ چاہتا ہے کہ بنی ہاشم ميں سے ايك شخص بھی زندہ نہ رہے ...

اس کے بعد آپ (ع) نے عباس کے لباس اور اسلحہ سے خود کو آراستہ کيا اور انہی کے گھوڑے پر سوار ہو کر ان دونوں افراد کی طرف روانہ ہوئے اور انہيں وہيں ہلاك کرديا_ ميدان کارزار سے واپس آکر آپ نے عباس کا اسلحہ انہيں واپس کيا اور فرمايا کہ جو کوئي تمہيں نبرد آزمائي کے لئے للکارے پہلے تم ميرے پاس آؤ ...(30)

اس واقعے سے يہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضرت علی (ع) کی بنی ہاشم بالخصوص خاندان رسالت کی جانب خاص توجہ و عنايت تھی اور انکی جان کی حفاظت کيلئے آپ (ع) ہر ممکن کوشش فرماتے_ چنانچہ بحران جنگ ميں جب کہ آپ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(ع) کی جانب تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور آپ کے فرزندوں کو دشمن

اپنے تیروں کا نشانہ بنائے ہوئے تھا، اس وقت بھی آپ (ع) کو اپنی جان کی پروانہ تھی چنانچہ خود آگے بڑھ کر جاتے اور اپنے ہاتھ سے تیروں کے رخ کو کبھی ایك طرف اور کبھی دوسری جانب منتشر کردیتے_(31)

سوالات

1_ حضرت علی (ع) نے اپنے نمائندے معاویہ کے پاس کس مقصد کے تحت روانہ کئے؟

2_ معاویہ نے اپنے لشکر کی کمزوری کی تلافی کس طرح کرنا چاہی اور لشکر اسلام کو کمزور و ناتوان کرنے کیلئے اس نے کیا اقدامات کئے؟ اس کی دو مثالیں پیش کیجئے؟

3_ نبرد آزمائي سے قبل حضرت علی (ع) نے اپنے سپاہیوں کے لئے کیا احکامات صادر کئے؟

4_ پہلی اور دوسری عام جنگوں کا آغاز کن تاریخوں سے ہوا؟ فریقین کے لشکروں کی علامات و نعرے کیا تھے؟

5_ حضرت علی (ع) نے جنگ سے قبل اتمام حجت کے طور پر اور مسلمانوں کی خون ریزی کو روکنے کیلئے کیا اقدامات کیئے؟

6_ جنگی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت علی (ع) کے سپاہیانہ کردار کو مختصر طور پر بیان کریں_

حوالہ جات

1_ ائتوا ہذا الرجل و ادعوہ الی اللہ و الی الطاعۃ و الی الجماعۃ

2_ وقعہ صفین ص 188_ 187، کامل ابن اثیر ج 3 ص 285

3_ کامل ابن اثیر ج 3 ص 286، وقعہ صفین ص 195

4_ وقعہ صفین ص 198_ 197

5_ کامل ابن اثیر ج 3 ص 293 _ 291 ،تاریخ طبری ج 5 ص 7 ، وقعہ صفین ص 202 _201

6_ کامل ابن اثیر ج 3 ص 290 ، وقعہ صفین ص 200 _199 ، معاویہ کی اس گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے حضرت علی (ع) کے دیگر سرداران سے بھی اس قسم کی بات کی تھي_

7_ وقعہ صفین ص 190_ 188

8 _ وقعہ صفین 490_489 ، اس واقعہ کی تفصیل بعد میں آئے گي_

9_ وقعہ صفین ص 190

10_ وقعہ صفین ص 204_203

11_ کامل ابن اثیر ج 3 ص 294 ، تاریخ طبری ج 5 ص 11 ، لیکن وقعہ صفین میں صفحہ 205 پر منقول ہے کہ سوار دستے کی کمانڈری عمار کو اور پیادہ فوج کی عبداللہ بدیل کو دی گئي_

12_ کامل ج 3 ص 294 ، لیکن وقعہ صفین میں درج ہے کہ فریقین کے لشکر فتح و کامرانی کے بغیر واپس آئے ملاحظہ ہو وقعہ صفین ص 222_

13_ مروج الذہب ج 2 ص 379 ، کامل ج 3 ص 295_ 294 ، وقعہ صفین ص 223_214

14_ سورہ صف آیہ 4 ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص_

15_ نہج البلاغہ کے خطبہ 124 کا اقتباس، وقعہ صفین ص 235

16_ وقعہ صفین ص 236

17 _ کامل ابن اثیر ج 3 ص 296

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

18_ اس سے قبل حضرت علی (ع) کی سواری میں جانور خچر تھا اس روز آپ (ع) نے تنومند و دراز دم گھوڑا لانے کے لئے حکم

227

دیا_ یہ گھوڑا اس قدر تنومند و طاقتور تھا کہ اسے قابو میں رکھنے کے لئے دو لگا میں استعمال کرنی پڑتی تھیں اور وہ اپنی اگلی ٹانگوں سے زمین کھودتا رہتا تھا_

19_ سورہ اعراف آیہ 88 "رَبَنا افتَح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین"_

20_ وقہ صفین ص 230 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 176

21_ وقعہ صفین ص 229 ،کامل ابن اثیر ج 3 ص 298 ، تاریخ طبری ج 5 ص 14، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 186

22_ وقعہ صفین ص 332

23_ وقعہ فین ص 244 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 196 ، اس پورے قضیے میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ حضرت علی (ع) نے خیر خواہی کا جو یہ اقدام کیا تھا اس کے پیش نظر معاویہ کے کسی سپاہی نے اپنے فیصلہ جنگ پر تردید نہیں کی وہ اس نوجوان کو دیکھتے رہے لیکن جب معاویہ کی صفوں میں شکست کے آثار نمودار ہوئے تو اس کے سپاہیوں نے اس شکست کی تلافی کے لئے قرآن کو نیزے پر چڑھا لیا اور وہ بھی سپاہ عراق کو قرآن کی دعوت دینے لگے حضرت علی (ع) کی سپاہ میں سے کچھ لوگوں پر اس کا اثر ہوگیا چنانچہ انہوں نے حضرت علی (ع) سے کہا کہ حکم صادر کیجئے کہ مالك اشتر واپس آجائیں ورنہ ہم آپ (ع) کو قتل کردیں گے_

25_ حضرت عبداللہ بن بدیل کے بھائي کا نام بھی عثمان تھا_ وہ بھی دشمن کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے_ یہاں عثمان سے مراد ان کے بھائي ہیں_

26_ وقعہ صفین ص 248 _ 245، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 196، اگرچہ تاریخ کی کتابوں میں ایسے کئي دلیر جانبازوں کا ذکر ملتا ہے مگر اس کتاب کے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی کیفیات بیان کرنے سے چشم پوشی کی گئي ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 214 وقعہ صفین ص 258

27_ وقعہ صفین ص 250_ 249 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 198 ، تاریخ طبری ج 5 ص 19، کامل ابن اثیر ج 3 ص 299

28 _ وقہ صفین ص 250 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 199

29_ عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب

30_ سورہ توبہ آیہ 14

31_ شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 219

32_ وقعہ صفین ص 249 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 198، تاریخ طبری ج 5 ص 19

229

گیارھواں سبق

قاسطین (جنگ صفین) 3

استقامت و پایداری کی نصیحت

فرار کرنے والوں کی تنبیہ و سرزنش

جنگ میں مالك کا کردار

دو حجر کی جنگ

حریث کا قتل

آخری تجویز

بدترین طریقے کا سہارا

دشمن کے سرداروں کا اعتراف

پھر دھوکا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جنگ کی شدت
دو لائق سپہ سالاروں کی شہادت
عمار کی شہادت کارد عمل
سوالات
حوالہ جات

231

استقامت و پایداری کیلئے نصیحت
لشکر اسلام کا مرکزی حصہ پہلے کی طرح اب بھی سپاہ دشمن کے قلب میں جنگ آزما تھا حبیب بن مسلمہ کے سخت حملے کے باعث بائیں بازو کا پَرہ(جناح راست) پسپا ہوکر فرار کرنے لگا تھا امیرالومنین حضرت علی (ع) نے جب یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے مالك کو حکم دیا کہ ان فرار کرنے والوں کی طرف جاؤ اور ان سے کہو کہ : موت سے بچ کر کہاں جا رہے ہو کیا اس زندگی کی جانب جو قطعی ناپایدار ہے ؟ مالك فرار کرنے والوں کی جانب لپکے اور کئي مرتبہ پکار کر کہا کہ لوگو میں مالك ہوں لیکن کسی نے ان کی جانب توجہ نہ کی جس کی وجہ یہ تھی کہ بیشتر لوگ انھیں اشتر کے نام سے جانتے تھے لہذا جس وقت انہوں نے کہا کہ میں مالك اشتر ہوں تو فرار کرنے والے واپس آنے لگے اور ان کے گرد جمع ہوگئے_
مالك نے اپنے زور بیان سے لوگوں کو دوبارہ جنگ و نبرد کیلئے آمادہ کر لیا اس کے بعد انہوں نے قبیلہ " مذحج" کے افراد کو جو اپنے دلیری و جنگجوئي میں مشہور تھے خاص طور پر نبرد آزمائي کی دعوت دی اور کہا کہ میدان کارزار میں اپنی مردانگی کے جوہر دیکھائیں اور دشمن کو پسپائي پر مجبور کردیں ان سب نے ایك زبان ہوکر اپنی آمادگی کا اعلان کردیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں طائفہ ہمدان کے سو افراد اور ان کے علاوہ دیگر چند دانشور جرائتمند اور باوفا لوگ مالك کی جانب واپس آگئے اور اس طرح دوبارہ دائیں جانب کا پرہ مضبوط ہوگیا ان کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ جس لشکر پر بھی حملہ آور ہوجاتے اسے نیست و نابود کردیتے (1) چنانچہ ان کے سخت و شدید حملات کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ دشمن کو مجبور ا پسپا ہونا پڑا_

232

فرار کرنے والوں کی تنبیہ و سرزنش
فرار کرنے والے جب واپس آگئے تو امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اس پیش بندی کے خیال سے کہ یہ اقدام دوبارہ نہ ہو ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ : میں نے تمہاری چابکدستی و دلاوری بھی ملاحظہ کی اور دیگر سپاہ کی صفوں سے تمہیں سرتابی کرتے ہوئے بھی دیکھا_ اہل شام تو جفا کار، پست فطرت اور صحرانشین بدو ہیں مگر افسوس انہوں نے تمہیں راہ فرار دکھا دی جب کہ تم شائستہ و لائق ، برگزیدہ اور سر برآوردہ عرب ہو جو رات کی تاریکیوں میں قرآن پاك کی تلاوت کرتے تھے لوگ گمراہی میں بھٹك رہے تھے تم حق کی جانب آنے کی دعوت دے رہے تھے اگر تم فرار کرنے کے بعد واپس نہ آگئے ہوتے تو وہ سخت سزا تمہارے گریبان گیر ہوتی جو خداوند تعالی نے مفرورین کیلئے مقرر کی ہے_(2)
... یہ جان لو کہ جو شخص راہ فرار اختیار کرتا ہے وہ خدا کے غضب کو برانگیختہ کرتا ہے اور خود کو ہلاکت کی جانب لے جاتا ہے اور وہ اس پستی و مذلت کی طرف چلا جاتا ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہے وہ اس کے ذریعے اپنے لئے ابدی ننگ و رسوائي اور بد بختی کے سامان مہیا کرتا ہے جو شخص فرار کرتا ہے نہ اس کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی اسے خداتعالی کی رضاء و خوشنودی حاصل ہوتی ہے اس بناپر ان مذموم صفات کو حاصل کرنے سے موت کہیں زیادہ گوارا ہے_(3)

جنگ میں مالك کا کردار
مالك اشتر دراز قامت ، مضبوط جسم اور لاغر بدن انسان تھے مگر بہت زیادہ طاقتور و تنومند ایك مرتبہ قیس کے دو فرزند مُنقذ اور حمیر ان کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے _ منقذنے کہا کہ اگر مالك کی نیت ان کے عمل کی طرح ہے تو

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عربوں میں ان کاثانی نہیں اس پر حمیر نے جواب دیا کہ ان کا عمل ان کے خلوص نیت کا آئینہ دار ہے_(4)
مالك سرتاپا ایسے مسلح تھے کہ انھیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا شمشیر یمانی ان کے ہاتھ میں تھی جس

وقت یہ تلوار ان کے ہاتھ میں گھوم جاتی تھی تو لگتا تھا کہ یہ تلوار نہیں آب رواں ہے اور جس وقت فضا کو چیرتی ہوئي گذرتی تھی تو اس کی چمك سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہوجاتی تھیں_(5)
"ابن جمہان" نے جب ان کی تلوار سے آگ نکلتی دیکھی اور دشمن پر ان کے شگفت آور حملے کو دیکھا تو ان سے کہا:
خداوند آپ کی اس عظیم فداکاری کے بدلے ہیں جزاء خیر عطا فرمائے جو آپ مسلمانوں اور امیرالمومنین کے دفاع کیلئے انجام دے دیتے ہیں_
مالك نے ہمدانیوں کے ساتھ ان پانچ صفوں کو اپنے محاصرہ میں لے لیا تھا کہ جنہوں نے معاویہ سے یہ عہد کیا تھا کہ مرتے دم تك تم پر آنچ نہیں آنے دیں گے لیکن مالك نے چار صفوں کو پسپا کردیا_(6)
مالك جیسے لائق و اہل فرماندار کی موجودگی جہاد میں سپاہیوں کی حوصلہ مندی اور دل گرمی کا سبب ہوتی وہ جس لشکر پر بھی حملہ آور ہوتے وہ لشکر فرار کرجاتا اور جب کبھی منتشر و پراگندہ سپاہ کے درمیان پہنچ جاتے تو انھیں لشکر کی شکل میں مرتب و منظم کردیتے جس وقت انہوں نے یہ دیکھا کہ سپاہ اسلام کے لشکر کے فرمانداروں اور پرچمداروں میں سے دو شخص سخت جنگ و نبرد کے بعد شہید ہوگئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ : خدا کی قسم یہی صبر جمیل اور کریمانہ عمل ہے اور مرد وہ ہے جو میدان کارزار میں یا تو کسی کو قتل کردے یا خود شہید ہوجائے اور جو اس کے بغیر میدان جنگ سے واپس آتا ہے تو کیا اس کیلئے باعث ننگ و رسوائي نہیں ہے_(7)

دو حجر کی جنگ
صفر کی 7 تاریخ کو جب کہ فریقین کے لشکر ایك دوسرے کے مقابل آگئے تو پہلا شص جو معاویہ کے لشکر سے نکل کر میدان کارزار میں آیا اور حریف کو نبرد آزمائي کیلئے للکارا وہ "حجر شرّ"

کے نام سے مشہور اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے یار باوفا حضرت حجر بن عدی کا چچازاد بھائي تھا حجر شر کامقابلہ کرنے کے لئے حجربن عدی میدان جنگ میں پہنچے اور دو حجر کے درمیان سخت نبرد آزمائي ہوئي اسی اثنا میں " خزیمہ بن ثابت " حجر شر کی مدد کے لئے میدان جنگ میں آگیا اور حجر بن عدی کو اس نے زخمی کردیا، سپاہ اسلام نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بھی میدان کارزار کی جانب بڑھے اور خزیمہ بن ثابت کو قتل کرڈالا حجر شر بھی مجاہدان اسلام میں سے ایك شخص کو قتل کرنے کے بعد اپنے چچازاد بھائي (حجربن عدی) کے ہاتھوں ہلاك ہوا اس کی ہلاکت حضرت علی (ع) کے لئے باعث مسرت ہوئي اور آپ (ع) باری تعالی کا شکر بجالائے_(8)

حریث کا قتل
حریث معاویہ کا غلام تھا تنومند ہونے کی وجہ سے اپنے آقا کا بہت محبوب و پسندیدہ تھا اسے میدان جنگ میں اسی وقت بھیجا جاتا تھا جب کہ میدان کارزار سخت گرم ہوا اور جنگ دشوار و حساس لمحات گذر رہی ہوا اس میں اور معاویہ میں شباہت بھی بہت زیادہ تھی چنانچہ کبھی کبھی وہ اپنا مخصوص لباس بھی اس غلام کو پہنا دیتا جس کے باعث لوگ یہ سمجھنے لگتے کہ معاویہ بذات خود میدان جنگ میں آگیا ہے_
معاویہ نے اس سے یہ فرمائشے کی کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے علاوہ وہ جس سے بھی چاہے نبرد آزما ہوجائے لیکن عمروعاص نے اسے اپنی باتوں سے یہ ترغیب دلائي کہ موقعہ ملے تو حضرت علی (ع) سے بھی مقابلہ آرا ہوجائے چنانچہ وہ حضرت علی (ع) کا مقابلہ کرنے کے لئے گیا اور کہنے لگا کہ اگر مجھ سے زور آزمائي کرنا چاہتے ہو تو آجاؤ_ حضرت علی (ع) نے ایك ہی وار میں اس کے دو ٹکڑے کردیئے اس کے قتل سے معاویہ کو سخت صدمہ ہوا اور اس نے عمروعاص کی سخت ملامت کي_(9)

آخری تجویز
سرزمین صفین پر دونوں لشکروں کا قیام کافی طویل ہوگیا اس عرصے میں فریقین کا جانی و ، مالی نقصان بھی بہت زیادہ ہوا ایك روز اس وقت جب کہ میدان کارزار گرم تھا اور حضرت علی (ع) کے ہاتھوں دشمن کے بہت سے جانباز دلاور مارے جاچکے تھے آپ(ع) نے لشکر حریف کو للکارا اور کہا کہ ہے کوئي جو مجھ سے نبرد آزما ہو مگر دشمن کی صفونمیں سے کوئي بھی میدان جنگ میں نہ آیا اس وقت حضر ت علی (ع) گھوڑے پر سوار تھے چنانچہ آپ (ع) لشکر شام کے سامنے آئے اور معاویہ کو طلب کیا معاویہ نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ کیا کام ہے؟ آپ نے فرمایا کیا اچھا ہوتا کہ معاویہ میرے سامنے ہوتا اور میں ان سے بات کرتا یہ سن کر معاویہ عمروعاص کی موافقت کے بعد اپنی صف سے نکل کر سامنے آیا_

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے فرمایاکہ : افسوس تیرے حال پر آخر تو نے کیوں لوگوں کو قتل کرنے پر کمر باندھ رکھی ہے؟ کب تك دونوں لشکر اپنی تلواریں کھینچے رہیں گے کیوں نہ ہم باہم نبرد آزما ہوجائیں تا کہ جو بھی غالب آجائے حکومت اسی کو مل جائے اس پر معاویہ نے عمروعاص سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کیا میں علی (ع) سے نبرد آزمائي کروں عمروعاص نے کہا کہ تجویز تو معقول و منصفانہ ہے اگر اس وقت اس تجویز سے روگردانی کی تو تیرا خاندان ابد تك ذلت و خواری میں گرفتاررہے گا_

معاویہ نے کہا کہ : بھلا میں اور تمہاری باتوں میں آجاؤں میں علی بن ابی طالب (ع) کو خوب جانتا ہوں خدا کی قسم اس نے جس سے بھی دست و پنجہ نرم کیا اسی کے خون سے زمین کو سیراب کردیا(10) یہ کہہ کر وہ واپس اپنے لشکر کی جانب چلا گیا اور آخری صف میں پہنچ کر پناہ لی یہ منظر دیکھ کر حضرت علی (ع) کو ہنسی آگئي چنانچہ آپ بھی اپنی جگہ واپس آگئے_(11)

بدترین طریقے کا سہارا
حارث بن نضر کا شمار امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے اصحاب میں ہوتا تھا عمروعاص کو ان سے خاص دشمنی تھی او ر شاید ہی کوئي ایسی مجلس ہو جس میں حارث کی برائي نہ کرتا ہو حارث نے بھی عمروعاص کے متعلق کچھ شعر کہے اور اس کے پاس بھیجدیئے ان اشعار میں اسے یہ اشتعال دلایا گیا تھا کہ اگر نیك نام اور کار خیر کی تمنا ہے تو علی بن ابی طالب کے مد مقابل آجاؤ_

ان اشعار کو پڑھ کر عمروعاص نے قسم کھائي کہ علی (ع) سے ضرور زور آزمائي کروں گا چاہے ہزار مرتبہ موت کا سامنا کرنا پڑے یہ کہہ کر وہ میدان کارزار میں آیا حضرت علی (ع) بھی اس کی جانب بڑھے حضرت علی (ع) کو دیکھ کر عمروعاص پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اس نے خود کو گھوڑے سے زمین پر گرا دیا اور شرمگاہ کھول دی حضرت علی (ع) نے منھ پھیر لیا تو عمروعاص نے راہ فرار اختیار کي_ (12)

دشمن کے سرداروں کا اعتراف
عمروعاص ، عُتبہ ،ولید، عبداللہ ابن عامر اور طلحہ کے بیٹے جیسے لشکر شام کے نامور سردار ایك رات معاویہ کے گرد جمع تھے اور گفتگو حضرت علی (ع) کے بارے میں ہو رہی تھی عتبہ نے کہا کہ : علی (ع) کا ہمارے ساتھ رویہ بڑا ہی عجیب و حیرتناك ہے کیونکہ ہم میں سے کوئي بھی ایسا نہیں بچا جو ان کے ستم کا نشانہ نہ بن چکا ہو میرے دادا عتبہ اور بھائي حنظلہ کو تو انہوں نے قتل ہی کیا تھا میرے چچا شیبہ کے قتل میں بھی وہ شریك تھے ولید تیرے باپ کو بھی علی (ع) نے ہی قتل کیا ہے اور اے مروان تجھے علی (ع) سے دو لحاظ سے صدمہ پہنچا ہے_

اس پر معاویہ نے کہا کہ : یہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تو وہ علی (ع) کی شجاعت کا اعتراف ہے تم نے ان کا کیا بگاڑ لیا؟ مروان نے کہا کہ : آپ کیا چاہتے ہیں میں ان کا کیا کروں؟اس نے کہا کہ اپنے نیزے سے ان کی تکہ بوٹی کردو مروان نے کہا کہ : لگتا ہے کہ آپ کو مذاق سوجھاہے اور ہمارے ذریعہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

آسودہ خاطر ہونا چاہتے ہیں_
اس موقع پر ولید نے بھی چند اشعار کہے جن کا مفہوم و مضمون یہ تھا کہ : معاویہ کہتا ہے کہ ہے کوئي جو ابوالحسن پر حملہ آور ہو اور اپنے مقتول بزرگوں کا ان (ع) سے انتقام لے گویا فرزند ہند کو دل لگی سوجھی ہے یا وہ کوئي اجنبی ہے جو علی (ع) کو نہ پہچانتا ہو کیا تم ہمیں اس سانپ سے ڈسوانا چاہتے ہیں جو صحرا کے بیچ رہتا ہے اگر کاٹ لے تو اس کے ز ہر کا منتر نہ ملے ہم تو علی (ع) کے مقابل اس بجو کی طرح ہیں جو کسی وسیع دشت میں ہیبت ناك شیر غراں کے سامنے آگیا ہو_ عمروعاص نے حیلے سے تو اپنی جان تو بچالی مگر ڈرکے مارے اس کا دل سینے میں دھڑك رہا تھا_
ولید کے اشعار سن کر عمروعاص کو غصہ آگیا اس نے جواب دیا کہ : ولید نے تو علی (ع) کے رعب دار و وحشت ناك نعروں کی یاد تازہ کردی _ میدان جنگ میں شجاعت و دلاوری کے جوہر ان کی ذات سے نمایاں ہوتے ہیں جب قریش ان کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دلوں کے پرندے سینوں کے قفس سے پرواز کرنے لگتے ہیں تم مجھے تو تنبیہہ و توبیخ کر رہے درحالیکہ معاویہ اور ولید تك علی (ع) سے دہشت کھاتے ہیں_ اور ولید اگر تو سچ کہہ رہا ہے اور کوئي سور ماسوار ہے تو علی (ع) کا سامنا کر خدا کی قسم اگر علی (ع) کی آواز بھی سن لی تو دل ہوا ہوجائے گا اور رگیں پھول کر کپہ ہوجائیں گی اور عورتیں تیرا سوگ مناتی رہیں گي_(13)

پھر دھوکا
دلیری و جانبازی ، راہ خدا میں جہاد مقدس اور شرك کے گدی داروں کی بیخ کنی حضرت علی (ع) کے ایسے نمایاں کار نامے ہیں جن کا شمار آپ کے اہم ترین امتیازات و افتخارات میں ہوتا ہے لیکن معاویہ رائے عامہ کو بدلنے کی خاطر انہی فضائل کو ایسے نقص سے تعبیر کرتا تھا جو اس کے خیال کی روسے امور زمامداری اور امت کی قیادت میں مانع ثابت ہوتے ہیں_
ایك روز معاویہ نے عبیداللہ بن عمر کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ حضرت امام حسن (ع) کے پاس

جائے اور ان سے ملاقات کرے اور ان تك معاویہ کا پیغام پہنچائے جب وہ حضرت امام حسن (ع) کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ : آپ کے والد نے اول سے آخر تك قریش کا خون بہایا ہے اور اپنے عمل سے ان کے دلوں میں جذبہ کینہ و دشمنی کو بر افروختہ کیا ہے کیا آپ ان کا ساتھ ترك نہیں کر سکتے تا کہ زمام خلافت آپ کے اختیار میں دے دی جائے اس پر حضرت امام حسن(ع) نے فرمایا کہ : یہ ہرگز ممکن نہیں خدا کی قسم یہ کام کسی بھی صورت میں عمل پذیر نہیں ہوسکتا لگتا ہے کہ تیرا وقت پورا ہوچکا ہے اور تو آج یا کل میں قتل ہونے والا ہے شیطان نے تجھے فریفتہ کر لیا ہے اسی لئے اس نے تیرے کاروبار کو رونق بخشی ہے خداوند تعالی تجھے نیست و نابود کرے_
عبیداللہ، معاویہ کے پاس واپس آگیا اور تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ چار ہزار سپاہیوں کا لشکر میدان میں حملہ آور ہوا اور طائفہ ہمدان کے ایك شخص کے ہاتھوں قتل ہوا امام مجتبی (ع) نے جوپشین گوئي فرمائي تھی وہ صحیح ثابت ہوئي_
حضرت امام حسن (ع) نے اس کا خون آلود لاشہ جب زمین پر گرا ہوا دیکھا تو آپ کو مسرت ہوئي اور خداوند تعالی کاشکر ادا کیا_(14)
نوینروز جب کہ پرچم، ہاشم مرقال کے ہاتھ میں تھا سپاہ اسلام میں خاندان مذحج اور سپاہ شام سے، عك، لخم اور اشعریوں کے درمیان شدید جنگ جاری تھی ، حضرت علی (ع) کی تلوار سے پانچ سو سے زیادہ عرب کے سربرآورہ اور دلاور قتل ہوئے یہاں تك کہ آپ کی تلوار خمیدہ ہوگئي_
راوی کا بیان ہے کہ ہم حضرت علی (ع) کی خمیدہ تلوار لیتے اور اسے سیدھا کردیتے اور واپس دے دیتے جسے لے کر آپ دشمن کی صفوں میں اتر جاتے خدا کی قسم ہم نے کوئي ایسا شجاع نہیں دیکھا جو دشمن کے لئے علی (ع) سے زیادہ سخت ہو_(15)
اس روز فریقین کے لشکر ایك دوسرے کی جان لینے پر تلے ہوئے تھے پہلے تو تیروں اور پتھروں سے مقابلہ ہوتا رہا اس کے بعد نیزوں سے جنگ ہوئي جب نیزے بھی ٹوٹ گئے تو تلواروں اور لوہے کے گرزوں سے ایك دوسرے پر حملہ آور ہوئے اس دن میدان کارزار ایسا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

گرم تھا کہ اسلحہ کی چکاچك کے علاوہ کوئي آواز سنائي نہ دیتی تھی _ نعروں کی گونج ، بجلی کی گرج ، پہاڑوں کی چٹانیں ٹکرانے سے کہیں زیادہ ہولناك تھی فضا اس وقت ایسی گرد آلود تھی کہ لگتا تھا کہ سورج غروب ہو رہا ہے اس گردو خاك اور تاریکی کے درمیان پرچم و بیرق کہیں نظر نہ آتے تھے مالك اشتر کبھی سپاہ میمنہ کی طرف جاتے اور کبھی لشکر میسرہ کی جانب لپکتے چنانچہ وہ جس لشکر یا قبیلے کے پاس پہنچتے جنگ جاری رکھنے کے سلسلے میں اس کی حوصلہ افزائي کرتے_

جنگ نصف شب تك جاری رہی اس قت نماز پڑھنے کا بھی موقعہ نہ تھا(15) مالك اشتر مسلسل میدان جنگ کی جانب بڑھے چلے جارہے تھے یہاں تك کہ کار زار، ان کے پیچھے رہ گیا اور وہ آگے نکل گئے_

اس اثنا میں حضرت امام مجتبی (ع) دشمن پر حملہ آور ہونے کے ارادے سے آگے بڑھے لیکن انھیں (ع) دیکھ کر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ : ان کو میدان جنگ میں جانے سے روکا جائے کیونکہ ان دو فرزندوں (حضرت امام حسن (ع) و حضرت امام حسین (ع)) کی جانب میری خاص توجہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ نسل پیغمبر روئے زمین سے مفقود و ناپدید ہوجائے_(16)

امیرالمومنین (ع) قلب لشکر میں پیش پیش تھے مالك دائیں پرے میں اور ابن عباس سپاہ کے بائیں پرے میں موجود تھے انجام کار یہ جنگ نویں روز اس دسویں شب جو لیلۃ الہریر (17) کے نام مشہور ہے اختتام پذیر ہوئي جس میں فریقین کا بہت زیادہ جانی و مالی نقصان ہوا اور دونوں لشکروں (18) کے سپاہی بھی تھك چکے تھے مگر تھکن کے آثار سپاہ شام میں نظر آتے تھے اور فتح و ظفر کی علامات سپاہ عراق سے ہویدا تھیں_

دو لائق سپہ سالارونکی شہادت

نویں روز جو دردناك حادثات رونما ہوئے ان میں حضرت علی (ع) کے دو فرمانداروں یعنی عمار یاسر اور ہاشم مرقال کی شہادت تھی اگرچہ عمار کی عمر نوے سال سے تجاوز کر گئي تھی مگر ان میں اس

قدر چستی و دلیری تھی اور ایسا جوش و خروش پایا جاتا تھا کہ اس سے جوانوں کو تقویت ہوتی تھي_

عمار جس وقت میدان کارزار کی جانب روانہ ہوئے تھے اس وقت وہ دست بدعا تھے اور خداوند تعالی سے فریاد کر رہے تھے اے پروردگار اے خدایا تو ناظر و شاہد ہے اگر میں یہ جان لوں کہ تیری رضا اسی میں تھے کہ میں خود کو سمندر میں گرادوں تو میں ایسا ہی کرونگا اگر مجھے یہ معلوم ہوجائے کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ میں اپنے سینہ و دل کو نوك شمشیر پر اس طرح رکھ دوں کہ وہ میری کمر سے نکل آئے تو یقینا میں ایسا ہی کروں گا لیکن اس علم کے مطابق جو تو نے مجھے دیا ہے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تجھے آج کوئي عمل اس سے زیادہ راضی و خوشنود نہیں کر سکتا کہ تباہ کاروں کے خلاف جہاد کروں_(19)

عمار وہ مخلص دلاور اور ایسے جنگجو سپاہی تھے جو میدان کارزار میں تھکنا نہیں جانتے وہ عاشق جانبازی کی مانند جنگ کرتے حق کے دشمنوں کے لئے انکی تلوار موت کا پیغام تھی اور جس کے سرپر پڑجاتی اسے واصل جہنم کرتی مگر حامیان حق کے دلوں کو اس سے تقویت ملتی در حقیقت وہ میزان حق تھے چنانچہ نبی اکرم (ص) نے انہی کی شان میں تو فرمایا تھا کہ : عمار حق کے ساتھ زندہ ہے اور حق عمار کے ساتھ ہے (20) جو شخص بھی ان کے محاذ پر جنگ کرتا اسے یہ یقین ہوتا کہ وہ حق کی مدافعت کریں گے اور اسی راہ میں اگر انھیں قتل بھی کردیا گیا تو انھیں بہشت بریں میں جگہ ملے گي_

مسلمانوں کے درمیان یہ بات مشہور تھی کہ عمار میزان حق ہیں چنانچہ جب کبھی حق و باطل کے درمیان تشخیص کرنا مقصود ہوتا تو عمار کے عمل اور موجودگی کو بطور سند پیش کیا جاتا اس کی ایك مثال یہ ہے کہ : ان کے چچازاد بھائي" ذی الکلاع حمیری " شامی سپاہ عراق میں شامل تھا عمار نے اسے بلایااور کہا میں نے اس لئے بلایا ہے کہ تمہیں وہ حدیث سناؤں جو عمروعاص نے رسول خدا(ص) سے نقل کی ہے اس کی بعد انہوں نے وہ حدیث بیان کی جس میں رسول خدا(ص) نے فرمایا تھا کہ : شام اور عراق کے لشکر ایك دوسرے کے مقابل ہوں گے ان میں سے ایك حق و ہدایت کا پیشوا ہوگا اور عمار اسی کے ساتھ ہوں گے (21) اس پر ابونوح نے کہا تھا کہ : خدا کی قسم عمار ہمارے ساتھ ہیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور ہم سب سے زیادہ انھیں تم سے جنگ کرنے پر اصرار ہے کتنا اچھا ہوتا کہ تم سب ایك تن ہوتے اور میں اسے ذبح کرتا اور سب سے پہلے تجھ چچازاد بھائي کو ہی قتل کرتا ... کیونکہ ہم حق پر ہیں اور تم باطل پر ہو_

اس کے بعد ذوالکلاع کی درخواست پر وہ عمروعاص کے پاس گئے تا کہ اس تك بھی یہ اطلاع پہنچائي جاسکے کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے لشکر میں عمار بھی موجود ہیں اور شامیوں سے جہاد کرنے کیلئے واقعی وہ سنجیدہ ہیں تا کہ ان کے ضمیر کو بیدار کیا جاسکے_

عمروعاص نے بھی گفتگو کے درمیان اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ : اس نے رسول خدا(ص) سے سن رکھا ہے کہ عمار کو جفاکار اور باغی قتل کریں گے اس کے بعد عمروعاص کی تجویز پر اس کے اور عمار کے درمیان ملاقات کا پروگرام مرتب کیا گیا گفتگو عمروعاص کی جانب سے شروع ہوئي اس نے عمار کو پند و نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ : وہ جنگ و خونریزی سے باز رہیں اس ضمن میں یہ بھی کہا کہ : ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کا فیصلہ قرآن اور رسول مشترك ہیں عمار نے کہا کہ : خدا کا شکر جس نے یہ توفیق دی کہ تم نے وہ سب باتیں اپنی زبان سے کہیں جو مجھے اور میرے دوستوں کو کہنی چاہیے تھیں نہ کہ تمہیں_ اب میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں تم سے کیوں جنگ کر رہاہوں رسول خدا (ص) نے فرمایا تھا کہ : میں "ناکثین" سے جنگ کروں چنانچہ میں نے ایساہی کیا رسول خدا (ص) نے ہی یہ حکم دیا تھا کہ میں " قاسطین" سے جنگ کروں اور تم وہی ہو اسی لئے تم سے بر سر پیکار ہوں(22)

بالاخر گفتگو کسی فیصلہ کن نتیجے تك نہیں پہنچي اور اب عمار دشمن کی اس فوج کے مقابلے میں گئے جس کی فرمانداری عمروعاص کے ہاتھ میں تھی جس وقت ان کی نگاہ عمروعاص کے پرچم پر گئي تو انہوں نے کہا کہ : خدا کی قسم اس پرچم کے خلاف تو میں تین مرتبہ جنگ کرچکا ہوں اس راہ پر چل کر آدمی کہیں نہیں پہنچے گا اور دوسرے راستوں سے یہ کسی طرح بھی بہتر نہیں_(23)

عمار نے اپنے ساتھیوں کے درمیان بآواز بلند کہا کہ : کہاں ہیں وہ لوگ جو رضا خدا کے متمنی ہیں اور جنہیں مال و اولاد سے علاقہ نہیں (24) اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں سے خطاب

کرتے ہوئے جنہوں نے راہ خدا میں پیشقدمی کی تھی کہا کہ اے لوگو ہمارے ہمراہ ان لوگوں سے جنگ وجدل کیلئے جلد جلد آگئے آؤ جو اپنی دانست میں عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں_(25)

عمار جس لشکر میں شامل تھے اس کے پرچمدار ہاشم مرقال تھے وہ اپنے پرچمدار کی حوصلہ افزائي کرتے رہتے کہ دشمن پر حملہ آور ہوں ہاشم مرقال بھی اپنی بے مثال دلاوری کے باعث جنگجو سپاہی کیلئے راستہ ہموار کرتے رہتے جب کبھی ان کا نیزہ ٹوٹ جاتا تو حضرت عمار انھیں دوسرا نیزہ دے دیتے ان دو جانبازوں کی بے پناہ و دلیرانہ نبرد آزمائي نے عمروعاص کو ایسا مرعوب کیا اور اس کے دل پر ایسی وحشت طاری ہوئي کہ اس نے بآواز بلند کہا کہ جس شخص نے یہ سیاہ پرچم اپنے ہاتھ میں سنبھال رکھا ہے اگر اسی طرح آگے بڑھتا رہا تو آج یہ تمام عربوں ك ہلاك کر ڈالے گا_(26)

جب یہ پیشوائے حریت یعنی عمار بہت سے شامیوں کو ہلاك کرچکے تو ان پر معاویہ کی فوج کے دو دلاور حملہ آور ہوئے اور ان میں سے ایك نے اپنے نیزے سے ایسی کاری ضرب لگائي کہ وہ زمین پر آرہے اور دوسرے نے ان کے سرمبارك کو تن سے جدا کردیا(27) اور اس طرح اس جری و دلیر سپاہی نے اپنے اس سرکو جس سے وہ اپنے معبود حقیقی کے سامنے جبین سائي کیا کرتا تھا میدان جہاد میں اسی کی خاطر قربان کردیا_

اس جنگ کے دوسرے دلیر و جانباز ہاشم بن عتبہ تھے جو دو زرہ پہنے ہوئے تھے امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے جس وقت پرچم ان کے سپرد کیا تو بطور مزاح ان سے کہا کہ : اس کا لے بزدل کا تو ڈر کہیں تمہارے دل میں نہیں؟(28) اس پر انہوں نے عرض کیا کہ : یہ تو امیرالمومنین (ع) کو جلد ہی معلوم ہوجائے گا قسم خدا کی میں ان کے سروں کو اس طرح اڑاوں گا کہ جس طرح کوئي اس دنیا سے دوسری دنیا میں جانے کا قصد رکھتا ہو_ اس کے بعد انہوں نے نیزہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس زور سے اسے جھٹکا دیا کہ وہ ٹوٹ گیا دوسرا نیزہ لایا گیا وہ چونکہ سوکھ چکا تھا اسی لئے انہوں

نے اسے دور پھینك دیا بآلاخر انھیں ایك نرم نیزہ دیا گیا جس پر انہوں نے پرچم کا پھریرا باندھا اور اپنے حملے کو اس خیمے پر مرکوز کردیا جس میں عمروعاص ، معاویہ اور ان کے دوست و احباب جمع تھے اس روز کشت کشتار کا ایسا بازار گرم ہوا کہ کسی نے اس سے پہلے ایسی قتل و غارتگری نہ دیکھی تھی اور نہ ہی کسی کو موت کی ایسی گرم بازاری

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ياد تھي_(29)
آخری مرتبہ جب سیاہ پرچم امیر المومنین حضرت علی (ع) نے ہاشم کو دیا تو چاہا کہ اب یہ جنگ ایك طرف ہو چنانچہ آپ نے فرمایا کہ : ہاشم معلوم نہیں اب تمہارا آب و دانہ کب تك کا باقی ہے؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ اس مرتبہ راہ جہاد میں ایسا نکلوں گا کہ پھر کبھی واپس نہ آؤں گا آپ نے فرمایا کہ " تمہارے مقابل ذی الکلاع ہے اور اس کے گرد موت منڈھلا رہی ، سرخ موت"
ہاشم میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے جب وہ معاویہ کے نزدیك پہنچے تو اس نے پوچھا کہ کون شخص ہے جو آگے بڑھا چلا آرہا ہے اسے بتایا گیا کہ ہاشم مرقال ہیں (30) یہ سن کر اس نے کہا کہ وہی بنی زہرہ کا کانا، خدا اسے غارت کرے(31) ہاشم نے اپنے ان ساتھیوں کے ہمراہ جو قاری قرآن اور خدا کے عاشق تھا کتنی مرتبہ دشمن کی صف کو درہم برہم کیا چنانچہ جس وقت وہ طائفہ " تنوح" کے پرچم تك پہنچے تقریبا دشمن کے دس دلاوروں (32) کو ہلاك کرچکے تھے انہوں نے معاویہ کے پرچمدار کو جو طائفہ " عذرہ" کا فرد تھا قتل کردیا اس کے بعد ذوالکلاع ان سے جنگ کرنے کیلئے میدان میں آیا ان کے درمیان ایسی زبردست جنگ ہوئي اور ایسی کاری ضربیں ایك دوسرے کو لگائي کہ دونوں ہی قتل ہوگئے (33) اس کے بعد ان کے فرزند عبداللہ نے فورا ہی اپنے والد کا پرچم اٹھالیا اور جہاد کیلئے آمادہ ہوگئے_(34)

حضرت عمار کی شہادت کارد عمل
عمار یاسر اور ہاشم مرقال کی شہادت نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) اور آپ (ع) کے اصحاب کو بہت زیادہ غمگین و رنجیدہ خاطر کیا چنانچہ ان کی جدائي کا ایسا قلق و صدمہ ہوا کہ آپ نے ان کے سوگ

میں گریہ و زاری کرتے ہوئے چند اشعار بھی کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ : اے موت مجھے تجھ سے رہائي تو نصیب نہ ہوگی اور مجھے بھی اس زندگی سے نجات دے کیونکہ تونے تمام دوستوں کو مجھ سے چھین لیا ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تو میرے دوستوں کو خوب پہچانتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی راہنما کی مدد سے ان کی تلاش میں نکلتی ہے_ (35) لیکن اس کے ساتھ ہی اس شہادت نے باطل کے چہرے کو بے نقاب کردیا اور لشکر شام کے بہت سے سپاہیوں کا رادہ متزلزل ہوگیا چنانچہ ان میں سے بعض افراد کو جن میں عبداللہ بن سوید بھی شامل تھے رسول خدا (ص) کی وہ حدیث یاد آگئي جو آپ(ص) نے عمار کی شان میں فرمائي تھی اور ان پر یہ ظاہر ہوگیا کہ معاویہ ناحق اور باطل پر ہے اور اس کی یہ جنگ در اصل بغاوت تھی چنانچہ انہوں نے معاویہ کا ساتھ چھوڑ کر امیر المومنین حضرت علی (ع) کی ہمراہی اختیار کرلي_
عمار کی شہادت نے سپاہ دشمن کو بھی اتنا متاثر کیا کہ اس کا حوصلہ بھی متزلزل ہوگیا چنانچہ عمروعاص نے اس کے اثر کو زائل کرنے کے خیا ل سے ایك بہانہ نکل ہی لیا اور یہ اعلان کردیا کہ " عمار کے قاتل ہم نہیں بلکہ علی (ع) ہیں کیونك انہوں (ع) نے انھیں محاذ جنگ پر بھیجا تھا_(36)
معاویہ نے بھی اس جرم کی پاداش میں کہ عمروعاص نے وہ حدیث نقل کی تھی جو رسول خدا (ص) نے عمار کی شان میں بیان کی تھی اس کی بہت زیادہ سرزنش کی اور کہا کہ تم نے شام کے لوگوں کو میرے خلاف شورش پر آمادہ کیا ہے کیا ضروری تھا کہ تم نے جو رسول خدا (ص) سے سنا تھا اسے یہاں بیان کرتے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ وقت بھی آئے گا جب جنگ صفین بپا ہوگی جس روز میں نے یہ حدیث بیان کی تھی اس وقت عمار ہمارے اور تمہارے ہم خیال تھے اس کے علاوہ جو کچھ میں نے رسول خدا(ص) سے سن کر بیان کیا تھا تم نے بھی اسے نقل کیا ہے اور اگر اس بات سے تمہیں انکار ہے تو خود ہی شام کے لوگوں سے دریافت کرلو معاویہ کو پہلے سے بھی زیادہ طیش آیا اور اس نے عمروعاص کو بہت زیادہ سخت و سست کہا_(37)

سوالات
1_ جب بعض سپاہی محاذ جنگ سے فرار کر گئے تو حضرت علی (ع) نے کیا اقدام کیا اور انہیں (ع) کس حد تك اپنے مقصد میں کامیابی ہوئي؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

2_ مالك اشتر کا جنگ صفین میں کیا کردار رہا مختصر طور پر بیان کیجئے؟
3_ معاویہ کا غلام حریث کس طرح فریفتہ ہوا اور وہ کس کے ہاتھوں ماراگیا؟
4_ جنگ ختم کرنے کے لئے حضرت علی (ع) نے معاویہ کے سامنے کونسی تجویز رکھي؟
5_ معاویہ نے حضرت علی (ع) کے لشکر میں تزلزل پیدا کرنے کیلئے محاذ جنگ پر حضرت امام حسن (ع) کے سامنے کیا تجویز پیش کی اس پر حضرت حسن (ع) کا کیا رد عمل ظاہر ہوا؟
6_ سپاہ اسلام کے فرمانداروں پر عمار کو کیا خصوصیت و برتری حاصل تھي؟
7_ شام کی سپاہ پر عمار کی شہادت کا کیا اثر ہوا اس کے بارے میں ایك تاریخی مثال پیش کیجئے؟
8_ عمار کی شہادت کا اثر زائل کرنے کے لئے عمروعاص نے کیا ترکیب نکالي؟

حوالہ جات
1_ وقعہ صفین ص 253و 250
2_ شاید اس آیت کی جانب اشارہ ہے یا ایہا الذی آمنوا اذا لقیتم الذین کفرو ازحفا فلا تولوا ہم الادبار و من یولہم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او منحیزا الی فئۃ فَقَد باء بغضب من اللہ و ماواہ جہنم و بئس المصیر (اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم ایك لشکر کی صورت میں کفار سے دوچار ہو تو ان کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیرو جس نے ایسے موقعے پر پیٹھ پھیری مگر یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا کسی دوسرے فوجی دستہ سے جا ملنے کے لئے تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے سورہ انفال آیہ 14_ 15
3_ وقعہ صفین ص 256، کامل ابن اثیر ج 3 ص 304 ، تاریخ طبری ج 5 ص 25 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 204
4 و 5_ وقعہ صفین 255_ 254
6_ وقعہ صفین 255_ 254
7_ کامل ابن اثیر ج 3 ص 302 ، تاریخ طبری ج 5 ص 24
8_ وقعہ صفین ص 254 _ 253 " الا لیستحیی الرجل ان ینصرف لم یقتل و لم یقتل؟
9_ وقعہ صفین 243 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 195(10) وقعہ صفین ص 272 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 215
11_ و اللہ ما بارز ابن ابی طالب رجلا قط الا سقی الارض من دمہ
12_ وقعہ صفین ص 274_ 275_316 ، شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 218_ 217 ، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تاریخ کے اس حصے میں حضرت علی (ع) اور معاویہ کا اپنی سپاہ کے ساتھ جو رویہ رہا اسے مورخین نے مختلف طوار سے بیان کیا ہے انہوں نے لکھا ہے حضرت علی (ع) کتنی ہی مرتبہ محاذ جنگ پر تشریف لے گئے اور آپ(ع) نے اپنے ساتھیوں کی مدد بھی کی مگر اس کے برعکس معاویہ کی یہ پوری توجہ اپنی جان کی حفاظت کی جانب رہی اس واقعے کے ضمن میں جو اوپر گذرا ہے معاویہ نے عمروعاص سے کہا تھا کہ : کیسی نادانی کی باتیں کرتے ہو قبائل عَكّ اشعریان اور جذام کے ہوتے ہوئے میں علی (ع) سے نبرد آزمائي کروں، وقعہ صفین 275
13_ شرح ابن ابی الحدید ج 6 ص 313_314 ، وقعہ صفین 423_424 ، وقعہ صفین میں نقل ہے کہ حضرت علی (ع) نے

جب عمروعاص پر ضرب کاری لگائي اور وہ اس کی تاب نہ لاسکا تو اس نے یہ بدترین راہ اختیار کي_
14_ وقعہ صفین 418_ 417
15_ وقعہ صفین ص 297
16_ وقعہ صفین 478_477
17_ وقعہ صفین ص 475 ، لیکن اسی کتاب کے صفحہ 392 پر اور شرح ابن ابی الحدید ج 5 ص 249 میں درج ہے کہ اس وقت اکثر سپاہ نے نماز اشاروں سے پڑھي_
18_ نہج البلاغہ خ 198 ، (فیض)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

19_ لغت میں ہریر کے معنی اس آواز کے ہیں جو سردی پڑنے کی وجہ سے کتے سے نکلتی ہے چونکہ اس شب شدید جنگ جاری تھی اور فریقین کے گھڑ سوار ایك دوسرے کے سرپر چیختے تھے اس لئے اس رات کو لیلة الہریر کہتے ہیں (معجم البلدان ج 5 ص 403 ، مجمع البحرین ج 3 ص 518 مادہ ہرر

20_ نصر بن مزاحم نے وقعہ صفین ص 475 میں اس دن اور رات کے دوران قتل ہونے والوں کی تعداد ستر ہزار افراد بیان کی ہے_

21_ وقعہ صفین ص 320 ، شرح ابن ابی الحدیدج 5 ص 253

22_ حضرت عمار سے متعلق احادیث نبوی کے بارے میں مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہوں معجم رجال الحدیث ج 12 ص 267 ، طبقات ابن سعد ج 3 ص 187، استیعاب ج 2 ص 436 ،اور وقعہ صفین ص 343_342

23_ " یلتقی اہل الشام و اہل العراق و فی احد الکتیبیتین الحق و امام لہدی و معہ عمار بن یاسر

24_ وقعہ صفین ص 340_333

25_ و اللہ ان ہذہ الرایة قاتلہا ثلاث عرکات و ما ہذہ بار شدہّن (وقعہ صفین ص 340)

26_ این من یبتغی رضوان ربہ و لا یؤب الی مال و لا ولد

27_ وقعہ صفین ص 326

28_ وقعہ صفین ص 328

29_ وقعہ صفین ص 341_340

30_ یہاں حضرت امیرالمومنین (ع) کا اشارہ حضرت مرقال کی جانب تھا کیونکہ وہ ایك آنکھ سے محروم تھے_

31_ وقعہ صفین ص 328

32_ انھیں مرقال اس بنا پر کہا جاتا تھا کہ وہ بہت چست و چالاك اور تیز رفتار تھے چونکہ ان کی آنکھ جاتی رہی تھی اسے لئے انھیں اعور بھی کہا جاتا تھا_

33_ وقعہ صفین 347_ 346

34_ وقعہ صفین 355

35_ الا ایہا الموت الذی لست تارکی ارحنی فقد افنیت کل خلیل
اراك بصیرا بالذین احبہمکانك تنحو محوہ بدلیل

36_ تاریخ طبری ج 5 ص 41

37_ وقعہ صفین 345

بارھواں سبق

قاسطین (جنگ صفین) 4

نجات کیلئے کوشش

آخری فریب

سپاہ عراق کا رد عمل

سپاہ عراق میں نظریاتی اختلاف

مالك کا واپس آنا

سرکشوں کی سرزنش

نفاق و حماقت کے خلاف جد و جہد

حکمیت و ثالثی کی دعوت

معاویہ کی جانب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حكمين كا انتخاب
سوالات
حوالہ جات

251

نجات كے لئے كوشش

سپاہ اسلام كى جانب سے معاويہ اور عمروعاص كو جب پے در پے شكستيں ہوئيں تو وہ اس نتيجے پر پہنچے كہ اميرالمومنين حضرت علي(ع) كے لشكر كى تاب نہيں لاسكتے اور ان كى شكست فاش ہونے ميں زيادہ دير نہيں _ اسى لئے انہوں نے جنگ سے نجات پانے اور اپنے مقام و حيثيت كے تحفظ كى خاطر كوشش شروع كردي_ سب سے پہلے انہوں نے عراق كے لشكر كے بعض سرداروں كو پيغامات بھيجے اور ان سے جنگ ترك كرنے كى درخواست كى معاويہ نے اپنے بھائي عتبہ كو جو نہايت ہى فصيح بيان اور چرب زبان آدمى تھا حكم ديا كہ وہ على (ع) كے سردار لشكر اشعث بن قيس سے ملاقات كرے اور جنگ و جدل ختم كرنے كيلئے اسے آمادہ كرے_

عتبہ نے اشعث سے ملاقات كى اور خوب مدح سرائي كرنے كے بعد كہا كہ : آپ عراق اور يمن كے لوگوں كے سردار ہيں_ آپ كى عثمان سے نہ صرف قرابت دارى تھى بلكہ آپ ان كى فوج كے فرماندار بھى تھے حضرت على (ع) كے ديگر اصحاب كے برخلاف آپ طائفہ شام كے لوگوں كى حميت و غيرت اور ان كے جذبہ ناموس كى خاطر جنگ و جدل ميں حصہ لے رہے ہيں_

آخر ميں اس نے اپنى آمد كا مدعا بيان كيا اور كہا: جنگ انتہائي پر خطر صورت اختيار كرچكى ہے ہم آپ سے يہ تونہ كہيں گے كہ آپ حضرت على (ع) سے كنارہ كشى اختيار كر ليجئے البتہ اس بات كے متمنى ہينكہ اس جنگ كا اب كسى طرح خاتمہ ہوجائے تا كہ سپاہ مزيد ہلاك نہ ہو_

اشعث نے عتبہ كى تعريف و ستائشے كا جواب ديتے ہوئے اس كے اس بيان كى تائيد كى كہ اس كى جنگ شام كے لوگوں سے ايمان و عقيدے كى بنياد پر نہيں بلكہ ميں اہل عراق كى حمايت اس بنا

252

پر كر رہا ہوں كہ ہر شخص كو چاہيئے كہ وہ اپنے گھر كى خود حفاظت كرے اس نے جنگ ختم كرنے كے سلسلے ميں بھى انھيں منفى جواب نہ ديا اور كہا كہ : ميرے نظريئے كا اعلان جلد ہى كرديا جائے گا_(1)

اس ملاقات كے ذريعے عتبہ كو اتنى كاميابى تو ہوگئي كہ اس نے اشعث كے ذہن ميں صلح كا ميلان پيدا كرديا اور جو تجاويز و پيشنہادات بعد ميں وقوع پذير ہوں گى ان كے اجراء نيز سپاہ عراق ميں س كى تشہير و ترويج كيلئے ايك موثر عامل كے طور پر اسے آمادہ كرليا گيا ہے_

معاويہ نے يہ بھى حكم ديا كہ عتبہ اور اشعث كے درميان جو ملاقات ہوئي ہے نہ صرف اسے بلكہ جو گفتگو ان دونوں نے كى ہے اسے حرف بحرف سپاہ عراق كے درميان منتشر كرديا جائے_ عمرو سے كہا كہ وہ ابن عباس كو بھى خط لكھے عمروعاص نے خط اس طرح لكھا ... علي(ع)كے بعد چونكہ آپ ہى اس جماعت كے سرور و سردار ہيں اسى لئے جو گذر گيا اسے فراموش اور آيندہ كے بارے ميں غور و فكر كيجئے_ خدا كى قسم اس جنگ نے ہم پر اور تم پر زندگى حرام اور صبر و تحمل كى تاب تمام كردى ہے يہ جان ليجئے كہ عراق اور شام كو بيك وقت جب ہى قابو ميں لايا جاسكتا ہے جب كہ ان ميں سے ايك نيست و نابود ہوجائے طرفين كيلئے صلاح اس امر ميں ہرگز نہيں كہ حريف مقابل ہلاك ہوجائے ہمارے اور تمہارے درميان ايسے لوگ بھى موجود ہيں جنہيں جنگ و جدل پسند نہيں_ آپ مشير و امين ہيں ليكن اشتر سنگدل انسان ہيں اور يہ مناسب نہيں كہ انھيں مشورے ميں شريك كيا جائے_

ابن عباس نے يہ خط حضرت على (ع) كى خدمت ميں پيش كرديا جسے ديكھ كر آپ (ع) كو ہنسى آگئي اور فرمايا كہ : اس "عمر و عاص" كو خدا غارت كرے معلوم نہيں كہ اسے كس چيز نے اس بات كيلئے مجبور كيا كہ وہ تم سے اس قسم كى توقع ركھے؟ اور اس كا جواب دينے كيلئے حكم ديا ابن عباس نے عمروعاص كو واضح و مدلل جواب ديا اور اس كى اميدونپر قطعى پانى پھيرديا_(2)

آخری فریب
معاویہ کو اتنی کامیابی تو ہو ہی گئي تھی کہ وہ ایسا میدان ہموار کرلے جس کے ذریعے وہ سپاہ عراق کے درمیان اپنے آخری جنگی حربے کو بروئے کار لاسکے_ اس نے چونکہ سن لیا تھا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اپنے تمام اہل لشکر کے درمیان یہ فرمایا ہے کہ: کل جنگ کو یك طرفہ کردیا جائے گا اسی لے اس نے عمروعاص سے کہا کہ بس یہی ایك رات ہے جس میں ہم کچھ کر سکتے ہیں کل جنگ یك طرفہ ہوجائے گی اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ: آپ کے جوانوں میں نہ تو ان جوانوں کا مقابلہ کرنے کی تاب و طاقت ہے اور نہ ہی آپ علی (ع) کے مثل و مانند ہیں وہ دین کی خاطر جنگ کر رہے ہیں اور آپ دنیا کے لئے_ آپ زندگی و بقاء کے متمنی ہیں اور وہ شہادت کے خواہشمند_ عراق کے لوگوں کو آپ کے غالب آنے کا خوف و ہراس ہے مگر شام کے عوام حضرت علی (ع) کی فتح و کامرانی سے خوش و خرم ہیں لیکن میں ایك مشورہ دیتا ہوں اور وہ یہ کہ ان کے سامنے ایسی تجویز پیش کردی جائے کہ جس کو وہ قبول کرلیں یا اسے رد کردیں ان کے درمیان اختلاف راہ پاسکے_ انہیں یہ دعوت دیجئے کہ قرآن ہمارے درمیان ثالث و حکم ہے_ اور یہی ایسی راہ ہے جس کے ذریعے آپ کامیاب ہوسکتے ہیں میں نے اس حربے کو ہمیشہ اس خیال کے پیش نظر التواء میں رکھا تا کہ اسے بوقت ضرورت بروئے کار لایا جاسکے معاویہ نے اس کے اس نظریے کو پسند کیا_(3)
اشعث بن قیس نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے اس بیان کی پیروی کرتے ہوئے کہ دشمن آخری چند سانس لے رہا ہے کہا ... میں کل ان پر حملہ کروں گا تا کہ بارگاہ خداوندی میں ان کا محاکمہ کیا جائے (4) اس نے اپنے طائفہ "کندا" کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ : اے مسلمانو: تم دیکھ رہے ہو کہ تم پر کیا گزر گئي ہے کتنے عرب ہلاك ہوچکے ہیں خدا کی قسم میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا منحوس دن نہیں دیکھا جو حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ اگر کل کا دن بھی اسے طرح گذرا تو عربوں کی نسل نیست و نابود ہوجائے گی عورتوں اور بچوں کے

سرپر کوئي وارث نہ رہے گا_
معاویہ کے جاسوسوں نے اشعث کے اس بیان کو اس تك پہنچا دیا معاویہ نے اس کے اس بیان کو اپنی جنگی سازش کی بنیاد اور نیرنگی فکر کا محور بنا لیا اس نے اشعث کے بیان کی تائید کرتے ہوئے حکم دیا کہ آدھی رات کے وقت عراقیوں کے درمیان بلند آواز سے کہیں کہ " اے عراقیو اگر ہم میں سے ہر ایك دوسرے کو قتل کرے گا تو ہماری عورتوں اور اولاد کا کون ولی و وارث ہوگا اب جو کچھ باقی رہ گیا ہے کم از کم اس کی حفاظت کی جائے_(5)
بروز جمعہ (یوم الہریر) مالك اشتر کے حملے دشمس پر مسلسل جاری تھے یہاں تك کہ ان کے سپاہی تھك گئے چنانچہ انہوں نے اپنی سپاہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ : میں تمہارے لئے خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس لئے کہ (اگر زندہ بچ گئے) تو باقی دنوں میں اپنے گلے کا دودھ دوہیا کروگے (6) اس کے بعد انہوں نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور پرچم کو "حیان بن ہوذہ" سے لے کر زمین میں گاڑدیا_ اور بآواز بلند یہ کہتے ہوئے سپاہ کے درمیان پہنچ گئے کہ : تم میں سے کون حاضر ہے کہ اپنی جان کا خدا سے معاملہ کرے اور اشتر کے شانہ بشانہ جنگ کرے تا کہ اسے یا تو فتح و نصرت نصیب ہو یا شہادت اس تقریر کے بعد بہت سے سپاہی ان کے گرد جمع ہوگئے اور ان کے ہمراہ دشمن پر حملہ آور ہوئے یہاں تك کہ انہوں نے سپاہ شام کو دھکیل کر ان کی قرار گاہ لشکر تك پہنچا دیا لیکن یہاں پہنچ کر انھیں دشمن کا سخت مقابلہ کنا پڑا چنانچہ اس مقابلے میں مالك کے پرچمدار شہیدبھی ہوگئے_
حضرت علی (ع) نے جب یہ دیکھا کہ فتح و کامیابی مالك کے قدم چومنا چاھتی ہے تو آپ (ع) نے ان کی مدد کیلئے سپاہ کی ایك جماعت روانہ کي_(7)
مالك کی سرشکن ضربات اور دشمن کے ٹھکانہ پر مسلسل یورش سے یہ خوشخبری مل رہی تھی کہ فتح و نصرت جلد ہی نصیب ہونے والی ہے شام کے ضعیف و عمر رسیدہ لوگوں کے لبوں پر یہ صدا بلند تی اللہ اللہ فی الحرمات من النساء و البنات (8)(خدا کیلئے اپنے عورتوں اور بیٹیوں کا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

توكچھ تو خيال و پاس كرو)
معاويہ نے اپنے لشكر كى جب يہ زبوں حالى ديكھى اور يہ يقين ہوگيا كہ شكست ميں قطعا شك نہيں تو اس نے عمروعاص سے كہا كہ : ہم تو اب فنا ہوا چاھتے ہيں كہاں ہے وہ تمہارا آخرى حربہ (19) يہ سن كر عمروعاص نے بآواز بلند كہا كہ : اے لوگو تم ميں سے جس كے پاس بھى قرآن مجيد ہے اسے نيزے كى نوك پر حمائل كردو_ تقريبا پانچ سو قرآن نيزوں پر آگئے اس كے ساتھ لوگوں كو چيخ و پكار بھى شروع ہوگئي كہ: ہمارے اور تمہارے درميان قرآن حاكم و ثالث ہے اگر ہميں قتل كردو گے تو شام كى سرحدوں كى كون نگرانى و حفاظت كرے گا(10)

سپاہ عراق كا رد عمل
عراق كے بعض سپاہيوں پر دشمن كے حيلہ و نيرنگ اور اس كے پر فريب ،ہيجان انگيز نعروں كا جادو چل گيا (بالخصوص اشعث جيسے سرداروں پر چونكہ ان كے دل معاويہ كى جانب مايل تھے اسى لئے ان كا شمار اميرالمومنين حضرت على (ع) كے منافقين ميں ہوتا تھا) چنانچہ انہوں نے لوگوں كو مشتعل كرنا شروع كرديا تا كہ وہ دشمن كے دام فريب ميں آجائيں اور اسى لئے انہوں نے بآواز بلند يہ كہنا شروع كرديا كہ "تمہارى دعوت كتاب خدا ہم نے قبول كر ليا ہے آؤ ہم اسى طرف چليں"(11)
اميرالمومنين حضرت على (ع) نے جب يہ كيفيت ديكھى تو اپنى سپاہ كے افكار روشن كرنے اور دشمن كے حيلہ و نيرنگ سے باخبر كرنے كى خاطر فرمايا كہ " اے بندگان خدا اسى طرف چلتے رہو دشمن سے جہاد كرتے ہوئے حقيقت و حقانيت كو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دو معاويہ، عمروعاص اور ابن ابى معيط ... كو دين و قرآن سے كوئي سروكار نہيں ميں ان لوگوں كو تم سے بہتر جانتا ہوں ان كے بچپن سے سن رسيدہ ہونے تك ميرا سابقہ رہا ہے يہ اپنے وقت كے بدترين بچے اور بدترين مرد رہے ہيں اگر يہ لوگ قرآن كى عظمت سے واقف ہوتے اور اس كے احكام پر عمل كرتے تو ان كو نيزوں

پر نہ چڑھاتے_ وہ جو كچھ كر رہے ہيں سب نيرنگ و نفاق ہے_(12)
اس سے قبل يہ واقعہ رونما ہوا كہ حضرت على (ع) نے اس خط ميں جو معاويہ كو لكھا تھا يہ پيشين گوئي كردى تھى گويا ميں ديكھ رہا ہوں كہ حوصلہ شكن ضربات، بے حد و اندازہ كشت و خون اور يقينى شكست و ريخت كے بعد تم اپنے ساتھيوں كے ہمراہ كتاب اللہ كى جانب آنے كى دعوت دوگے چنانچہ جو لوگ اس دعوت كى دہائي ديں گے وہ كافر ہوں گے يا منافق يا حق سے روگرداں (13) دشمن كى اس سازش كو ناكام كرنے اور سپاہ فريقين كے افكار بيدار كرنے كى خاطر حضرت على (ع) نے حضرت سعيد كو قرآن كے ساتھ شاميوں كى جانب روانہ كيا اور انہيں حكومت قرآن كى دعوت دي_

سپاہ عراق ميں نظرياتى اختلاف
حضرت على (ع) كى تقارير و تنبيہات كا اثر چند ہى لوگوں پر ہوا ان ميں اكثريت ايسے لوگوں كى تھى جنہوں نے ضد اختيار كر لى تھى اور ان كا اس بات پر اصرار تھا كہ جنگ ترك كردى جائے چنانچہ انہوں نے پكارپكار كر كہنا شروع كيا: اس جنگ نے ہميں نگل ليا اس ميں ہمارے تمام مرد مارے گئے ان كى دعوت كو قبول كر لو ورنہ سب مارے جاؤ گے_
جو لوگ اس حق ميں تھے كہ جنگ جارى رہے ان ميں مالك اشتر پيش پيش تھے_
ان كى دليل يہ تھى كہ معاويہ كے پاس اب اپنى فوجى طاقت كا دم خم نہيں جب كہ ہمارى فوجى طاقت بہت زيادہ ہے اور ہم ميں حوصلہ مندى ہے اگر اس كے پاس تمہارى جيسى فوجى طاقت ہوتى تو وہ ہرگز جنگ سے روگرداں نہ ہوتا(14)
جنگ كو جارى ركھنے كے حاميوں ميں دوسرے شخص" عدى بن حاتم" تھے انہوں نے كہا كہ ہرچند ہمارى سپاہ كا كشت و خون ہوا ہے اور ان ميں سے بہت سے مجروح بھى ہوئے ہيں مگر حق كى پاسدارى كر رہے ہيں اس لئے ہم اہل شام زيادہ ثابت قدم وپائيدار ہيں اب وہ لوگ زبوں و ناتواں ہوچكے ہيں ضرورى ہے كہ اس موقع سے فائدہ اٹھايا جائے اور ہم ان سے جنگ

كريں_(15)
انہى افراد ميں سے "عمرو بن حمق" اپنى جگہ سے اٹھے اور كہنے لگے: اے اميرالمومنين (ع) ہم نے آپ كا ساتھ باطل كى

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خاطر نہیں دیا ہے بلکہ ہم راہ خدا میں اور حق قائم کرنے کی غرض سے آپ کے دوش بدوش رہے ہیں اب کام اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے اور ہم بھی آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں(16) ...
اس جماعت کے مقابل اشعث کھڑا تھا اور کہنے لگا اے امیرالمومنین (ع) ہم آپ کے آج بھی وہی جاں نثار دوست ہیں جو کل تھے لیکن کام کا انجام آغاز سے مختلف ہے مجھ سے بڑھ کر کوئي اہل عراق کا دوست او مجھ سے بدتر کوئي شامیوں کا دشمن نہیں انہوں نے جب کلام اللہ کی دعوت دی ہے تو قبول کر لیجئے کیونکہ اس کیلئے آپ ان سے کہیں زیادہ اہل و لائق ہیں لوگ اپنی زندگی و بقاء کے متمنی ہیں ہلاکت و تباہی انھیں پسند نہیں_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اس خیال کے پیش نظر کہ لشکر کے درمیان ہم آہنگی برقرار رہے اور ان کے درمیان کوئي اختلاف و اشتعال پیدا نہ ہو پہلے تو خود سے ہی کہا کہ اس مسئلہ کے بارے میں غور کیا جانا چاہیئے(17) لیکن جیسے ہی ہر گوشہ و کنار سے صلح کے بارے میں دبی دبی آوازیں آنے لگیں تو آپ نے فرمایا کہ : اے بندگان خدا اس میں کوئي شك نہیں کہ کلام اللہ کی دعوت قبول کرنے کیلئے میں آپ سے زیادہ لائق و اہل ہوں مگر دین و قرآن کے معاملے میں معاویہ اور عمروعاص کی بات الگ ہے ... ان کا قول اگرچہ کلمہ حق ہے مگر اس کے پس پردہ جو ارادہ کار فرما نظر آتا ہے وہ باطل ہے قرآن کو نیزے پر چڑھانا معرفت اور ایفائے عہد کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ بھی حیلہ و نیرنگ اور ایك بہانہ ہے تم صرف ایك گھنٹے کے لئے اپنے دست و بازو اور سر میرے حوالے کردو تو جلد ہی یہ دیکھو گے کہ حق اپنے آشکارہ نتیجے پر پہنچ چکا ہے اور ستمگروں کی بیخ کنی ہونے میں ذرا بھی دیر نہیں_
لیکن اشعث نے جب یہ دیکھا کہ اس کی بات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور یا اس پر عمل ہونا

258

مشکل و محال نظر آتا ہے تو یہ بات اس کیلئے ناقابل برداشت ہوگئي چنانچہ و ہ سپاہ کی جانب روانہ ہوا تا کہ اپنے اس نظریے کا ان کے درمیان پر چار کر سکے چنانچہ اس نے اس بات پر سب سے زیادہ زور دیا کہ جنگ بند کردی جائے اور یہ بات اس نے ان حساس لمحات میں کہی جب کہ جنگ کی چکی مالك اشتر کے ہاتھ میں گھوم رہی تھی اور دشمن گیہوں کے دانوں کی مانند ان کی سرشکن ضربات کے باعث پس رہے تھے وہ میدان کارزار میں حق کو روشن اور فتح و نصرت کو آشکار کرنا چاہتے تھے دشمن کے آخری محاذ کو زیر و زبر کرنے میں بھی اب چند قدم کا ہی فاصلہ رہ گیا تھا_
شامیوں کی زندگی اب معاویہ اور عمروعاص کے باریك تار امید سے وابستہ تھی وہ سراسیمہ و پریشان معاویہ کے سرپر کھڑے چلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے معاویہ ایسا لگتا ہے کہ اہل عراق ہماری دعوت قبول کرنے کو تیار نہیں اپنی اس تجویز کو ان کے سامنے دوبارہ رکھیے تم نے یہ دعوت دے کر دشمن کو جرات مند و گستاخ کردیا ہے اور لالچ و حرص نے تم کو گھیر لیا ہے(18)_
دوسری طرف اشعث کی کوشش کے باعث تقریبا دو ہزار آہن پوش افراد سلاح بدست اور شمشیر بدوش ان قاریان قرآن کی جماعت کے ہمراہ جن کو بعد میں جزو خوارج کہا گیا" مسطر بن فدکي" اور " زید بن حصین" کی قیادت میں حضرت علی (ع) پر حملہ آور ہوئے وہ آپ کو بار بار ضدی و خود سر کہے جا رہے تھے_
انہوں نے پہلی مرتبہ حضرت علی (ع) کو امیرالمومنین (ع) خطاب کرنے کے بجائے یہ کہ کہا اے علی انہوں نے کلام اللہ کی دعوت دی ہے تم اسے قبول کر لو ورنہ ہم تمہیں بھی عثمان کی طرح قتل کروائیں گے اور ہم خدا کو شاہد بنا کر کہتے ہیں کہ ہم یہ کام کر گزریں گے_
حضرت علی (ع) نے فرمایاکہ : افسوس تمہاری حالت پر میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے قرآن کی دعوت دی اور میں ہی پہلا فرد ہوں جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا میرے لئے یہ کسی طرح بھی شائستہ و سزاوار نہیں کہ حکمیت قرآن کی دعوت دی جائے اور میں اسے قبول نہ کروں میں ان سے اس لئے جنگ کر رہا ہوں کہ وہ حکم قرآن کے آگے اپنی گرد نیں خم کردیں کیونکہ انہوں نے حکم

259

خداوندی سے روگردانی کی اور اس کے احکام سے عہد شکنی کر کے اس کی کتاب سے منحرف ہوگئے ہیں میں بار بار تمہارے سامنے یہ اعلان کر چکا ہوں کہ ان کا ہرگز یہ ارادہ نہیں کہ احکام الہی پر عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے اس اقدام سے وہ تمہیں فریب دے رہے ہیں میں نے جو کچھ کہا اور وہ بات جو تم کہہ رہے ہو اس پر غور کرو اگر میری اطاعت مقصود ہے تو جنگ کرو اور اگر میرے حکم کی خلاف ورزی منظور ہے تو تمہیں اختیار ہے جو چاھو کرو_(19)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

انہوں نے حضرت علی (ع) کے بیان کی جانب توجہ کئے بغیر کہا کہ اشتر کو حکم د یجئے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہوکر واپس آجائیں_(20)

مالك کا واپس آنا

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ناگزیر یزید بن ہانی کے ذریعے مالك کو پیغام بھجوایا کہ واپس آجائیں_ مالك اس وقت دشمن کی استقامت و پایداری کو کاری ضرب لگا چکے تھے اور فتح و نصرت ان کے قدم چوم لینا چاہتی تھی انہوں نے جواب دیا کہ : یہ وقت مجھے اپنے موقف سے دورکرنے کیلئے مناسب نہیں مجھے خداوند تعالی کی ذات سے امید ہے کہ فتح و کامیابی حاصل ہوگی میرے بارے میں آپ جلدی نہ کیجئے انہوں نے مالك کا پیغام حضرت علی (ع) کو پہنچا دیا انہی لمحات کے دوران میدان کار زار میں گرد و غبار بلند ہوا اور نبرد آزما سپاہ کی پر جوش و خروش صدائیں سنائي دیں اب مالك اشتر کی فتح و نصرت اور شامیوں کی شکست فاش نمایاں ہوچکی تھي_

لیکن فتح و نصرت کی ان علامتوں سے کوئي بھی علامت ان سرکشوں کو جنہوں نے حضرت علی (ع) کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا ضد پر سے نہ روك سکی وہ غضبناك ہو کر چیخے اور کہنے لگے کہ یقینا آپ نے مالك کو یہ حکم دیا ہے کہ آتش جنگ کو مزید بر افروختہ کریں اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ : افسوس تمہاری حالت پر کیا میں نے تمہارے سامنے قاصد مالك کی جانب روانہ نہیں کیا جو بات روشن و آشکارا میں نے کہی تھی کیا وہ تمہارے کانوں تك نہیں پہنچي؟ انہوں نے کہا : دوبارہ یہ

پیغام بھجوائے کہ وہ واپس آجائیں اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ہم آپ سے قطع تعلق کرلیں گے حضرت علی (ع) نے دوبارہ یہ پیغام بھیجا کہ یہاں فتنہ بپا ہے تم واپس آجاؤ اشتر نے قاصد سے پوچھا کیا یہ شور و غوغا قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے کے باعث بپا ہوا ہے؟ قاصد نے جواب دیا ہاں اس کی وجہ یہی ہے اس پر مالك نے کہا کہ خدا کی قسم جس وقت قرآن کو نیزوں پر لایا گیا تھا مجھے اسی وقت یہ گمان گذرا تھا کہ اختلاف و تفرقہ پیدا ہوگا یہ طرح ریزی و نقشہ کشی اس غیر معمولی ذہنی کی پیدا وار ہے جس کا نام عمروعاص ہے_

اس کے بعد انہوں نے یزید بن ہانی سے کہا کہ:کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ خداوند تعالی نے ہمیں فتح و کامیابی عطا فرمائي ہے کیا اس وقت یہ مناسب ہے کہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے دوں اور واپس چلا آجاؤں ؟ یزید بن ہانی نے کہا کہ : کیا آپ یہ چاھتے ہیں کہ اس محاذ جنگ پر تو آپ کامیاب ہوجائیں اور ادھر آپ امیرالمومنین (ع) کو دشمن کے حوالے کردیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ " سبحان اللہ آپ نے یہ کیا بات کہی خدا کی قسم میں ایسا ہرگز چاھوں گیا یہ کہہ کر وہ میدان کارزار سے واپس آگئے_(21)

سرکشوں کی سرزنش

مالك جب میدان کارزار سے واپس آگئے تو وہ ان لوگوں پر غضبناك ہوے جنہوں نے حضرت علی (ع) کو گھیر رکھا تھا اور کہا: اے مذلت پذیر سست عنصر لوگو تمہیں غالب و فاتح دیکھ کر دشمن نے حکمیت قرآن کی دعوت دی ہے کیا دعوت دینے کیلے یہی وقت رہ گیا تھا خدا کی قسم انہوں نے احکام الہی و قرآن اور سنت کو پامال کیا ہے اس لئے تم ان کی دعوت قبول نہ کرو مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں یہاں سے جاؤں اور واپس چلا آؤں میں فتح و کامیابی کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں انہوں نے کہا کہ : ایسا نہیں ہوسکتا مالك نے کہا کہ " کم از کم مجھے اتنا ہی وقت دے دیا جائے جتنی دیر گھوڑے کو دوڑنے میں لگتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ ایسے وقت میں ہم تمہارے ساتھ

شریك گناہ ہیں" اس پر مالك نے کہا کہ تم اپنی بات کر رہے ہو تم وہ لوگ ہو جنہوں نے اپنے برگزیدہ لوگوں کو قتل کرا دیا اور جو پست فطرت تھے وہ زندہ ہیں ایسی حالت میں تم خود کو کس طرح حق پر سمجھ سکتے ہو؟ کیا اس وقت جب تم شامیوں کو قتل کر ہے تھے یا اس وقت جب کہ تم کشت و کشتار سے دستبردار ہوگئے ہو؟ دوسری صورت میں تمہیں یہ بات تسلیم کر لینی چاہیئے کہ تمہارے وہ عزیز جو قتل ہوئے تم سے بہتر و افضل تھے اگرچہ تم ان کی فضیلت سے انکار نہیں کر سکتے مگر اب وہ اپنی آگ میں خود جل رہے ہیں"

وہ لوگ جو مالك کی منطق و دلیل کا جواب نہ دے سکے انہوں نے کہا" کہ اب آپ ہم سے حجت و بحث نہ کیجئے کیونکہ ہم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نے راہ خدا میں ہی جنگ کی تھی اور راہ خدا میں ہی اس جنگ سے دستکش ہو رہے ہیں آپ کی اطاعت ہرگز نہیں کریں گے بہتر ہے کہ آپ اپنی راہ لیں ..."
مالك نے چاہا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) اس جنگ کو جو شامیوں سے ہو رہی تھی سرکشوں پر مسلط کردیں_
لیکن انہوں نے چلانا شروع کردیا کہ امیرالمومنین (ع) نے حکمیت کو تسلیم کر لیا ہے قرآن کے حکم پر وہ راضی ہیں اس کے علاوہ ان کے لئے کوئي چارہ نہیں اس پر اشتر نے کہا کہ اگر امیرالمومنین (ع) نے حکمیت کو قبول کر لیا ہے تو میں بھی اس پر راضی اور خوش ہوں"
حضرت علی (ع) نے جب یہ دیکھا کہ سرکش لوگ آپ (ع) ہی کی موجودگی میں دروغ گوئي سے کام لے رہے ہیں تو آپ (ع) نے کوئي بات کہے بغیر نظریں زمین پر جھکا لیں (22) لیکن جب سب لوگ خاموش ہوگئے تو آپ (ع) اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا کہ : تم جب تك مجھ سے متفق و ہم خیال تھے جنگ کر تے رہے یہاں تك کہ جنگ نے تمہیں زبوں و ناتواں کردیا خدا کی قسم جنگ کے زبونی و ناتوانی نے تمہیں پکڑ لیا ہے اور تمہیں تمھارے حال پر چھوڑ دیا ہے تمہیں یہ جان لینا چاہیئے کہ کل تك میں امیرالمومنین (ع) تھا مگر آج میں حکم بجالانے کے لئے مامور ہوں کل تك مجھے اختیار تھا اور تمہیں حکم دے سکتا تھا مگر آج میں اس حکم سے محروم ہوں آج میرے حکم کو ٹھکرایا جا رہا ہے اس

لئے میں تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف مجبور نہیں کر سکتا"(23)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) ان سے خطاب کرنے کے بعد تشریف فرما ہوئے قبائل کے سرداروں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ان میں سے بعض جنگ کی حامی و طرفدار تھے اور بعض صلح کے متمنی و خواہشمند(24)

نفاق و حماقت کے خلاف جدوجہد
اگرچہ سپاہ شام کی طرف سے یہ آوازیں بلند ہو رہی تھیں کہ " ہم نے قرآن کے سامنے اپنے سر خم کردیئے ہیں اور تم بھی قرآن کی حکومت کو تسلیم کر لو" مگر عمل میں وہ لوگ در حقیقت قرآن کے حکم سے روگرداں تھے کیا اب تك امیرالمومنین علی (ع) نے قرآن کے احکام کو تسلیم نہیں کیا تھا اور کیا آپ (ع) کا عمل قرآن کے حکم کی بنیاد پر نہ تھا یا جیسے ہی سپاہ شام کے سرداروں نے قرآن کو نیزوں پر چڑھایا اور ظاہر داری سے کام لیا تو قرآن کا حکم بھی بدل گیا اور یہیں سے علی (ع) کا راستہ قرآن سے علیحدہ ہوگیا؟شامیوں نے در حقیقت اپنے اس عمل سے حق و عدالت کو نفاق کے پیروں تلے روند ڈالا_
انہی لوگوں میں کچھ تعداد ایسے لوگوں کی بھی تھی جنہوں نے اپنے ہادی و پیشوا کو نہ پہچانا انہوں نے اپنی حماقت و نادانی سے اپنی خواہشات ہی نہیں بلکہ دشمن کی خواہشات کو امیرالمومنین (ع) پر مسلط کر کے ظلم و نفاق کی بنیادوں کو مضبوط کردیا جب کچھ کوتاہ فکر اور کج اندیش لوگ ان سے آکر مل گئے تو نفاق کی گرم بازاری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئي_ ان حالات میں نفاق سے ٹکر لینا گویا اس وقت ایسا اقدام کرنا حماقت و نادانی سے پنجہ نرم کرنا تھا_
امیرالمومنین (ع) ایسی حساس صورتحال کے روبرو تھے جس میں ایك طرف منافق و مفاد پرست لوگ قرآن کو نیزوں پر بلند کئے ہوئے تھے اور دوسری طرف وہ لوگ تھے جو بظاہر محاذ حق پر جنگ و جدال کر رہے تھے مگر اس کے ساتھ ہی امیرالمومنین حضرت علی (ع) پر تلوار کھینچے کھڑے تھے

کہ حکم قرآن کو تسلیم کیجئے_ اور وہ اس بات سے قطعی بے خبر تھے کہ اس بارے میں قرآن کا صریح ارشاد ہے کہ " ان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر اللہ" (25) اور اگر اہل ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ جائیں تو ان کے درمیان صلح کر او پھر اگر ان میں سے ایك گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑویہاں تك کہ وہ اللہ کے حکم کیطرف پلٹ آئے_
باغی و سرکش جانتے تھے کہ مسلمانوں کے قانونی و شرعی زمامدار امیرالمومنین حضرت علی (ع) ہیں اور معاویہ آپ(ع) سے باغی و برگشتہ_ اسے چاہیئے کہ سرکشی سے دستبردار ہوجائے_ حق کے سامنے گردن خم کردے _ اور اگر ایسا نہیں تو حکم قرآن کے مطابق جنگ و جدال کریں_
سرکشوں نے حیلہ و نیرنگ پر کاربند رہ کر قرآن کو تو نیزوں پر چڑھادیا مگر ان سے یہ نہیں کیا گیا کہ ہم امیرالمومنین

حضرت علی (ع) کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہیں_ بلکہ وہ تو یہ چاہتے تھے کہ انھیں کوئي ایسا موقعہ مل جائے جس کے ذریعے وہ اپنی یورش و سرکشی کو جاری رکھ سکیں مگر سپاہ عراق میں سے کچھ ظاہر بین اور کج اندیش افراد انجانے میں ان کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر رہ گئے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ رنج و افسوس کے علاوہ انہیں کچھ نہ ملا_

حکمیت و ثالثی کی دعوت

معاویہ نے سپاہ عراق کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور مسئلہ حکمیت کی پیش کش کے بعد حضرت علی (ع) کی خدمت میں خط لکھا کہ ہمارا اختلاف کافی طویل ہوگیا ہے اور دونوں طرف سے بہت زیادہ خون بہایا جاچکا ہے اور ڈر ہے کہ کہیں حالت پہلے سے زیادہ بد تر نہ ہوجائے اور اس کی ذمہ داری ہم دونوں پر ہوگی کیا آپ اس بات سے متفق ہے کہ لوگوں کی کشت و کشتار کو روکا جائے اور دینی اخوت و محبت برقرار ہوجائے_

اس کی راہ یہی ہے کہ آپ اور میرے ہوا خواہوں سے دو معتبر حکم (ثالث) انتخاب کئے جائیں اور وہ کلام اللہ کی اساس و بنیاد پر فیصلہ کریں_ کیونکہ ہمارے لیئے یہی بہتر ہے کہ خوف خدا کو دل میں رکھیں اور اگر اہل قرآن ہیں تو اس حکم کا پاس کریں_ (26)

معاویہ ایسا نافہم تو نہیں تھا کہ اسے یہ معلوم نہ ہوتا کہ حضرت علی (ع) اس ظاہر سازی کا فریب نہ کھائیں گے اس نے اتنا یقینا سوچ ہی رکھا تھا کہ اس خط کا مضمون سپاہ عراق کے بعض کج اندیش او رمنافق افراد کے کانوں تك ضرور پہونچے گا اور وہ اس سے متاثر بھی ہوں گے_

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اپنے مدلل بیان سے صریح الفاظ میں واضح و قطعی جواب دیتے ہوئے اسے لکھا کہ معاویہ تم مجھے حکمیت قرآن کی دعوت دے رہے ہو جبکہ تم اس سے کہیں دور ہو اور تم اس کتاب مقدس کو اپنا حکم بنانا نہیں چاہتے ہو ہم نے دعوت قرآن کو حکمیت کی بنیاد پر قبول کیا ہے نہ کہ تمہاری تجویز پر(27)

معاویہ کی جانب روانگي

اشعث جو دستہ مخالفین اور صلح پسندوں کا سردار بنا ہوا تھا معاویہ کے خط کی تشہیر کرنے کے بعد حضرت علی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ شامیوں کی دعوت حکمیت سے خوش و خرم ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور اس سے پوچھوں کہ کیا چاہتے ہو_(28)

کیا اشعث واقعی یہ نہیں جانتا تھا کہ معاویہ کیا چاہتا ہے آخر وہ کون سا مقصد تھا جس کی خاطر وہ معاویہ کے پاس جانے کی کوشش کر رہا تھا اسے ان تمام باتوں کا علم تھا اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اب فیصلہ کرنے کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے وہ حضرت علی (ع) کے ان الفاظ کو نہیں بھولاتھا جو آپ(ع) نے چند لمحہ قبل فرمائے تھے کہ " میں کبھی امیر تھا مگر اب تابع و مامور ہوں لیکن اس کے باوجود اس نے حضرت علی (ع) سے اجازت مانگی تا کہ وفد کے اراکین کے درمیان اس کی حیثیت مامور کی

رہے_

حضرت علی (ع) نے اسے بہت بے اعتنائي سے جواب دیا کہ اگر چاھو تو معاویہ کے پاس جاسکتے ہو (29) اشعث تو اس موقع کی تلاش میں تھا ہی اورخود کو اس نے وفد کا رہبر فرض کر لیا تھا وہ ظاہراً حضرت علی (ع) کے نمائندے کی حیثیت سے معاویہ کے پاس گیا اور اس کے سامنے چند سوال پیش کئے معاویہ نے اس کے وہی جواب دیے جو وہ خط میں حضرت علی (ع) کو لکھ چکا تھا_

اس پر اشعث نے کہا یہ سب مبنی بر حق ہے اس کے بعد وہ حضرت علی (ع) کے پاس واپس آگیا_

جب یہ خبر پھیل گئي کہ اشعث کو وفد کا سربراہ بنایا گیا ہے تو لوگوں نے بآواز بلند کہنا شروع کیا کہ : ہم اس حکم پر راضی ہیں اور ہمیں یہ منظور ہے_

اس کے بعد شام و عراق کے لشکروں کے قاری یکجا جمع ہوئے اور انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حکم قرآن کو بحال کیا جائے_ (30)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حکمین (ثالثوں) کا انتخاب
یہ تو پہلے سے معلوم تھا کہ معاویہ کا حکم عمروعاص ہوگا اور شام کے لوگوں کو بھی اس کے انتخاب کئے جانے پر اتفاق ہوگا چنانچہ معاویہ نے بغیر کسی مشورے کے حکم مقرر کردیا اور اپنی سپاہ کو اپنے اس انتخاب کے ذریعہ مطمئن کردیا_
عراق کے لوگ اپنے ہادی اور پیشوا کی حکم عدولی کے باعث اگر چہ تباہی اور ہلاکت کے دہانے تك پہنچ چکے تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے حکم کے انتخاب کے حق سے بھی امیرالمومنین (ع) کو محروم کردیا اشعث نے ان قاریان قرآن کے ہمراہ (جو بعد میں خوارج شمار کئے گئے) بلند کہنا شروع کیا کہ " ہم ابو موسی اشعری کو انتخاب کرتے ہیں اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ : مجھے اس پر اتفاق نہیں کیونکہ میں انہیں اس کام کا اہل نہیں سمجھتا اشعث ، زید بن حصین اور مسعر بن فدکی

نے قاریان قرآن کے ساتھ یك زبان ہوکر کہا کہ ہمارا انہیں پر اتفاق ہے کیونکہ وہیں ہیں جنہوں نے ہمینا س جنگ کی مصیبت سے محفوظ رکھا اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ مجھے یہ انتخاب منظور نہیں کیونکہ انہوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور وہ لوگوں کو میری مدد کرنے سے منع کر رہے تھے اس کے بعد وہ فرار کر گئے چنانچہ کئي ماہ گذر جانے کے بعد میں نے انھیں امان و پناہ دي" میں اس کام کے لئے عباس کو اہل و شایستہ سمجھتا ہوں_
لیکن وہ لوگ حسب سابق اپنی ضد پر قائم رہے اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے آپ کے ہونے یا عباس کے ہونے میں ذرا فرق نہیں لیکن ہم یہ چاھتے ہیں کہ حکم ایسے شخص کو بنایا جائے جو آپ کی اور معاویہ کی طرف سے بے لاگ ہو اور اس کی نظر میں دونوں افراد یکساں و برابر ہوں_
حضر ت علی (ع) نے فرمایا کہ میں پھر مالك اشتر کو مقرر کرتا ہوں اس پر اشعث نے بلند آواز سے کہا کیا اشتر کے علاوہ کوئي اور شخص تھا جس نے ساری زمین میں آگ لگائي؟ اگر ہم ان کا نام منظور کر لیتے ہیں تو ہمیں ان کا پابند رہنا ہوگا حضرت علی (ع) نے دریافت فرمایا کہ ان کا حکم کیا ہے سب نے ایك آواز ہو کر کہا یہ کہ شمشیر ہاتھ میں لیکر تمہارا اور اپنا مدعا حاصل کرنے کی خاطر جان تك کی بازی لگادیں_
حضرت علی (ع) کو انکی ضد اور خود سری پر طیش آگیا اور فرمایا کہ ابو موسی کے علاوہ کسی اور کو اپنا حکم تسلیم نہیں کروگے؟ انہوں نے کہا نہیں اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا جو چاھو وہ کرو (31)

سوالات
1_ معاویہ نے جنگ سے فرار کرنے اور اپنی حالت و حیثیت کی حفاظت کے لئے کیا اقدامات کئے؟
2_ معاویہ اور عمروعاص نے شکست سے نجات پانے کے خاطر کیا سازش کي؟
3_ جب قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کیا گیا تو سپاہ عراق کا کیا رد عمل ظاہر ہوا؟
4_ سپاہ عراق میں کون لوگ جنگ جاری رکھنے کے حق میں تھے اور کون اس مقصد کے لئے پیش پیش تھے؟
5_ وہ لوگ کون تھے جنہوں نے فتح و نصرت کے آخری لمحات میں حضرت علی (ع) کو جنگ بندی پر مجبور کیا؟
6_ حکمیت کا مسئلہ پہلی مرتبہ کس کی طرف سے پیش کیا گیا ... حضر ت علی (ع) اور سرکش سپاہ کا حکم مقرر کرنے کے سلسلے میں کیا نظریہ تھا؟

حوالہ جات
1_ وقعہ صفین 409_408
2_ وقعہ صفین 413_ 409
3_ وقعہ صفین 477_ 476

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

4_ وقعہ صفین 476 و لم یبق منہم الا آخر نفس ... انا غار علیہم بالغداۃ احاکمہم الی اللہ عزوجل
5_ وقعہ صفین 481_480
6_ اعیذکم بااللہ ان ترضعوا الغنم سایر الیوم یہ اس بات پر کنایہ ہے کہ اگر تمہیں فتح نصیب نہ ہو تو تمہاری حالت عورتوں جیسی ہوجائے گی جو چوپاؤں کا دودھ دوہا کرتی ہیں_
7_ وقعہ صفین 476_475 ، کامل ابن اثیر ج 3 ص 31_315
8_ وقعہ صفین ص 479، مروج الذہب ج 2 ص 390
9_ مروج الذہب ج 2 ص 390 ہلم مخباتك یابن عاص فقد ہلکنا
10_ مروج الذہب ج 2 ص 390 ایك قول کے مطابق لیلۃ الہریر میں ہی معاویہ کے جاسوسوں نے اشعث کی بات اس تك پہنچادی تھی چنانچہ اس کے بعد ہی معاویہ نے اس بات کا فیصلہ کیا تھا کہ قرآن کو نیزونپر چڑھا دیا جائے وقعہ صفین 481
11_ نجیب الی کتابہ اللہ عزوجل نتنیب الیہ ، تاریخ طبری ج 5 ص 48 ، کامل ابن اثیر ج 3 ص 316 ، مروج الذہب ج 2 ص 390
12_تاریخ طبری ج 5 ص 48، مروج الذہب ج 2 ص 391 کامل ج 3 ص 316
13_ شرح ابن ابی الحدید ج 16 ص 134
14_ وقعہ صفین 483_482
15_ وقعہ صفین 483_482
16و17_ وقعہ صفین 483_482

18_ وقعہ صفین 482
19_ فان تطعیونی فقاتلوا و ان تعصونی فاصنعوا ما بدالکم
20_ ملاحظہ ہو، کامل ابن اثیر ج 3 ص 317_ 316 ، تاریخ طبری ج 5 ص 49 ، وقعہ صفین 490_489
21_ وقعہ صفین 491 _ 490 کامل ج3 ص 317 تاریخ طبری ج 5 ص 49
22_ وقعہ صفین 491_90 ، کامل ج 3 ص 317، تاریخ طبری ج 5 ص 50
23_ وقعہ صفین 484
24_ وقعہ صفین 485_484
25_ سورہ حجرات آیت 8
26_ وقعہ صفین 493
27_ وقعہ صفین 493، نہج البلاغہ مکتوب 48
28_ وقعہ صفین 499_498
29_ وقعہ صفین 499
30_ وقعہ صفین ص 499
31_ وقعہ صفین 500_499 ، کامل ابن اثیر 319_318

تیرھواں سبق
قاسطین (جنگ صفین) 5
خوارج کی نامزدگي
حکمیت کا معاہدہ
جنگ صفین کے عبرت آموز درس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جنگ كے نتائج
سركشوں كى تشكيل و گروه بندي
حضرت على (ع) خوارج كے درميان
منافقين كى تحريك
سوالات
حوالہ جات

خوارج كى نامزدگي
ان سركشوں اور باغيوں كى حماقتيں اور كوتاہيوں جو بعد ميں (خوارج) كے نام سے مشہور ہوئے ايك دو نہ تھيں _ ان سے جو لغزشيں اور خطائيں سرزد ہوئيں ان ميں سے ايك يہ بھى تھى كہ انہوں نے حاكم كا انتخاب صحيح نہيں كيا_ اگرچہ ان كا دعوى تو يہ تھا كہ انہوں نے غير جانبدار شخص كو منتخب كرنے كى كوشش كى ہے_ مگر جس شخص كو انہوں نے اس كام كے لئے نامزد كيا اس كى عداوت و دشمنى حضرت على (ع) كے ساتھ دوسروں كى نسبت كہيں زيادہ تھي_ ليكن اس كے بر عكس معاويہ كو حق انتخاب اس شخص كيلئے ديا گيا كہ جو اس سے كہيں زيادہ مال و جاه كا حريص اور اس كا فرمانبردار تھا_
ابو موسى وه شخص تھا جس نے اس وقت جبكہ كوفہ كى فرمانروائي اس كے ہاتھ ميں تھى اپنے پيشوا كے حكم سے سرتابى كى تھى اور جنگ جمل كے موقع پر لوگوں كو حضرت على (ع) كى مدد سے منع كيا تھا_
چنانچہ يہى وجہ تھى كہ حضرت على (ع) نے انہيں ايك خط ميں لكھا تھا كہ تمہارى طرف سے جو بات مجھ تك پہنچى ہے اس ميں تمہارا نفع بھى ہے اور نقصان بھي_ جيسے ہى ميرا پيغام رساں تمہارے پاس پہنچے تم اپنى كمر كس لينا _ اور اس پر مضبوطى سے پٹكا باندھ لينا_ اور اپنى كمين گاه سے نكل كر باہر آجانا _ جو افراد تمہارے ساتھ ہيں انہيں بھى باخبر كردينا_ اگر ميرے اس حكم پر عمل كرنا مقصود ہو تو قدم آگے بڑھانا_ اگر خوف غالب ہو اور سستى تمہارے وجود سے عياں ہوتى ہو تو كہيں اور نكل جانا_ خدا كى قسم تمہارى گيلى اور سوكھى ہر لكڑى كو جلا كر خاك كردوں گا_ اور اتنا موقع نہيں دوں گا كہ بيٹھ كر دم لے سكو تمہيں پيٹھ پيچھے جس چيز كا خوف اور ڈر ہے اسے بھى تم اپنے سامنے پاؤں گے_(1)
ليكن اس سركش كارندے نے نہ صرف كمر ہى نہ كسى اور حضرت على (ع) كى دعوت كا مثبت جواب

نہ ديا بلكہ حضرت على (ع) كا وه وفد جو حضرت امام حسن (ع) كى سركردگى ميں گيا تھا اس كى بھى مخالفت كى _ اور جو لوگ اپنا فرض ادا كرنے كى غرض سے ابوموسى كے پاس آئے تھے تا كہ اپنا فريضہ معلوم كريں تو يہ ان سے كہتا تھا كہ اگر آخرت كى فكر ہے تو اپنے گھروں ميں جاكر بيٹھو_ عثمان كى بيعت ابھى ہمارى گردنوں پر ہے_ اگر جنگ كرنا ہى مقصود ہے تو پہلے عثمان كے قاتلوں سے جنگ كرو_ (2)
اسى وجہ سے جنگ جمل ميں حضرت على (ع) كے اقدام كو ايك قسم كا فتنہ بتايا تھا اور رسول خدا (ص) سے يہ حديث نقل كى تھى كہ جس وقت فتنہ بپا ہو تو بيٹھے رہنے سے بہتر ہے كہ ليٹ جاؤ_ اگر كھڑے ہو تو بہتر ہے كہ بيٹھ جاؤ اور اگر چل رہے ہو تو اس سے اچھا ہے كہ اپنى جگہ كھڑے رہو_ يہ كہہ كر وه لوگوں كو اس بات كى جانب ترغيب دلا رہا تھا كہ اپنى تلواروں كو ميان ميں ركھدو اور نيزوں كو توڑ ڈالو تا كہ اس فتنے كے شر ان كا دامن كو نہ پكڑ لے_ (3)
آيا ايسا شخص جو اس طرز فكر كا حامل ہو اور جس كا حضرت على (ع) كے خلاف اس طرح كا يہ موقف رہا ہو ، كيا وه اس لائق ہو سكتا تھا كہ اسے حضرت على (ع) كے نمائندے كى حيثيت سے منتخب كيا جائے؟
چنانچہ يہى وجہ تھى كہ حضرت على (ع) ہميشہ اس فكر ميں رہتے تھے كہ وه لوگ جو توہمات ميں غرق ہيں ان پر صحيح افكار كو روشن اور حقيقت كو واضح كرديا جائے_ اسى لئے آپ (ع) نے يہ فيصلہ كيا كہ چونكہ ابوموسى كا تعلق خوارج كے گروه سے ہے حكميت كے واسطے ان كے منتخب كئے جانے كے مسئلے كو مزيد و سيع پيمانے پر پيش كريں_ اور سب كے سامنے وه دلائل پيش كرديں جن كى بنا پر وه حكميت كيلئے ان كا نام منظور كرنا نہيں چاہتے ہيں_ چنانچہ انہوں

نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ : یہ جان لو کہ شامیوں نے اس شخص کا انتخاب کیا ہے جو قضیے میں ان سب سے زیادہ نزدیك ہے _ لیکن تم نے اس شخص کو منتخب کیا ہے جو اس قضیے میں تمہاری نفرت کا سب سے زیادہ حقدار ہے_ کیا تم بھول گئے ہو کہ یہ ابوموسی ہی تھا جو یہ کہا کرتا تھا کہ جنگ جمل محض ایك فتنہ ہے_ اس مقصد کیلئے تم اپنی کمانوں کے چلے نہ چڑھاؤ اور اپنی تلواروں کو میان میں رکھ لو _ اگر اس کی اس بات میں حقیقت تھی تو وہ کیوں بحالت مجبوری جنگ صفین میں شریك ہوا _ اگر یہ صورتحال نہیں

ہے تو اس پردروغگوئي کا الزام عائد کیا جانا چاہئے ... عمروعاص کے اندرونی ارادے کو عبداللہ بن عباس کے ذریعے خاك میں ملا دو _ اس موقعے کو ہاتھ سے جانے نہ دو _ اسلام کے اطراف میں جو سرحدیں ہیں ان کی حفاظت کرو _ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ تمہارے شہروں پر حملہ کئے جا رہے ہیں ور تمہیں تیروں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے_ (4)

امیرالمومنین حضرت علی (ع) چاہتے تھے کہ عباس کو حکم مقرر کر کے جنگ بندی کے ان تلخ و ناگوار اثرات کو کم کردیں جنہوں نے ان لوگوں کے دل و دماغ پر غفلت کا پردہ ڈال دیا تھا_ کیونکہ عمروعاص کی نیرنگیوں اور دیگر کمزوریوں سے دوسروں کے مقابل وہ زیادہ واقف و باخبر تھے_ اس کے علاوہ مذاکرہ میں بھی وہ ان سے زیادہ محکم و قوی تھے_(5)

لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت علی (ع) کی بات کسی کی کان تك نہیں پہنچی اور کسی کے دل و دماغ پر اس کا اثر نہ ہوا _ اشعث تو حضرت علی (ع) کی بات سن کرہی بر افروختہ ہوگیا بالخصوص اس وقت جب کہ اس نے یہ دیکھا کہ جس شخص کو مذاکرے کیلئے منتخب کیا جا رہا ہے وہ قریش میں سے ہے _ اور اشعث یہ سمجھتا تھا کہ ان کا حکم مقرر کیا جانا قبیلہ یمن کی مذمت کئے جانے کی واضح و روشن دلیل ہے_ اور اسی بنا پر وہ کہہ رہا تھا کہ عبداللہ بن عباس میں حکم ہونے صلاحیت نہیں ہے_ چنانچہ انہوں نے ناراض ہوکر با آواز بلند کہا کہ : خدا کی قسم قیامت تك قبیلہ مُضر کے افراد بیك وقت حکم نہیں بنائے جاسکتے_ (6) معاویہ نے چونکہ حکم کیلئے قبیلہ مُضر کے شخص کا انتخاب کیا ہے اس لئے آپ (ع) ایسے شخص کا انتخاب کریں جو قبیلہ یمن کے لوگوں میں سے ہو_ اس پر آپ (ع) نے فرمایا کہ : مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارا یمنی دھو کہ نہ کھا جائے_ اشعث نے کہا اگر وہ دھو کہ کھا گیا اور وہ بات جو ہمارے لئے پسندیدہ نہیں اس نے اسی کو فیصلے میں تسلیم کر لیا تو اس سے بہتر ہے کہ دونوں ہی افراد قبیلہ مضر سے ہوں تا کہ ہماری مرضی کے مطابق حکم کے فرائض انجام دے سکیں_

اس طرح اشعث نے اپنے باطنی نفاق کو ظاہر و آشکار کردیا_ وہ اقتدار حاصل کرنے کی غرض سے چاہتا تھا کہ حکم کسی ایسے شخص کو بنایا جائے جو انہی کے قبیلے کا ہو_ لیکن اس نظریے کے پس

پشت ان یمنیوں کا قبائلی تعصب کارفرما تھا جو سپاہ عراق و شام میں بکثرت شامل تھے_ ایسی صورت میں اگر دو حکم میں سے ایك اسی قبیلے کا ہو تو وہ کیوں نہ خلافت پر نظر رکھیں _ ابوموسی کے موقف سے اشعث بخوبی واقف تھا اور یہ جانتا تھا کہ وہ معاویہ کی طرفداری نہیں کرے گا_ جس کی وجہ یہ تھی کہ ابوموسی اسے بھی فتنہ سمجھتا تھا_ اس کے برعکس دوسری طرف ان کے ماضی کو مد نظر میں رکھتے ہوئے کہا جا سکتا تھا کہ وہ حضرت علی (ع) کا بھی جانبدار نہ ہوگا_ چنانچہ اسی وجہ سے اسے بہترین طاقت سمجھا گیا تھا_

اشعث کتنا اقتدار پسند اور جاہ طلب تھا اس کی شاہد ذیل کی داستان ہے_

طایفہ " بنی ولیعہ" ان طائفوں میں سے تھا جوپیغمبر اکرم(ص) کی رحلت کے بعد مرتد ہو گئے تھے_ جس وقت زیاد ابن لبید انصاری نے ان سے جنگ کی اور انہیں اپنی تلوار کی دھار کا مزہ چکھایا تو وہ اشعث کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے طائفہ کندہ کے سردار کے پاس گئے اس نے اس موقع کو سلطنت حاصل کرنے کا بہانہ سمجھا اور ان سے کہا کہ اگر تم مجھے اپنا بادشاہ تسلیم کر لو تو میں تمہاری مدد کرنے کیلئے تیار ہوں_ انہوں اس کی اس شرط کو مان لیا _ چنانچہ وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا _ اور " قطحان" خاندان کے بادشاہوں کی طرح رسم تاج پوشی ادا کی گئي_ (7) اس کے بعد ان کی قیادت کرتے ہوئے وہ مسلمین کے ساتھ بر سر پیکار ہوا _ لیکن زیاد کے لشکر نے جیسے ہی دباؤ ڈالا اور اس قلعے کا جس میں اس نے پناہ لی تھی محاصرہ کیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنی زندگی کو خیانت کے ذریعے خرید لیں اور اپنے ساتھیوں سے دور ہو کر اس نے اپنے نیز اپنے دس قرابت داروں کے لئے پناہ مانگی _ اس کے بعد اس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نے قلعے کا دروازہ کھول دیا اور باقی لشکر کو موت کے منھ میں دھکیل دیا_(8)
ان خیانت کاریوں کی وجہ سے اسے مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہمیشہ لعن طعن اور نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا _ بالخصوص کندہ طائفے کی عورتیں اس بزدلی اور خیانت کاری کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوئي تھی اور جس کے باعث اس طائفے کے ایك گروہ کو سخت نقصان پہنچا تھا ، سخت

لعنت و ملامت کیا کرتی تھیں_ اور عام طور پر " عرف النار " (آگ لگانے والا جاسوس) کہا کرتی تھیں_ اور اس اصطلاح کا اطلاق اس شخص پر کیا جاتا تھا جس کی سرشت میں مکر ، فریب اور دغہ باز ی شامل ہو_ (9)
ابوموسی بھی جس کا نام اشعث نے حکمیت کیلئے پیش کیا تھا_ کسی طرح بھی اشعث سے کم نہ تھا _ جس وقت جنگ جاری تھی اس نے جانبین کی طرف سے کنارہ کشی اختیار کر کے اور شام میں اس مقام پر جو " عرض" کے نام سے مشہور تھا گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی _ لیکن جیسے ہی اس کے غلام نے یہ اطلاع دی کہ لوگ جنگ سے دست کش ہوگئے ہیں اور تمہارا نام حکم کی حیثیت سے لیا جا رہا ہے تو صفین کی جانب روانہ ہوا اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے لشکر تك پہنچ گیا_
مالك اشتر اور احنف ابن قیس جیسے امیر المومنین حضرت علی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے_ اور ابوموسی کے اوصاف و افکار بیان کرنے کے بعد عرض کیا کہ انہیں حکم منتخب نہ کیا جائے_ اس ضمن میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس کا اعلان کرنے کیلئے وہ خودتیار ہیں_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ان کا نظریہ لوگوں کے سامنے بیان کیا_ لیکن اس پر خوارج نے کہا کہ ہم ابوموسی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو منتخب نہ کریں گے_(10)
اس سلسلے میں انہوں نے مزید کہا کہ : ابوموسی وہ شخص ہیں جن پر شام و عراق کے لوگوں کو اعتماد ہے_ وہ رسول خدا(ص) کے پاس یمن کے لوگوں کا نمائندہ بن کر آچکے ہیناورمال غنیمت کے سلسلہ میں حضرت ابوبکر کے امین اور حضرت عمر کے کارگزار رہ چکے ہیں_(12)
آخر کار ابوموسی اشعری سپاہ عراق کی جانب سے حکمیت کیلئے مقرر کردیا گیا_

حکمیت کا معاہدہ
جب حکمین مقرر کرلئے گئے تو معاہدہ صلح اس طرح لکھا گیا (ہذا ما تقاضی علیہ علی بن ابی طالب امیرالمومنین علیہ السلام و معاویہ بن ابی سفیان ...) لیکن اس پر

معاویہ نے اعتراض کیا اور کہا کہ : اگر میں نے انہیں امیرالمومنین تسلیم کرلیا ہوتا تو ان سے جنگ نہ کرتا_ عمروعاص نے بھی یہی کہا کہ : ہرچند علی (ع) تمہارے امیر ہیں لیکن وہ ہمارے نہیں_ اس لئے صرف ان کا اور ان کے والد کا نام لکھا جائے_ (13)
لیکن احنف بن قیس نے کہا کہ : اس لقب کو حذف نہ کیا جائے اس کے لئے خواہ کتنا ہی خون ہوجائے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ لقب ایك دفعہ حذف کردیا گیا تو پھر واپس نہ دیا جائے گا_(14)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کافی دیر تك اس فکر میں محور ہے کہ یہاں تك کہ اشعث آگیا_ اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمك تھی اور لہجہ خیانت سے سرشار و شرابور_ اس نے فخریہ انداز میں کہا کہ: اس نام کو حذف کردیجئے_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کو ماضی کا وہ واقعہ یاد آگیا جب کہ " صلح حدیبیہ " کا معاہدہ لکھا جارہا تھا " (ہذا ما تصالح علیہ محمد رسول اللہ و سہیل)ابن عمرو سہیل کو یہ ضد تھی کہ لقب " رسول اللہ " حذف کیا جائے اور رسول اکرم(ص) انتہائي صبر سے اس کی اس ضد کو برداشت کر رہے تھے_
حضرت علی (ع) کیلئے لقب رسول اللہ حذف کرنا گوارا ہ نہ تھا لیکن رسول اللہ (ص) نے حکم دیا کہ اسے حذف کردیا جائے اور فرمایا کہ اس لقب کے حذف کئے جانے سے مجھے رسالت سے تو محروم نہیں کردیا جائے گا_ اس کے بعد آپ(ص) نے حضرت علی (ع) کی جانب رخ کر کے فرمایا کہ : ایك دن تمہارے سامنے بھی یہی مسئلہ آئے گا_ اگر چہ تمہیں بہت زیادہ کوفت ہوگی مگر تمہیں بھی یہی کرنا ہوگا _ (15)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اب وہ زمان موعود آن پہنچا تھا_ چنانچہ حضرت علی (ع) نے پوری رضا و رغبت اور مکمل اطمینان کے ساتھ اس کلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو رسول گرامی (ص) کے زبان مبارك سے ادا ہوا تھا فرمایا کہ : " لا الہ اللہ و اللہ اکبر" تاریخ خود کو دھرا رہی ہے ...(16) _

279

آج میں ان کی آل و اولاد کیلئے اس طرح لکھ رہا ہوں جیسا رسول خدا(ص) ان کے آباواجداو کیلئے تحریر فرماچکے ہیں_ (17)

معاہدے کا متن لقب " امیرالمومنین" حذف کر کے طرفین کی اتفاق رائے سے جس طرح تحریری شکل میں آیا اس کا اجمالا ذکر ہم ذیل میں اس کے اہم نکات کے ساتھ کریں گے_

1_ طرفین قرآن و سنت پیغمبري(ص) کے مطابق حکم خداوندی کو قبول کریں گے_ حکم قرآن او سنت رسول(ص) کے جو خلاف ہے اسے وہ دور کرنے کی کوشش کریں گے_

2_ حکمین ابوموسی اشعری اور عمروعاص ہیں_ جب تك حق سے تجاوز نہ کریں ان کے جان و مال اور ناموس کو حفظ و امان میں رکھا جائے گا_

3_ حکمین اور تمام مسلمین پر فرض ہے کہ وہ حکم کو قرآن و سنت کے مطابق قبول کریں _ اور اس پر عمل پیراہوں_

4_ جب تك حکمین کا حکم جنگ بندی برقرار ہے اس وقت تك طرفین میں سے کسی کو بھی دوسرے پر تجاوز کرنے کا حق نہیں_

5_ منصفین کو اختیار ہے کہ وہ شام و عراق کے درمیان کوئي متوسط نقطہ متعین کرسکتے ہیں_ ان افراد کے علاوہ جن کے بارے میں اتفاق رائے ہوگا کسی بھی شخص کو مجلس منصفین میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی _ منصفی کی مدت ماہ رمضان کے آخر تك معین ہے_

6_ اگر منصفین نے مقررہ مدت تك قرآن و سنت کے مطابق حکم صادر نہیں کیا تو طرفین کو حق حاصل ہوگا کہ اپنی پہلی حالت پر واپس آجائیں اور ایك دوسرے سے جنگ کریں_

مذکورہ معاہدے پر حضرت علی (ع) کے طرفداروں میں سے عبداللہ بن عباس، مالك اشتر، حضرت امام حسن (ع)، حضرت امام حسین (ع)، سعید بن قیس نیز اشعث نے اور معاویہ کی طرف سے حبیب بن مسلمہ ، ابوالاعور بُسروغیرہ نے دستخط کئے_ (18)

اور اس طرح ایك سودس روزہ جنگ ستر مرتبہ سے زیادہ مقابلوں کے بعد تاریخ 17 صفر

280

سنہ 37 ہجری کو اختتام پذیر ہوئي_(19)

مورخین نے اس جنگ کے جانی نقصانات کے مختلف اعداد درج کیئے ہیں_ بعض نے مقتولین کی تعداد ایك لاکھ دس ہزار بتائي ہے_ جن میں سے نوے ہزار شام کے سپاہی اور بیس ہزار عراقی فوج کے لوگ شامل تھے اور پچیس ہزار عراق کے لوگ_ (20)

جنگ صفین کے عبرت آموز سبق

جنگ صفین کا نتیجہ اسلام کی فتح و نصرت کے ساتھ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ فتنہ و فساد و نیز درخت نفاق کی بیخ کنی ہو اور اس کے ساتھ ہی فرمانروائے شام کی بیدادگری کا قلع قمع ہوجائے_ لیکن عراقی فوج کے بعض کمانڈروں کی خود سری اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے حکم سے روگردانی کے باعث جو نتائج برآمد ہوئے وہ انتہائي تلخ و ناگوار ہونے کے ساتھ ، عبرت آموز بھی ثابت ہوئے اس سے قبل کہ جنگ صفین کے نتائج کا اجمالی جائزہ لیا جائے ہم یہاں اس کے بعض درس آموز نکات کی جانب اشارہ کریں گے:

1_ جنگ صفین نے ثابت کردیا کہ معاویہ کے بارے میں امیرالمومنین (ع) نے جو بھی پیشین گوئي کی اور ابتدائے امر سے ہی جتنے بھی موقف اختیار کئے وہ تمام حق پر مبنی تھے اور اس بات کے آئینہ دار تھے کہ حضرت علی (ع) کو ایسے عناصر کی کتنی گہری شناخت تھی _

معاویہ کی سیاسی سرگرمی کے باعث ناسازگار ماحول پیدا ہوگیا تھا اور وہ افراد جنہوں نے اپنے کرو فر کی خاطر انہیں

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ان کے مرتبے پر برقرار رکھا تھا اگر اس ہنگامہ آرائي میں سرگرم عمل نہ ہوتے تو وہ تمام ہلاکتیں تباہیاں نہ ہوتیں جو اس جنگ کی وجہ سے رونما ہوئیں امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اس کی معزولی کا فرمان جاری کر کے اور جنگ و نبرد آزمائي کے ذریعے اس کی سرکشی و بالا دستی کا جس طرح قلع و قمع کیا اس سے آپ (ع) نے یہ ثابت کردیا کہ اس جیسے کسی بھی غیر پسندیدہ عنصر کو ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا تھا_

2_ جنگ کے دوران لشکر شام پر یہ بات ثابت ہوگئي کہ لشکر اسلام کو قوت ایمانی اور دلیرانہ حوصلہ مندی کے باعث اس پر نمایاں فضیلت و برتری حاصل ہے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ معاویہ نے اپنی شکست و نابودی سے نجات پانے کے لئے فریب کاری و نیرنگی کا سہارا لیا_

بلاشك و تردید کہا جاسکتا ہے کہ اس فضیلت و برتری کا بنیادی عامل خود حضرت علی (ع) نیز ان کے فرزندوں اور اصحاب کا جذبہ ایثار و قربانی تھا_

3_ اسلامی افواج جب تك حضرت علی (ع) کے زیر فرمان رہیں انھیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئي لیکن جیسے ہی افواج کے سرداروں نے خود سری اختیار کر کے آپ کے احکام سے روگردانی کی تو نہ صرف مسلمانوں بلکہ دین اسلام کو سخت ناگوار نتائج و حادثات سے دوچار ہونا پڑا_

4_ جنگ صفین نے یہ سبق سکھایا کہ اگر پیروان حق اپنے موقف پر ثابت قدم رہیں تو حق ہی غالب رہتا ہے_ اور اس کا ہی بول بالا ہوتا ہے_ اس کے برعکس اگر وہ اپنے جزئي جانی مالی نقصان کی وجہ سے اپنے موقف سے پھر جائیں اور سازش و ریشہ دوانی کا رویہ اختیار کرلیں تو ظاہر ہے کہ باطل کو ہی ان پر برتری و بالا دستی حاصل ہوگئي _

جنگ کے نتائج

صفین کی تباہ کن جنگ کے باعث دونوں ہی لشکروں کا سخت مالی و جانی نقصان ہوا اس کے ساتھ ہی اس جنگ کے جو سودمند و ضرر رساں نتائج برآمد ہوئے ان کی کیفیت مندرجہ ذیل ہے_

1_ جب لشکر عراق میدان جنگ سے واپس آیا تو اس کی فوج میں سخت باہمی اختلاف پیدا ہوگیا_ چنانچہ ان میں سے بعض کو تو میدان کارزار ترك کرنے کا اتنا سخت افسوس وملال ہوا تھا کہ ان کے دلوں میں ان لوگوں کے خلاف دشمنی و عداوت پیدا ہوگئي جو میدان جنگ ترك کرانے کے اصلی محرك تھے_چنانچہ یہ دشمنی و عداوت اس حد تك پہنچی کہ بھائي بھائي سے اور بیٹا باپ سے

نفرت کرنے لگا _ اور کہیں کہیں تو نوبت یہاں تك آئي کہ انہوں نے ا یك دوسرے کو خوب زد کوب کیا_ (21)

2_ اگر چہ معاویہ کا نقصان بہت زیادہ ہوا لیکن اس کے باوجود وہ عمرو عاص کی نیرنگی کے باعث اپنی سیاسی حیثیت برقرار رکھنے میں کامیاب ہوگیا _ جنگ سے قبل وہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت کا معزول و باغی کارگزار تھا لیکن اس معاہدے کی رو سے جو اس جنگ کے بعد کیا گیا اس کا مرتبہ حضرت علی (ع) کے ہم پایہ و ہم پلہ تھا_ اور اسے سرکاری سطح پر رہبر شام تسلیم کرلیا گیا تھا_

3_ اگر چہ لشکر عراق میں ایسے سپاہیوں کی تعداد کم ہی تھی جنہوں نے اس جنگ سے درس عبرت لیا اور راہ حق پر کاربند رہے لیکن اس میں ایسے ظاہربین فوجیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی جو منافق اور اقتدار پرست افراد کے دام فریب میں آگئے اور انہوں نے اپنی نیز دین اسلام کی تقدیر کو حیلہ گر ، نیرنگ ساز،کج اندیش حکمین کے حوالے کردیا اور اپنے لئے مصائب و آلام کو دعوت دے دی _

4_ اس جنگ کا دوسرااہم نتیجہ فتنہ و آشوب کا بیج بویا جانا تھا اور یہ در حقیقت عراقی فوج کے بعض نادان افراد کی خود سری و ضد کا ثمرہ تھا_

چنانچہ اشعث اس معاہدے کو لے کردونوں لشکروں کے سپاہیوں کی جانب روانہ ہوا اور اس کی شرائط پڑھ کر انہیں سنائیں_ شامیوں نے سن کر خوشی کا اظہار کیا اور انہیں قبول بھی کرلیا لیکن فوج عراق میں سے بعض نے تو اس پر رضایت ظاہر کي، بعض نے مجبور انھیں پسند کیا مگر چند ایسے بھی تھے جنہوں نے سخت مخالفت کی اور معترض ہوئے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مخالفت کی پہلی صدا طایفہ " عَنزہ "کی جانب سے بلند ہوئي جو چار ہزار سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا_ اور ان میں دو افراد نے بلند کہا لا حکم الا اللہ یعنی خدا کے علاوہ کسی کو حاکمیت کا حق نہیں_ اس کے بعد وہ معاویہ کے لشکر پر حملہ آور ہوگئے مگر شہید ہوئے_ (22)

دوسرے مرحلے پر " بنی تمیم" کا نعرہ سنا گیا بلکہ اس قبیلے کے ایك فرد نے تو اشعث پر حملہ بھی کردیا_ اور کہا کہ امر خداوندی میں افراد کو حاکم قرار دیا جاسکتا ہے ایسی صورت میں ہمارے جوانوں کے خون کا کیا انجام ہوگا؟ (23)

تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ لا حکم الا للہ کا ہلہلہ و غلغلہ بیشتر سپاہیوں کے گلے سے جوش مارنے لگا_ انہوں نے اپنے گذشتہ عمل کی اس طرح اصلاح کی کہ "حکمیت" کے لئے راضی ہوجانا در اصل ہماری اپنی ہی لغزش تھی لیکن اپنے کئے پر ہم اب پشیمان اور توبہ کے طلب گار ہیں چنانچہ انہوں نے علی (ع) سے کہا کہ جس طرح ہم واپس آگئے ہیں آپ(ع) بھی آجائیےرنہ ہم آپ (ع) سے بیزار ہوجائیں گے_(24)

وہ اس قدر جلد پشیمان ہوئے کہ انہوں نے پوری سنجیدگی سے یہ مطالبہ کردیا کہ معاہدہ جنگ بندی پر کاربند نہ رہا جائے_ لیکن حضرت علی (ع) نے آیات مبارکہ و افوا بعہداللہ اذا عاہدتم و لا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا (اللہ کے عہد کو پور کرو جب تم نے ان سے کوئي عہد باندھا ہو اور اپنی قسمیں پختہ کرنے کے بعد توڑ نہ ڈالو) (25) اور اوفوا بالعقود (لوگو بندشوں کی پوری پابندی کرو) (26) سناکر انہیں عہد و پیمان شکنی سے باز رکھا(27)

مگر ان کی سست رائے اور متزلزل ارادے پر اس کا ذرا بھی اثر نہ ہوا جنگ کی کوفت کے آثار بھی ان کے چہرے سے زائل نہ ہوئے تھے کہ دوسرے فتنے کا بیج بودیا گیا_

سرکشوں کی تشکیل و گروہ بندي

جب جنگ صفین ختم ہوگئي تو امیرالمومنین حضرت علی (ع) کوفہ واپس تشریف لے آئے لیکن جو لوگ سرکش و باغی تھے وہ راہ میں آپ (ع) سے علیحدہ ہوگئے_ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اس وقت جب کہ جنگ پوری اوج پر تھی تو حضرت علی (ع) کو یہ دھمکی دی تھی کہ جنگ بندی کا اعلان کیجئے ورنہ ہم آپ (ع) کو قتل کرڈالیں گے اور حکمیت کا تعین ہوجانے کے بعد انہی افراد نے لا حکم الا اللہ کا نعرہ

بلند کیا تھا اور "حروراوئ"(28) نامی مقام پر تقریبا بارہ ہزار افراد نے قیام کیا اور یہاں خود ایك مستقل گروہ کی شکل اختیار کرلی جہاں انہوں نے " شبث بن ربعی " کو اپنا فرماندار اور " عبداللہ بن کوّاء " کو اپنا امام جماعت مقرر کیا_ (29)

حضرت علی (ع) کے اصحاب نے جب اس واقعے کے بارے میں سنا تو اس خیال کے پیش نظر کہ وہ اپنی وفاداری کا حضرت علی (ع) پر دوبارہ اظہار کریں انہوں نے آپ (ع) کے ساتھ نیا عہد کیا اور وہ یہ تھا کہ دوستان علی (ع) کے ساتھ دوست اور آپ (ع) کے دشمنوں کے ساتھ دشمن کا سلوك روا رکھیں_لیکن خوارج نے اس وعدہ کو کفر و گناہ سے تعبیر کیا اور شیعیان علی (ع) سے کہا کہ تمہاری اور شامیوں کی مثال ان دو گھوڑوں کی سی ہے جنہیں دوڑ کے مقابلے میں لگایا گیا ہوچنانچہ اس راہ میں تم کفر کی جانب بڑھ گئے ہو _

حضرت علی (ع) خوارج کے درمیان

جب خوارج ، حضرت علی (ع) سے علیحدہ ہوگئے تو آپ(ع) نے یہ سوچ کر کہ ان کے ساتھ زیادہ نزدیك سے ملاقات کی جائے اور ان کے ذھنوں میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوگئي ہیں ان کا حل تلاش کیا جائے_ سب سے پہلے ابن عباس کو ان کے پاس بھیجا حضرت علی (ع) چونکہ انکے بارے میں جانتے تھے کہ وہ حالات و واقعات کا تجزیہ تو نہیں کرسکتے ا لبتہ حریف کو قائل کرنے کی ان میں غیر معمولی مہارت و صلاحیت ہے اسی لئے آپ (ع) نے ابن عباس سے تاکیدا یہ بات کہی کہ ان کے ساتھ گفتگو کرنے میں عجلت نہ کریں بلکہ اس قدر توقف کریں کہ میں ان تك پہنچ جاؤں_(30)

لیکن ابن عباس جیسے ہی وہاں پہنچے انہوں نے فورا ہی بحث و گفتگو شروع کردی _ بالآخر انہوں نے بھی مجبورا اپنی زبان کھولی اور اس آیہ مبارکہ و ان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ و حکما من اہلہا (31)

(اور اگر تم کو کہیں شوہر او ربیوی کے تعلقات بگڑجانے کا اندیشہ ہو تو ایك حکم مرد کے رشتہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

----

285 داروں ميں سے اورايك عورت كے رشتہ داروں ميں سے مقرر كرو) نيز حكم عقل كے ذريعے ثابت كرديا كہ " حكميت " كا تقرر شرعا جائز ہے مگر انہوں نے جواب ميں اس مرتبہ بھى وہى بات كہى جو اس سے پہلے كہتے چلے آرہے تھے_(32)

ابن عباس كے چلے جانے كے بعد حضرت على (ع) بھى اس طرف روانہ ہوئے اور چونكہ يزيد بن قيس سے واقفيت تھى اس لئے آپ (ع) اسى كے خيمے ميں پہنچے يہاں دو ركعت نماز ا دا كرنے كے بعد آپ (ع) نے مجمع كى جانب رخ كيا اور دريافت فرمايا كہ تمہارا رہبر كون ہے؟ انہوں نے جواب ديا كہ " ابن الكوا" اس كے بعد آپ (ع) نے فرمايا كہ وہ كون سى چيز تھى جس نے تمہيں ہم سے برگشتہ كيا_ انہوں نے كہا كہ آپ (ع) كى جانب سے حكميت كا تعين و تقرر اس پر حضرت على (ع) نے جواب ديا كہ حكميت كى پيشكش تمہارى جانب سے كى گئي تھي_ ميں تو اس كا سخت مخالف تھا انہوں نے حضرت على (ع) كے مدلل جوابات كى تائيد كرتے ہوئے اپنى اس نئي راہ و روش كى يہ توجيہ پيش كى كہ ہمارے سابقہ اعمال كفر پر مبنى تھى چنانچہ ہم نے ان سے توبہ كرلى ہے_ آپ (ع) بھى تائب ہوجائيے ا كہ ہم آپ (ع) كے ہاتھ پر دوبارہ بيعت كرليں_

حضرت على (ع) نے فرمايا انى "استغفر الله من كل ذنب "اس پر خوارج نے سمجھا كہ آپ(ع) نے " حكميت" كو منظور كرنے پر توبہ كى ہے_ چنانچہ وہ سب آپ(ع) كے ساتھ كوفہ چلے آئے اور بظاہر اس فتنہ و فساد كا خاتمہ ہوگيا_(33)

منافقين كى تحريكات

وہ منافق و موقع پرست لوگ جو حكومت كے اقتدار اورمملكت ميں امن و امان كى فضا برداشت نہيں كرسكتے تھے جب خوارج كا گروہ واپس گيا تو مختلف قسم كى افواہيں پھيلانے لگے_ اور يہ كہنا شروع كرديا كہ اميرالمومنين حضرت على (ع) حكميت كے معاملے ميں پشيمان ہيں وہ اسے گمراہى تصور كرتے ہيں اور فكر ميں ہيں كہ جنگ كے امكانات پيدا ہوجائيں تا كہ دوبارہ معاويہ كى جانب

286

روانہ ہوسكيں_ (34)

يہ افواہيں معاويہ كے كانوں تك بھى پہنچيں اس نے ايك شخص كو كوفہ كى جانب روانہ كيا تا كہ اس سلسلے ميں بيشتر اطلاعات فراہم كرسكے_ اميرالمومنين حضرت على (ع) كو معاويہ اچھى طرح جانتا تھا يہ بھى معلوم تھا كہ حضرت على (ع) قرآن اور اسلام كے راستے سے منحرف نہ ہوں گے اور جو عہد و پيمان انہوں نے كيا ہے اس كى وہ بھى خلاف ورزى نہ كريں گے_ ليكن شايد ظاہر كرنے كے لئے كہ وہ حضرت على (ع) كى حركات و سكنات كى نگرانى كر رہا تھا اسى لئے اس نے يہ اقدام كيا_

اس بارے ميں يہ بھى كہا جاسكتا ہے كہ معاويہ كو متحرك كرنے كا اصل عامل اشعث تھا _ اور وہ عہد جنگ بندى كى خلاف ورزى سے متعلق افواہوں كے بارے ميں جاننا چاہتا تھا _ كيونكہ اشعث وہ شخص تھا جو ابن ابى الحديد كے قول كے مطابق معتزلى تھا اور جن كا مقصد حضرت على (ع) كو حكومت ميں ہر قسم كى تباہى و بربادى كو فروغ دينا تھا اور مسلمانوں كے لئے ہر طرح كى ا ضطرابى و پريشانى كا عامل بننا مقصود تھا_ (35) چنانچہ حضرت على (ع) نے بھى اسے منافق اور كافر بچہ كے ساتھ ياد كيا ہے_ (36)

اس احتمال كو جو چيز تقويت ديتى ہے وہ يہ ہے كہ جس وقت شام سے حضرت على (ع) كے پاس پيغام پہنچا اور آپ (ع) سے معاہدے كى خلاف ورزى سے اجتناب كرنے كو كہا گيا تو اميرالمومنين حضرت على (ع) كى خدمت ميں وہ حاضر ہوا اور ان بہت سے لوگوں كى موجودگى ميں جوحضرت على (ع) كى خدمت ميں حاضر تھے كہا كہ يہ سننے ميں آيا ہے كہ آپ (ع) حكميت كو گمراہى قرار ديتے ہيں اور اس پر ثابت قدم رہنا آپ كے نزديك كفر ہے_ (37)

افواہوں كو بے بنياد ثابت كرنے اور ان كى حقيقت كو عوام پر واضح و روشن كرنے كے لئے حضرت على (ع) نے ضرورى سمجھا كہ مسجد ميں تشريف لے جائيں اور وہاں حاضرين سے خطاب كريں چنانچہ آپ (ع) نے ارشادات عاليہ كے دوران فرمايا كہ : جس شخص كو يہ گمان ہے كہ ميں معاہدہ حكميت پر قائم نہيں ہوں تو اس نے درو غگوئي سے كام ليا ہے ا ور جو بھى مسلمان حكميت كو گمراہى كا سبب سمجھتا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

287

ہے وہ دوسروں کے مقابل خود زیادہ گمراہ ہے _ (38)

حضرت علی (ع) کا خطبہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ مسجد کے ايك کونے سے یہ آواز سنائي دی کہ " اے علي تم نے ان افراد کو خدا کے دین میں شامل کرلیا " لا حکم الا للہ اس آواز کے بلند ہونے کے ساتھ ہی مسجد کی پوری فضا لا حکم الا للہ کے نعروں سے گونجنے لگی _ (39)

منافقین کی تحریکات کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ خوارج نہ صرف اپنی اصلی حالت پر واپس نہیں آئے بلکہ کینہ و عداوت ان کے دلوں میں پہلے کے مقابل زیادہ گھر کرنے لگا_ چنانچہ جلسہ ختم ہوا تو لوگ گذشتہ کی نسبت اب زیادہ غم و غصہ اور نفرت کے جذبات سے لبریز شہر کے باہر روانہ ہوئے اور ا پنے خیمہ گاہوں میں واپس آگئے_

288

سوالا ت

1_ اشعث جنگ بندی کے لئے کیوں بہت زیادہ کوشش کر رہا تھا اس کے مرتد ہونے کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں ؟

2_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) ابو موسی کو کن اسباب کی بنا پر منتخب کرنا نہیں چاہتے تھے_ اشعث اور اس کے حواریوں نے ان کے انتخاب پر کیوں اصرار کیا؟

3_ صلح حدیبیہ اور معاہدہ صفین کے درمیان کیا باہمی ربط ہے رسول خدا(ص) کی اس بارے میں کیا پیشین گوئي تھي؟

4_ جنگ صفین سے مسلمانوں نے کیا سبق سیکھا؟

5_ جنگ صفین کے کیا نتائج پر آمد ہوئے؟ مختصر طور پر لکھیئے

6_ جب امیرالمومنین (ع) کوفہ تشریف لے گئے تو وہ کون تھے جو آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے ان کی تعداد کتنی تھی ؟ انہوں نے اپنے خیمے کہاں لگائے اور ان کا پیش امام کون شخص تھا؟

7_ خوارج جب کوفہ واپس آگئے تو انہوں نے کیا افواہیں پھیلائیں اور ان میں کون لوگ سرگرم عمل تھے اس سلسلے میں اشعث کیاکردار رہا؟ مختصر طور پر لکھیئے؟

289

حوالہ جات

1_ نہج البلاغہ مکتوب 63

2_ الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 61

3_ نہج البلاغہ خطبہ 236 سے ماخوذ

4_ حضرت علی (ع) نے اپنے خطبے میں بھی اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے کہ عباس کو منتخب کرنے میں کیا مصلحت تھی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وقعہ صفین ص 500

5_ ربیعہ اور مضر کا شمار عرب کے دو بڑے قبیلوں میں ہوتا تھا یہ دونوں قبیلے نزر ابن معد بن عدنان کے فرزندان، ربیعہ اور مضر کی نسلوں سے تھے قبیلہ ربیعہ کے بیشتر لوگ یمن میں اور مضر کے اکثر افراد حجاز میں آباد تھے یہ دونوں قبیلے اپنے قبائلی مسائل کی بناپر ایك دوسرے کی جان کے دشمن تھے

6_ وقعہ صفین / 500

7_ لا ا نصرکم حتی تملکونی فملکوہ و تو جوہ کما یتوج الملك من قحطان _

8_ شرح ابن ابی الحدید ج 1 ص 295_293

9_ شرح ابن ابی الحدید ج 1 ص 296، تاریخ طبری ج 3 ص 338

10_ وقعہ صفین ص 502_ 500 ، تاریخ طبری ج 5 ص 52_ 51 _ کامل ابن ایثر جلد3/ 319

11_ الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 113، وقعہ صفین / 502

12_ تاریخ طبری ج 5 ص 52، کامل ابن اثیر ج 3 ص 319، وقعہ صفین 508، الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 114

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

13_ لا تمسح اسم امرة المومنين عنك و ان قتل الناس بعضہم بعضا فانى اتخوف الا ترجع اليك ابدا
14_ شرح ابن الحديد ج 2 ص 232، وقعہ صفين 508، الامامہ و السياسہ ج 1 ص 114
15_ يہ جملہ حضرت على (ع) كى فرمايش كے مطابق " سنة بسنة" نقل كيا گيا ہے_
16_ فاليوم اكتبہا الى ابنائہم كما كتبہا رسول الله الى ابائہم سنة و مثلا وقعہ صفين 508، شرح ابن ابى ا لحديد ج 2 ص 232، تاريخ طبرى ج 5 ص 52
17_ وقعہ صفين ص 505_ 504، الاماميہ و السياسہ ج 1 ص 115، كامل ابن اثيرج 3 ص 320

18_ مروج الذہب ج 2 ص 394_ 393
19_ ايضاً
20_ وقعہ صفين 511
21_ مروج الذہب ج 2 ص 394
22_ وقعہ صفين 513_ 512
23_ ايضاً
24_ وقعہ صفين 516_ / 513
25_ سورہ نحل آيت 90
26_ سورہ مائدہ آيت 1
27_ حروراء 200جگہ كوفہ سے تقريبا نصف فرسخ كے فاصلے پر واقع تھى اور چونكہ انہوں نے يہاں قيام كيا تھا اسى لئے وہ " حروريہ" كہلائے جانے لگے_ تاريخ يعقوبى ج 2 ص 291
28_ كامل ابن اثير ج 3 326، مروج الذہب ج 2 395
29_ كامل ابن اثير ج 3، 327
30_ سورہ نساء آيہ 35، ابن عباس كى دليل يہ تھى كہ جب خداوند تعالى نے ايك خاندان كى اصلاح كيلئے ايك منصف ثالث كو لازم قرار ديا ہے تو يہ كيسے ممكن ہے كہ اس كا اطلاق اس عظيم امت پر نہ ہو_
31_ كامل ابن اثير ج 3 ص 327
32_ تاريخ يعقوبى ج 2 ص 191، كامل ابن اثير ج 3 ص 328،عقد الفريد ج 2 ص 388
33_سيرة الائمہ الانثى عشر ج 1 /489
34_ كل فساد كان فى خلافة على عليہ السلام و كل اضطراب حدث فاصلہ الاشعث ، شرح نہج البلاغہ ج 2 ص 279
35_ عليك لعنة الله و لعنة اللاعنين حائك بن حائك منافق بن كافر نہج البلاغہ ج 19
36_ سيرة الائمہ الاثنى عشر ج 1 / 498، شرح نہج البلاغہ علامہ خوئي ج 4 ص 126
37_ سيرة الائمہ الاثنى عشر ج 1 ص 489
38_ شرح نہج البلاغہ ، علامہ خوئي ج 1 ص 127

چودھواں سبق
مارقين _ حكميت كا نتيجہ و رد عمل
منصفين كا اجتماع
حكميت كا نتيجہ اور اس كا رد عمل
مارقين
خوارج كے مقابل حضرت على (ع) كا موقف
منشور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مجموعی نعرہ
بغاوت
معاویہ سے جنگ
خوارج کے ساتھ جنگ کی ضرورت
جنگ کا سد باب کرنے کی کوشش
سوالات
حوالہ جات

منصفین کا اجتماع
معاویہ نے جب یہ دیکھا کہ حکمیت کے معاملے میں عراقی فوج کی کثیر تعداد امیرالمومنین حضرت علی (ع) برگشتہ ہوگئي ہے تو اس نے یہ کوشش شروع کردی کہ جس قدر جلد ہوسکے حکمیت کا نتیجہ اس کی مرضی کے مطابق برآمد ہوجائے_اس مقصد کے تحت اس نے حضرت علی (ع) کے خلاف سرکشی و شورش کا محاذ قائم کردیا تا کہ وہ اپنے سیاسی موقف کو قائم کرسکے_
چنانچہ اس ارادے کے تحت اس نے جونمائندے حضرت علی (ع) کی خدمت میں بھیجے انھیں ہدایت کردی کہ جس قد رجلد ممکن ہوسکے منصفین اپنا کام شروع کردیں_
بلاخرہ 38 ھ چار سو افراد کے ہمراہ دو نمائندہ وفد " دومة الجندل(1)" نامی مقام پر جمع ہوئے_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی جانب سے جو وفد بھیجا گیا تھا اس کی سرپرستی کے فرائض ابن عباس انجام دے رہے تھے_ (2)
جس وقت یہ وفد روانہ ہونے لگا تو امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے بعض اصحاب نے ابوموسی کو کچھ ضروری ہدایات بھی کیں(3) جن کا ان پر ذرا بھی اثر نہ ہوا_ جس وقت اُسے مشورے دیئےارہے تھے تو وہ مسلسل اپنے داماد عبداللہ ابن عمر کی جانب دیکھ رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ : خدا کی قسم اگر میرا بس چل سکا تو عمر کی راہ و رسم کو از سرنو زندہ کروں گا_ (4)
عمر و عاص کی جیسے ہی ابوموسی سے ملاقات ہوئي تو وہ اس کے ساتھ نہایت عزت و احترام کی ساتھ پیش آیا اور اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ اسے اپنا ہم خیال بنالے ابتدائي مراحل انجام دینے کے بعد وہ دونوں مشاورت کے لئے بیٹھ گئے اور باقی افراد دو جانب کھڑے اس گفتگو کا انتظار کرنے لگے_

شام کاوفد خاص نظم و ضبط کے ساتھ آیا تھا ملاقاتوں اور گفتگو میں ا حتیاط کا عنصر غالب تھا اسی اثناء میں معاویہ نے عمروعاص کو خط لکھا جس کے مضمون کی اطلاع اس کے علاوہ کسی کو نہ ہوئي اس کے برعکس عراقی وفد کے اراکین احتیاط سے دور شور و غوغا بپا کئے ہوئے تھے امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے بھی ابن عباس کو خط لکھا ابھی قاصد اونٹ سے اترا بھی نہیں تھا کہ لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے_ اور پوچھنے لگے کہ خط میں کیا لکھا گیا ہے یہی کام انہوں نے ابن عباس کے پاس پہنچ کر کیا لیکن جب انہوں نے خط کے مضمون کو ان سے پوشیدہ رکھنا چاہا تو لوگ ان کے بارے میں بدگمانی کرنے لگے اور ان کے بارے میں چرچے ہونے لگے یہاں تك کہ ابن عباس کو ان کی حماقت و ضد پر غصہ آگیا انہوں نے سرزنش کرتے ہوئے درشت لہجے میں کہا کہ : ا فسوس تمہاری حالت پر تمہیں کب عقل آئے گی دیکھتے نہیں ہو کہ معاویہ کا قاصد آتا ہے اور کسی کو یہ تك معلوم نہیں ہوتا کہ کیا پیغام لے کر آیا ہے وہ اپنی بات کو ہوا تك لگنے نہیں دیتے اور ایك تم ہو کہ میرے بارے میں ہر وقت بدگمانی کرتے رہتے ہو _ (5)

حکمیت کا نتیجہ اوراس کا رد عمل
منصفین کے درمیان بحث و گفتگو تقریبا دو ماہ تك جاری رہی مذاکرات کے دوران ابوموسی کی یہ کوشش رہی کہ عمروعاص امور خلافت کو عبداللہ ابن عمر کی تحویل میں دے دے دوسری طرف عمروعاص معاویہ کی تعریف کے پل باندھے چلا رہا تھا اور اسے عثمان کا ولی و جانشین کہتے اس کی زبان نہیں تھکتی تھی _ وہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ کس

طرح ابوموسی کو قائل کر لے اور یہ کہنے پر مجبور کرے کہ خلافت اسی کا حصہ ہے_
بلاخر نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ فریقین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ "حضرت علی (ع) اور معاویہ دونوں ہی خلافت سے دست بردار ہوجائیں اور امور خلافت کو مشاورت کی صوابدید پر چھوڑدیں اس موافقت کے بعد اعلان کیا گیا کہ لوگ حکمیت کا نتیجہ سننے کے لئے جمع ہوجائیں_

جب لوگ جمع ہوگئے تو ابوموسی نے عمروعاص کی جانب رخ کیا اور کہا کہ منبر پر چڑھ کر اپنی رائے کا اعلان کردو عمروعاص تو اول دن سے ہی اس بات کا متمنی تھا اور اسی لئے وہ ابوموسی کی تعریف و خوشامد کرتا رہتا تھا مگر اس نے استعجاب کرتے ہوئے کہا کہ : سبحان اللہ حاشا و کلا کہ یہ جسارت کروں اور آپ کی موجودگی میں منبر پر قدم رکھوں، خداوند تعالی نے ایمان و ہجرت میں آپ کو مجھ پر فوقیت عطا کی ہے آپ اہل یمن کی طرف سے نمائندہ بن کر رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوچکے ہیں اور پھررسول مقبول (ص) کی جانب سے آپ ہی نمائندہ بناکر یمن کے لوگوں کے پاس بھیجے گئے تھے ... اس کے علاوہ سن و سال میں آپ مجھ سے بڑے ہیں اس بناپر آپ ہی گفتگو شروع کریں (6)
ابوموسی گفتگو شروع ہی کرنا چاہتا تھا کہ ابن عباس نے کہا کہ عمروعاص تمہیں دام فریب میں لانے کی فکر میں ہے گفتگو کا آغاز اسے ہی کرنے دو کیونکہ وہ بہت عیار اور نیرنگ ساز آدمی ہے مجھے یقین نہیں کہ جس چیز پر اس نے اپنی رضایت ظاہر کی ہے اس پر وہ عمل بھی کرے_
لیکن ابوموسی نے ابن عباس کی نصیحت پر عمل نہیں کیا اور اس نیك مشورے کے باوجود وہ منبرپر چڑھ گیا اور اعلان کیا کہ ہم نے اس امت کے امور پر غور کیا اور ا س نتیجہ پر پہنچے کہ وحدت نظر سے بڑھ کر ایسی کوئي شي نہیں جو اس در ہم برہم حالت کی اصلاح کرسکے_ چنانچہ میں نے اور میرے حریف ساتھی " عمرو" نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ علی (ع) اور معاویہ دونوں ہی خلافت سے دستبردار ہوجائیں اور اس معاملے کو مسلمانوں کی مجلس مشاورت کی تحویل میں دے دیا جائے تا کہ جس شخص کو یہ مجلس مشاورت پسند کرے اسے ہی منصب خلافت پر فائز کیا جائے_
اس کے بعد اس نے پر وقار لہجے میں کہا کہ میں نے علی (ع) اور معاویہ کو خلافت سے برطرف کیا_
اس کے بعد عمروعاص منبر پر گیا اور اس نے بآواز بلند کہا کہ لوگو تم نے اس شخص کی باتیں سن لیں میں بھی علی (ع) کو ان کے مقام سے برطرف کرتا ہوں لیکن اپنے دوست معاویہ کو اس منصب پر مقرر کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے عثمان کے خون کا بدلہ لیا ہے اوراس منصب کے لئے وہ مناسب

ترین شخص ہے یہ کہہ کر وہ منبر سے نیچے اتر آیا_
مجلس میں ایك دم شور و ہیجان بپا ہوگیا لوگ طیش میں آکر ابوموسی پر پل پڑے بعض نے عمروعاص پر تازیانہ تك اٹھالیا ابوموسی نے شکست کھائے ہوئے انسان کی طرح اپنے خیانت کار حریف کی اس حرکت پر اعتراض کیا تجھے یہ کیا سوجھي؟ خدا تجھے نیك توفیق نہ دے تو نے خیانت کی ہے اور گناہ کا مرتکب ہوا ہے تیری حالت کتے جیسی ہی ہے اسے چاہے مارا جائے یا چھوڑدیا جائے وہ ہر حالت میں بھونکتا ہی رہتا ہے اس پر عمرو نے جواب میں کہا کہ تیری حالت اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئي ہیں_ (7)
حکمیت کا معاملہ اس تلخ انجام کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ابوموسی جان کے خوف سے فرار رکر کے مکہ چلا گیا عمروعاص فاتح کی حیثیت سے شام کی جانب روانہ ہوا اور اس نے معاویہ کو خلیفہ کی حیثیت سے سلام کیا_
حکمیت سے جو نتیجہ بر آمد ہوا اس نے عراق کے لوگوں کی ذہنی کیفیت کو بری طرح متاثر و مجروح کیا کیونکہ ایك طرف تو خوارج کا غم و غصہ پہلے کی نسبت اب کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا کہ جس کا سبب یہ تھا کہ انھیں امید تھی کہ امیر المومنین حضرت علی (ع) معاہدے کے منسوخ کرنے پر راضی ہوجائیں گے اور معاویہ کے خلاف اعلان جنگ کردیا جائے گا دوسری طرف جب یہ افسوسناك خبر کوفہ و بصرہ کے لوگوں تك پہنچی کہ حضرت علی (ع) خلافت سے برطرف کردیئے گے وہیں تو مسلمانوں کےدرمیان اختلافات بہت زیادہ تیر کے آورد ان کی خلیج کافی وسیع ہوتی چلی گئي چنانچہ نوبت یہاں تك پہنچی کہ ایك دوسرے کو بر ملا سخت و ست کہنے لگے_
امیر المومنین حضرت علی (ع) نے لوگوں کے درمیان رفع اختلاف ، حزن و ملال کے آثار میں کمی اور مسئلہ حکمیت کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

بارے میں رائے عامہ روشن کرنے کی خاطر اپنے فرزند حضرت حسن مجتبي(ع) کو حکم دیا کہ وہ عوام کے سامنے جا کر تقریر کریں_
حضرت امام حسن (ع) منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا لوگو حکمین کے بارے میں تم بہت زیادہ

گفتگو کرچکے ہو ان کا انتخاب اس لئے عمل میں آیا تھا کہ وہ قرآن کی بنیاد پر حکم کریں گے مگر ہوائے نفسانی کی پیروی کرنے کی وجہ سے انہوں نے فیصلہ قرآن کے برخلاف کیا ہے اس بنا پر انھیں حکم نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ محکوم کہلائے جانے کے مستحق ہیں_

ابو موسی جو عبداللہ بن عمر کا نام تجویز کر چکا تھا تین اعتبار سے لغزش و خطا کا مرتکب ہوا_

اس کی پہلی لغزش تو یہی تھی کہ اس نے اس کے خلاف عمل کیا جو عمر نے کہا تھا عمر چونکہ اسے خلافت کا اہل نہیں سمجھتے تھے اسی لئے انہوں نے اس کو مجلس مشاورت کارکن بھی قرار نہیں دیا تھا_

دوسری لغزش ان کی یہ تھی کہ انہوں نے یہ فیصلہ عبداللہ سے مشورہ کئے بغیر کیا اور انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اس پر رضامند ہوں گے یا نہیں_

تیسری لغزش یہ تھی کہ عبداللہ اس حیثیت سے ایسا انسان نہیں تھا جس کے بارے میں مہاجرین و انصار کا اتفاق رائے ہوتا_

اب رہی مسئلہ حکمیت کی اصل (تو کوئي نئي بات نہیں کیونکہ پیغمبر اسلام(ص) غزوات کے دوران اس پر عمل کرچکے ہیں) رسول خدا(ص) نے طائفہ " بنی قریظہ" کے بارے میں سَعد بن معاذ کو حکم قرار دیا تھا اور چونکہ حکمیت رضائے خداوندی کے خلاف تھی اس لئے پیغمبر اکرم(ص) اس پر راضی نہ ہوئے _

حضرت امام حسن(ع) کے بعد امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے فرمانے پر عبداللہ بن جعفر اپنی جگہ سے اٹھے اور عامہ کو مطلع کرنے کی غرض سے انہوں نے تقریر کي(8)

ج) مارقین

خوارج کے مقابل حضرت علی (ع) کا موقف(9)

حکمیت کے معاملے میں شکست سے دوچار ہو کر امیرالمومنین حضرت علی (ع) معاویہ سے جنگ کرنے کی غرض سے اپنے آپ کو آمادہ کرنا شروع کیا تا کہ مقرر مدّت ختم ہوجانے کے بعد صفین کی جانب واپس چلے جائیں لیکن خوارج نے حضرت علی (ع) کی اطاعت کرنے کی بجائے شورش و

سرکشی سے کام لیا اور پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی نعرہ لا حکم الا اللہ کی بنیاد پر امیرالمومنین حضرت علی (ع) اور معاویہ کو وہ کافر کہنے لگے_

انہیں جب بھی موقع ملتا وہ شہر کوفہ میں داخل ہوجاتے اور جس وقت حضرت علی (ع) مسجد میں تشریف فرما ہوتے تو وہ اپنا وہی پرانا نعرہ لگانے لگتے اس کے ساتھ ہی انہوں نے اس شہر میں اپنے افکار و نظریات کا پرچار بھی شروع کردیا_

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے خاموش و پر سکون رہ کر اور کوئي رد عمل ظاہر کئے بغیر اپنی تحریك کو جاری رکھا وہ ان کے ساتھ انتہائي نرمی اور تواضع کے ساتھ پیش آئے اگر چہ حضرت علی (ع) چاہتے تو ان لوگوں سے کسی بھی قسم کا سلوك روا رکھ سکتے تھے مگر آپ(ع) نے ان کی تمام افترا پردازیوں اور سیاسی سرگرمیوں کے باوجود اپنے محبت آمیز رویے میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ آنے دی آپ(ع) ان سے اکثر فرماتے کہ " تمہارے تین مسلم حقوق ہمارے پاس محفوظ ہیں :

1_ شہر کی جامع مسجد میں نماز پڑھنے اور اجتماعات میں شرکت کرنے سے تمہیں ہرگز منع نہیں کیا جائے گا_

2_ جب تك تم لوگ ہمارے ساتھ ہو بیت المال سے تمہیں تنخواہیں ملتی رہیں گي_

3_ جب تك تم ہم پر تلوار اٹھاؤ گے ہم تمہارے ساتھ ہرگز جنگ کے لئے اقدام نہ کرینگے(10)

خوارج اگر چہ نماز میں حضرت علی (ع) کی پیروی نہیں کرتے تھے مگر اجتماع نماز کے وقت ضرور پہنچ جاتے وہ لوگ اس جگہ نعرے لگا کر اور دوسرے طریقوں سے آپ(ع) کو پریشان کرکے آزار پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ایك

دن جس وقت حضرت علی (ع) نماز میں قیام کی حالت میں تھے خوارج میں سے ایك شخص نے جس کا نام "کوا" تھا بآواز بلند یہ آیت پڑھي:
" و لقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك و لتکونن من الخاسرین"(11)

(اس آیت میں خطاب پیغمبر(ص) سے کیا گیا ہے کہ : اے نبی ان سے کہو' پھر کیا اے جاہلو تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کےلئے مجھ سے کہتے ہو(یہ بات ہمیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیئے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جاچکی ہے_ اگر تم نے شرك کیا تو تمہارا عمل ضائع ہوجائے گا اور تم خسارے میں رہوگے)
" ابن کوا" یہ آیت پڑھ کرچاھتا تھا کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کو اشارہ و کنایہ میں یہ بتا دے کہ آپ نے عہد گذشتہ میں جو اسلام کے لئے خدمات انجام دی ہیں ان سے ہرچند انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن آپ(ع) نے کفر کے باعث اپنے تمام گذشتہ اعمال کو تلف و ضائع کردیا ہے_
حضرت علی (ع) خاموش رہے اور جب یہ آیت پوری پڑھی جا چکی تو آپ نے نماز شروع کی ... " ابن کوا" نے دوسری مرتبہ یہ آیت پڑھی حضرت علی (ع) اس مرتبہ بھی خاموش رہے چنانچہ جب وہ یہ آیت کئي بارپڑھ چکا اور چاہتا تھا کہ نماز میں خلل انداز ہو تو امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے یہ آیت تلاوت فرمائي
فاصبر ان وعد اللہ حق و لا یستخفنك الذین لا یوقنون (12)(پس اے نبی صبر کرو یقینا اللہ کا وعدہ سچا ہے اور ہرگز ہلکانہ پائیں تم کہ وہ لوگ جو یقین نہیں کرتے) اور آپ نے اس کی جانب توجہ و اعتنا کئے بغیر نماز جاری رکھي_(13)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کا طرز عمل یہ تھا کہ آپ لوگوں کی نعرہ بازی اور نکتہ چینی کا جواب منطقی نیز واضح و روشن دلائل سے دیتے تا کہ وہ اپنی ذہنی لغزش کی جانب متوجہ ہو سکیں اور آپ(ع) کو پریشان کرنے سے باز رہیں اسی لئے آپ (ع) فرماتے کہ اگر خوارج خاموش رہتے ہیں تو ہم انھیں اپنی جماعت کا جزو رکن سمجھتے ہیں اگر وہ اعتراض کیلئے لب کشائي کرتے ہیں تو ہم ان کا مقابلہ منطق و دلیل سے کرتے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ضد پر اتر آئیں تو ہم ان سے نبرد آزمائي کرتے ہیں_(14)

منشور
خوارج نے ایك خاص انداز فکر کی بنیاد پر امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی حکومت کے خلاف شورش و سرکشی کی ان کے اس دائرہ عمل میں مندرجہ ذیل نکات شامل تھے_
1_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) معاویہ ،اور عثمان، اصحاب جمل اور حکمیت سے متفق و ہم خیال اشخاص نیز ان افراد کو کافر تصور نہ کرنے والے لوگ اور مذکورہ بالا افراد سے وابستہ گروہ سب کے سب کافر ہیں_
2_ امر بالمعروف و نہی از منکر کی بنیاد پر ظالم و ستمگر خلیفہ وقت (امیرالمومنین حضرت علی (ع) کےخلاف بلاقید و شرط شورش کرنا ضروری ہے کیونکہ ان کی رائے میں اس کا اطلاق کسی شرط و پابندی کے بغیر ہرجگہ ضروری و لازمی امر تھا _
3_ مسئلہ خلافت کا حل مجلس مشاورت کے ذریعے کیا جانا چاہئے اور اس مقام کو حاصل کرنے کیلئے ان کی دانست میں واحد شرط یہ تھی کہ آدمی صاحب تقوی و ایمان ہو اور اگر خلیفہ انتخاب کے بعد اسلامی معاشرے کی مصلحتوں کے برخلاف کوئي اقدام کرے تو اسے اس عہدے سے معزول کردیا جائے اور اگر وہ اپنے منصب سے دست بردار نہ ہو تو اس سے جنگ ونبرد کی جانی چاھیئے_(15)
اس منشور کی بنیاد پر وہ ابوبکر اور عمر کی خلافت کو صحیح سمجھتے تھے کیونکہ ان کی رائے میں یہ حضرات صحیح انتخاب کے ذریعے عہدہ خلافت پر فائز ہوئے تھے اور وہ مسلمانوں کی خیر و صلاح کی راہ سے منحرف نہ ہوئے تھے عثمان اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے انتخاب کو اگر چہ وہ ہر چند درست ہی سمجھتے تھے مگر اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ عثمان نے اپنی خلافت کے چھٹے سال سے اپنے رویے کو بدلنا شروع کردیا تھا اسی لئے وہ خلافت سے اگر چہ معزول کردیئے گئے تھے مگر وہ چونکہ اپنے اس منصب پر فائز رہے اسی لئے وہ کافر اور واجب القتل تھے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علی (ع) نے بھی چونکہ حکمیت کو تسلیم کرلیا تھا اور اس اقدام پر پشیمان ہو کرا انہوں(ع) نے توبہ نہیں کی تھی اسی لئے وہ کافر اور واجب القتل ہیں (معاذ اللہ (16)

مجموعی نعرہ

خوارج کا انتہائي اہم اور پر جوش ترین نعرہ لا حکم الا للہ تھا اگر چہ یہ نعرہ انہوں نے قرآن مجید سے ہی اخذ کیا تھا (17) مگر عدم واقفیت اور فکری جمود کے باعث اس کی وہ صحیح تفسیر نہ کرسکے_

مذکورہ آیہ مبارکہ میں " حکم" سے مراد قانون ہے مگر خوارج نے اپنی کج فہمی کی بنا پر اس کے معنی " رہبري" سمجھ لئے جس میں حکمیت بھی شامل ہے وہ اس بات سے بے خبر رہے کہ خود قرآن نے ان کی کج فہمی کو رد کیا ہے جب قرآن نے بیوی و شوہر کے اختلاف اور حالت احرام میں (18) شکار کرنے تك مسائل کے بارے میں انسانوں کو حکمیت کا حق دیا ہے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ مسلمانوں کے دو گروہ کے درمیان ایسے حساس معاملات اور عظیم اختلافات کے بارے میں انسانوں کو حق حکمیت نہ دیا جاتا جس سے بعض انسانی زندگیوں کی نجات بھی وابستہ ہو_

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ان لوگوں کی اطلاع کے لئے جو خوارج کا پروپیگنڈا بالخصوص اس دلکش نعرے سے متاثر ہوگئے تھے موثر تقریر کی اس میں آپ (ع) نے فرمایا کہ اگر چہ یہ بات مبنی بر حقیقت ہے مگر اس سے جو مقصد و ارادہ اخذ کیاگیا ہے وہ محض باطل ہے اس میں شك نہیں کہ حکم خدا کیلئے ہی مخصوص ہے لیکن ان لوگوں نے حکم کی جو تفسیر کی ہے اس سے مراد فرمانروا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی فرمانروا کا وجود نہیں در حالیکہ انسانوں کیلئے خواہ اچھے کام انجام دیتے ہوں یا برے ' فرمانروا کا وجوود امر ناگزیر ہے(19)

بغاوت

خوارج ابتدا میں بہت امن پسند تھے اور صرف لوگوں پر تنقید و اعتراض ہی کیا کرتے تھے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے ساتھ ان کا رویہ وہ تھا جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے مگر آہستہ آہستہ انہوں نے اپنی راہ و روش بدلی چنانچہ نوبت یہاں تك پہنچی کہ شورش و سرکشی پر اتر آئے ایك روز عبداللہ

بن وہب راہبی نے انھیں اپنے گھر پر جمع ہونے کی دعوت دی اور ان کے سامنے نہایت ہی پر جوش و لولہ انگیز تقریر کے ذریعے انہوں نے اپنے ہم مسلك لوگوں کو شورش و سرکشی پر آمادہ کیااس ضمن میں اس نے کہا کہ بھائیو اس جور و ستم کی نگری سے نکل کر اچھا تو یہی ہے کہ پہاڑوں میں جاکر آباد ہو رہیں تا کہ وہاں سے ہم ان گمراہ کن بدعتوں کا مقابلہ کرکے ان کا قطع قمع کرسکیں_(20)

اس کے بعد "حر قرص بن زہیر" نے تقریر کی ان دونوں کی تقاریر نے خوارج کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر کیا اور ان میں پہلے کی نسبت اب زیادہ جو ش و خروش پیدا ہونے لگا اگلا جلسہ " ذفر بن حصین طائي" کے گھر پر ہوا اس نے مفصل تقریر کے بعد کہا کہ میں اپنے نظریئےیں دوسروں کی نسبت زیادہ محکم و پایدار ہوں اگر ایك شخص اس سلسلے میں میرا ساتھ نہ دے تو میں اکیلا ہی شورش و سرکشی کروں گا _ اے بھائیو تم اپنے چہروں اور پیشانیوں پر شمشیر کی ضربیں لگاؤ تا کہ خدا ئے رحمن کی اطاعت ہوسکے (21) اس کے بعد اس نے یہ تجویز پیش کی کہ بصرہ کے خوارج کو خط لکھا جائے تا کہ جس قدر جلد ممکن ہوسکے وہ "نہروان" میں ان سے آن ملیں اہل بصرہ نے مثبت جواب دیا اور کوفہ کے گروہ کے ساتھ آکر مل گئے(22)

خوارج نے اپنی تحریك کوفہ کے باہر راہزنی اور ناکہ بندی کے ذریعے شروع کی _ قتل و غارتگری کو انہوں نے اپنا شعار بنایا اور جو لوگ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے حامی و طرفدار تھے ان کے ساتھ وہ دہشت پسندانہ سلوك کرنے لگے_

اس اثناء میں انہیں دو شخص نظر آئے ان میں سے ایك مسلمان تھا ا ور دوسرا عیسائي ، عیسائي کو تو انہوں نے چھوڑ دیا مگر مسلمان کو اس جرم میں قتل کردیا کہ وہ حضرت علی (ع) کا طرفدار ہے_ (23)

عبداللہ بن خباب سربرآوردہ شخص اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے کار پرداز تھے وہ اپنی زوجہ کے ساتھ جا رہے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تھے کہ خوارج سامنے سے آگئے ان کو دیکھتے ہی انہوں نے کہنا شروع کیا کہ : " اسی قرآن نے جو تیری گردن میں حمایل ہے تیرے قتل کا حکم صادر کیا ہے " قتل کرنے سے پہلے

ان سے کہا گیا اپنے والد کے واسطہ سے پیغمبر اکرم (ص) کی حدیث نقل کرو اُنہوں نے کہا "میرے باپ کہتے تھے کہ میں نے پیغمبر اکرم (ص) سے سنا ہے کہ میرے بعد کچھ عرصہ نہ گذرے گا کہ فتنہ و فساد کی لہریں ہر طرف پھیل جائیں گی اس وقت بعض لوگوں کے دل حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہیں گے اور وہ اسی طرح مردہ ہوجائیں گے جیسے انسانی جسم ایسے وقت میں بعض افراد رات کے وقت مومن ہوں گے لیکن دن کے وقت کافر اس وقت تم خدا کے نزديك مقتول بن کر رہ لینا(حق کی پاسبانی کرنا اس کام میں چاھے تمہاری جان پر بن جائے) مگر قتل و خونریزی سے گریز کرنا (24)
عبداللہ نے حدیث بیان کر کے اس وقت مسلمانوں میں جو معاشرہ کار فرما تھا اس کی تصویر کشی کردی تا کہ خوارج اس سے پند و نصیحت لے سکیں لیکن انہوں نے ان کے ہاتھ پیر اس بری طرح جکڑے کہ دیکھنے والے کے دل پر رقت طاری ہوتی تھی اور بہت زیادہ شکنجہ کشی اور آزار رسانی کے بعد انہیں نہر کے کنارے لے گئے جہاں انہوں نے انھیں بھیڑ کی مانند ذبح کیا ان کی حاملہ زوجہ کو قتل کرنے کے بعد ان کا شکم چاك کیا اور نارسیدہ بچے کو بھی انہوں نے ذبح کر ڈالا(25)
عبداللہ کا قتل جس بے رحمی سے کیا گیا تھا اس پر ایك عیسائي شخص معترض ہوا وہ باغبان تھا اس وضع و کیفیت کو دیکھ کر وہ کچھ کھجوریں لے گیا اور قاتلوں کو پیش کیں جنہیں بغیر قیمت ادا کئے انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا اس پرعیسائي نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ تم عبداللہ جیسے بے گناہ شخص کو قتل کرسکتے ہو اور بغیر قیمت ادا کیے کھجوریں کھانے میں تمہیں عذر ہے_ (26)

معاویہ سے جنگ

حکمیت کی مدت اسی وقت ختم ہوئي جب کوفہ و بصرہ میں خوارج جمع ہو رہے تھے مذکورہ مدت کے ختم ہوجانے کے بعد امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے حَرُوراء میں معاویہ سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ شہر میں آمادہ رہنے کا اعلان کردیا گیا اس کے بعد آپ نے لوگوں کو جہاد کی جانب

رغبت دلانے کی خاطر تقریر کی اور فرمایا کہ :
اب تم جہاد کرنے دشمن کی جانب روانہ ہونے کیلئے تیار ہوجاؤ پیر کے دن " نخیلة " نامی مقام پر عسکر گاہ میں تمہیں جمع ہونا ہے ہم نے منصفین کا انتخاب اسی لئے کیا تھا کہ وہ قرآن کی بنیاد پر حکم کریں گے مگر تم نے دیکھ لیا کہ انہوں نے کلام اللہ اور سنت رسول (ص) کے خلاف اقدام کیا خدا کی قسم میں ان سے جنگ کروں گا اگر کسی نے بھی ساتھ نہ دیا تو میں تنہاہی ان سے نبرد آزمائي کرونگا_(27)
اس کے بعد آپ (ع) " نخیلہ" کی جانب روانہ ہوئے اور بصرہ کے صوبہ دار کو خط لکھ کر اس سے مدد چاہی جب خوارج کو یہ علم ہوا کہ سپاہ اسلام نخیلہ میں جمع ہو رہی ہے تو انہوں نے حَرُوراء میں قیام کرنا تحفظ کے اعتبار سے خلاف مصلحت سمجھا اور اس جگہ کو ترك کرنے کا فیصلہ کرلیا_
اس سے قبل کہ وہ اپنی قیام گاہ کو خالی کر کے جائیں امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اتمام حجت کے طور پر انھیں خط لکھا اور انھیں یہ دعوت دی کہ وہ دیگر سپاہ کے ساتھ آن ملیں تا کہ معاویہ کی جانب روانہ ہوا کر اس کے ساتھ جنگ کی جاسکے مگر انہوں نے اس خط کا جواب نفی میں دیا_(28)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) جب خوارج کو راہ حق پر لانے میں مایوس ہوگئے تو آپ نے یہی فیصلہ کیا کہ انھیں انہی کے حال پر چھوڑ کر اصل مقاصد کی جانب روانہ ہوا جائے چنانچہ آپ (ع) نے نخیلہ میں بھی تقریر کا اہتمام کیا اور افواج کی معاویہ سے جنگ کرنے کے لئے حوصلہ افزائي کی اس ضمن میں آپ(ع) نے فرمایا: کہ میں نے بصرہ کے بھائیوں کو بھی خط لکھا ہے اور جیسے ہی وہ یہاں پہنچ جائیں گے ہم دشمن کی جانب روانہ ہوں گے_ (29)
بصرہ کی فوج جو تین ہزار دو سو سے زیادہ سپاہیوں پر مشتمل تھی آن پہنچی سپاہ کی مجموعی تعداد تقریبا اڑسٹھ (68) ہزار ہوگئي (30) اس سے پہلے کہ لشکر روانہ ہو بعض سپاہ نے دبی آواز میں کہنا شروع کیا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ پہلے

خوارج سے جنگ کرلی جاتی اور جب ان کا کام تمام ہوجاتا تو

ہم صفین کی جانب رخ کرتے_
لیکن امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے انھیں اس امر کی جانب متوجہ کیا کی معاویہ کے ساتھ جنگ کی کیا اہمیت ہے اور اسے کیوں مقدم سمجھنا چاہیئے اور انھیں سمجھایا کی فی الحال خوارج کے مسئلے کی طرف سے خاموشی اختیار کی جائے اور سردست ان کا نام تك نہ لیا جائے_
سپاہ نے جب امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے یہ اقوال سنے تو اس نے کہا کہ فیصلہ کن اقدام کے لئے ہماری جانب سے آپ کو کل اختیار ہے اور کہا کہ ہم ایك متحد جماعت اورآپ(ع) کے خیر خواہ ہیں جس گروہ کی جانب لے جانے میں آپ خیرہ و صلاح سمجھیں ادھرہی ہمیں لے چلیں(31)

خوارج کے ساتھ جنگ کی ضرورت
خوارج کی سرگرمیوں کے بارے میں انتہائي اختصار کے ساتھ اوپر اشارہ کیا جاچکا ہے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کوجب ان کے ان مجرمانہ افعال کے خبریں ملیں تو اس کے بعد آپ (ع) نے ان کی طرف سے چشم پوشی کرنا اور انھیں ان کے حال پر چھوڑ دینا مناسب نہ سمجھا کیونکہ یہاں مسئلہ اظہار خیال و رائے کا نہ تھا بلکہ معاشرے کے امن میں خلل انداز ہونا اورشرعی حکومت کے خلاف مسلح گروہ کی بغاوت تھی چنانچہ اس بناپر آپ (ع) نے معاویہ سے جنگ کئے جانے کے فیصلے کو بدل دیا_
" عبداللہ بن خباب" کا قتل امیرالمومنین حضرت علی (ع) کیلئے اس قدر گرانبار ہوا کہ آپ نے ان خوارج کے سامنے جنہوں نے یہ اعتراف کیا کہ ہم ان کے قاتل ہیں فرمایا: اگر خطئہ ارض کے تمام لوگ یہ کہیں کہ ہم ان کے قتل میں شریك ہیں اور میں ان کے خون کا بدلہ لے سکوں تو سب کو قتل کر ڈالوں گا_ (32)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے مزید اطلاعات حاصل کرنے کیلئے " حارث بن مُرّہ " کو خوارج

کے پاس روانہ کیاخوارج نے انھیں قتل کردیا ان کے اس اقدام نے سپاہ کو پہلے سے کہیں زیادہ متاثر اور غضبناك کردیا چنانچہ اس نے بآواز بلند کہا کہ یا امیرالمومنین کیا آپ انھیں اسی لیئے بے مہار چھوڑ رہے ہیں کہ وہ ہمارے پیچھے ہماری عزت و ناموس اور مال و اموال کے ساتھ جو چاہیں کریں؟ پہلے آپ (ع) ہمیں ان کی طرف لے چلئے ان سے فراغت پا لینے کے بعد ہم " شامي" دشمن کی جانب روانہ ہوں گے _ (33)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے بھی ان کی بات مان لی چنانچہ سپاہ کو ان کا تعقب کرنے کیلئے " پل(34) "کے اس پار جانے کا حکم دیا یہاں سے یہ لشکر " دیر ابوموسي" کی جانب روانہ ہوا اور دریائے فرات کے کنارے " نہروان (35)" نامی جگہ پر پڑا و ڈالا_
راہ میں حضرت علی (ع) کو یہ اطلاع دی گئي کہ خوارج پل پار کر کے آگے آچکے ہیں اس موقع پر امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اپنے ساتھیوں کے عقیدہ کو مستحکم کرنے نیز اپنی معنوی عظمت کے بارے میں بتانے کی خاطر فرمایا: کہ ان کی قتل گاہ نہر کے اس طرف ہی ہے خدا کی قسم اس جنگ و پیکار میں اگر ان کے دس آدمیوں نے نجات حاصل نہ کی تو تم میں بھی دس افراد قتل نہیں ہوں گے_ (36)
جس وقت سپاہ دریائے فرات کے کنارے پہنچی معلوم ہوا کہ خوارج نے دریا پار نہیں کیا ہے حضرت علی (ع) نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا: " اللہ اکبر صدق رسول اللہ"(37)

جنگ کا سدّ باب کرنے کی کوشش
دونوں لشکر دریائے نہروان کے کنارے ایك دوسرے کے مقابل آچکے تھے امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے نبرد آزمائي سے قبل ہر ممکن کوشش کی کہ جنگ نہ ہو چنانچہ آپ (ع) نے مندرجہ ذیل شرائط رکھیں
1_ خوارج سے کہا کہ وہ عبداللہ بن خباب کے قاتلوں نیز شہداء کو ہمارے حوالے کردیں تا کہ

ہم تم سے دستبردار ہو کر شام کی جانب روانہ ہوجائیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم سب ہی قاتل ہیں اور مزید یہ کہا کہ تمہارا اور ان کا خون بہانا ہمارے لئے جائز و مباح ہے (38)
2_ آپ (ع) نے یہ تجویز رکھی کہ تم میں سے کون شخص اس کام کیلئے آمادہ ہے کہ قرآن مجید اٹھائے اور اس جماعت کو کلام اللہ کی جانب آنے کی دعوت دے طائفہ بنی عامر کے ایك نوجوان نے اپنے آمادگی کا اعلان کیا انہوں نے قرآن پاك اپنے ہاتھ میں لیا اور خوارج کو اس کی جانب آنے کی دعوت دی خوارج نے ان پر بھی تیروں کی بارش کردی اگر چہ ان کے چہرے پر سب سے زیادہ تیر لگے تھے مگر اس کے باوجود وہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے نزدیك آگئے اور چند لمحہ بعد ہی شہید ہوگئے_ (39)
3_ قیس بن سعد اور ایوب انصاری جیسے اصحاب نے بھی اتمام حجت کے طور پر خوارج کے سامنے تقاریر کیں ان حضرات کے علاوہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) بذات خود تشریف لے گئے اور آخری مرتبہ انھیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "میں تمہیں کل کے لئے آگاہ کیئے دیتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ امت اسلامیہ تمہیں لعنت و ملامت سے یاد کرے کیونکہ تمہارے جسم تو اسی نہر کے کنارے زمین پر گریں گے اور تم کوئي محکم دلیل یا سنت بطور سند اپنے بارے میں چھوڑ کر نہیں جاؤگے"
اس کے بعد آپ (ع) نے حکمیت کے افسوناك واقع اس معاملے میں اپنے نیز خوارج کے کردار اور اپنے ہی قول سے ان کی روگردانی و خلاف ورزی کے بارے میں تقریر کی اس ضمن میں آپ(ع) نے مزید فرمایا: کہ اگر چہ حکمین نے کلام اللہ اور سنت رسول(ص) سے منحرف و رو گردان ہو کر اپنے نفسانی میلان کی بنیادپر حکم جاری کیا مگر ہم اب بھی اپنی اس سابقہ روش پر قائم ہیں اس کے بعد تم کہو کہ کیا کہنا چاھتے ہو اور کہاں سے آگئے ہو؟ (40)
3_ تقریر ختم کرنے کے بعد امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے پرچم امان ابو ایوب انصاری کے حوالے کیا اور انھیں حکم دیا کہ اعلان کریں کہ جو شخص بھی اس پرچم کے نیچے آجائے گا امن و امان

میں رہے گا اس کے علاوہ جو کوئي شہر میں داخل ہوگا یا عراق کی جانب واپس چلا جائے گاوہ بھی امان میں رہے گا ہمیں تمہارا خون بہانے کے ضرورت نہیں (41)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے جیسے ہی پرچم امان لہرایا تو بہت سے لوگوں نے بآواز بلند کہناشروع کیا التوبہ ، التوبہ یا امیرالمومنین چنانچہ اس کے بعد تقریبا آٹھ ہزار افراد مخالفت سے دستبردار ہوکر پرچم امان کے نیچے جمع ہوگئے_ (42)

سوالات
1_ منصفین کس تاریخ کو اور کہاں جمع ہوئے ان میں سے ہر ایك کی ابتدائي رائے کس کے حق تھی اور انہوں نے کس مسئلے پر اتفاق رائے کیا؟
2_ حکمیت کے نتیجے کا عراق کے لوگوں پر کیا رد عمل ہوا حضرت علی (ع) نے حکمیت کے ناپسندیدہ اثرات دور کرنے اور عامہ پر حقائق کی وضاحت کیلئے کیا اقدامات کیئے؟
3_ اس سے قبل خوارج کہ دہشت پسندانہ راہ و روش اختیار کریں حضرت علی (ع) کا ان کے ساتھ کیسا سلوك و رویہ تھا؟ اس سلسلے میں حضرت علی (ع) کے اقوال میں سے ایك قول بطور نمونہ پیش کیجئے_
4_ خوارج کے فکری دائرہ عمل کی تشکیل کن چیزوں پر منحصر تھي؟
5_ حضرت علی (ع) نے معاویہ سے جنگ کرنے کے بجائے اپنی توجہ کس بناپر خوارج کی جانب کردي؟
6_ حضرت علی (ع) نے خونریزی روکنے کیلئے کیا اقدامات کئے؟ اس کے دو نمونے پیش کیجئے

حوالہ جات

1_ اس کا شمار مدینہ کے قریات میں ہوتا ہے

2_ ملاحظہ ہو وقعہ صفین 533، مروج الذہب ج 2 ص 390

3_ ملاحظہ ہو وقعہ صفین 536

4_ وقعہ صفین 534، واللہ ان لو استطعت لاحین سنة عمر

5_ وقعہ صفین 534

6_ ملاحظہ ہو الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 118، وقعہ صفین 544

7_ وقعہ صفین 546----_ 545، الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 118

8_ الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 119

9_ خوارج جمع ہے خارجہ کی اصطلاحا اس کا اطلاق اس فرقے پر ہوتا ہے جنہوں نے حضرت علی (ع) کے خلاف شورش و سرکشی کی اور نہروان نامی مقام پر آپ سے بر سر پیکار ہوئے ابن ملجم کا شمار بھی خوارج ہی میں ہوتا ہے حضرت علی (ع) اسی شخص کے ہاتھوں شہید ہوئے (کتاب ملل و نحل تالیف شہرستانی ج 1 ص 144)

10_ ان لکم عندنا ثلاثا لا نمنعکم صلواۃ فی ہذا المسجد و لا نمنعکم نصیبکم من ہذا الفي ی ما کانت ایدیکم مع ایدینا و لا نقتلکم حتی تقاتلونا (تاریخ طبری ج 5 ص 74 کامل ج 3 ص 335، المجموعہ الکاملہ ج 5 ص 171)

11_ سورہ زمر آیت 65

12_ سورہ روم آیت 60

13_ شرح ابن ابی الحدید ج 2 ص 311، تاریخ طبری ج 5 ص 73

14_ ان سکتوا عمعناہم ان تکلموا حججنا ہم و ان خرجوا علینا قاتلنا ہم (تاریخ طبری ج 275، کامل بن اثیر ج 3 ص 334)

15_ خوارج کے نعرہ " لاحکم الا للہ" سے جو مطلب اخذ کیا گیا تھا اسی مفہوم میں اس کا ذکر حضرت علی (ع) کے خطبہ نہج البلاغہ 40 میں بھی ملتا ہے ابتداء میں ان کی رائے یہ تھی اجتماع کو امام وقت اور حکومت کی ضرورت نہیں اور

311

لوگوں کو چاہیئے کہ خود براہ راست کلام اللہ پر عمل کریں مگر اس رائے کو ظاہر کرنے کے بعد انہوں نے حضرت عبداللہ بن وہب راسبی سے رجوع کیا اور انہی کے ہاتھ پر بیعت کی (کامل ابن اثیر ج 3 ص 335)

16_ جاذبہ و دافعہ علی (ع) منقول از ضحی الاسلام و ملل و نحل شہرستاني

17_ ان الحکم الا للہ یقص الحق و ہو خیر الفاصلین (فیصلہ کا سارا اختیار اللہ کو ہے وہی امر حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (سورہ الانعام آیت 57)

18_ شوہر اور بیوی کے اختلاف کا ذکر سورہ نساء کی آیت 35 میں آچکا ہے اور ہم اس کا پہلے ذکر کرچکے ہیں لیکن احرام کی حالت میں اگر کوئي محرم دیدہ و دانستہ شکار کرے تو اسے چاہیئے کہ کفارہ ادا کرے اور بطور کفارہ وہ جو جانور ذبح کرے اس کی حکمیت دو عادل انسان کریں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے و من قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم(احرام کی حالت میں شکار نہ مارو اور اگر تم میں سے کوئي جان بوجھ کر ایسا گذرے تو جو جانور اس نے مار اہے اسی کے ہم پلہ ایك اور جانور اسے مویشیوں میں سے نذر دینا ہوگا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں گے (سورہ مائدہ آیت 94)

19_ کلمة حق یراد بہا باطل نعم انہ لا حکم الا اللہ و لکن ہولاء یقولون لا امرۃ الا للہ انہ لا بد للناس من امیر من بر او فاجر ...(نہج البلاغہ خ 40)

20_ کامل ابن اثیر ج 3/ 335

21_ یا اخواننا ضربوا جباہہم و وجوہہم بالسیف حتی یطاع الرحمن عزوجل

22_ الامامہ و السیاسہ ج 1 ص 133، تاریخ طبری ج 5 ص 75، کامل ج 3 ص 336

23_شرح نہج البلاغہ خوئي ج 127/4

24_ ستکون بعدی فتنہ یموت فیہا قلب الرجل کما یموت بَدَنُہُ یمسی مومنا و یصبح کافر افَکُن عنداللہ المقتول و لا تکن القاتل(شرح نہج البلاغہ خوئي ج 4 ص 128، تاریخ طبری ج 81/5

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

25_ شرح نہج البلاغہ خوئي ج 4 ص 128، تاريك طبری ج 5 ص 81، اعيان الشيعہ ج 1ص 522 (دس جلديں مطبوعہ بيروت) و كامل ابن اثير ج 3 ص 341

26_ شرح نہج البلاغہ علامہ خوئي ج 4 ص 128، اعيان الشيعہ ج 1/ 523
27_ الامامہ و السياسہ ج 1 ص 123
28_ الامامہ و السياسہ ج 1 ص 123
29_ تاريخ طبری ج 5 ص 78، كامل ابن اثير ج 3 ص 239
30_ كامل ج 3 ص 340
31_ سر بنا يا اميرالمومنين حيث احببت فنحن حزبُكَ و انصارك، الامامہ و السياسة ج 1 ص 125، تاريخ طبری ج 5 ص 80، كامل ج 3 ص 341
32_ واللہ لو اقر اہل الدنيا كلہم بقتلہ بكذا و اناقدر على قتلہم بہ لقتلتہم شرح نہج البلاغہ خوئي ج 4 ص 128 و ابن ابی الحديد ج 2 ص 282
33_ الامامہ و السياسہ ج 1 ص 127، تدع ہولاء القوم و ارثنا يخلفوننا فی عيالنا و اموالنا ؟سربنا اليہم فاذا فرغنا نہضنا الى عدونا من اہل الشام
34_ يہ پل دريائے طبرستان پر حلوان اور بغدادكے درميان واقع تھا اور شاہراہ خراسان اسی پل سے گذرتی تھی (مروج الذہب ج 2 ص 405)
35_ اس نام كے تين گاؤں ہيں جو طول ميں ايك دوسرے كے بعد آباد تھے ان كی شناخت نہروان اعلى نہروان اوسط اور نہروان اسفل سے كی جاتی تھی يہ گاوں واسطہ اور بغداد كے درميان آباد تھے
36_ مصارعہم دون النطفة واللہ لا يغلت منہم عشرة و لايہلك منكم عشرہ نہج البلاغہ خ59
37_ مروج الذہب ج 2 ص 405
38_ انا كلنا قتلنا ہم كلنامُستَحل لدمائ كُم و دمائہم الامامہ و السياسہ ج 1 ص 127
39_ شرح نہج البلاغہ خوئي ج 4 ص 129
40_ فما نبوكم و من اين ايتتم ؟ الامامہ و السياسہ ج 1 ص 127، تاريخ طبری ج 5 ص 84، كامل ج 3 ص 343
41_ الامامہ و السياسہ ج 1 ص 128 ، كامل ج 3 ص 345، تاريخ طبری ج 5 ص 85
42_ شرح نہج البلاغہ خوئي ج 4 ص 135

پندرھواں سبق
مارقين _ جنگ نہروان
دو سپاہ كے درميان جنگ و نبرد
جنگ كے بعد
اصل دشمن كی جانب توجہ
غاليوں كا وجود
جنگ نہروان كا نتيجہ
جہاد كی دعوت
حضرت مالك كا صوبہ دار مصر كی حيثيت سے تقرر
حضرت مالك كی شہادت
مصر پر لشكر كشي
حضرت محمد بن ابی بكر كی شہادت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لوگوں کی تنبیہ و سرزنش
سوالات
حوالہ جات

دو سپاہ کے درمیان جنگ و نبرد
حضرت علی (ع) نے اگر چہ صلح کی ہر ممکن کوشش کی مگر اس کے باوجود ان میں سے چار ہزار سے زیادہ خوارج باقی رہ ہی گئے_ وہ عبداللہ بن وہب کے زیر فرمان اب بھی اپنے پر انے عقیدے پر پوری طرح قائم تھے اور الرواح الرواح الی الجنة(بڑھو جنت کی طرف) کے نعرے لگاتے ہوئے حضرت علی (ع) کے لشکر پر حملہ آور ہوگئے(1)
حضرت علی (ع) نے بھی اپنی سپاہ کی صفین آراستہ کیں چنانچہ میمنہ پر حجر بن عدی اور میسرہ پر شبث بن ربعی کو متعین کیا_ سوار فوج کی فرمانداری ابو ایوب انصاری اور پیادہ لشکر کی ابوقتادہ کے سپرد کی قیس بن سعد کو مدینہ کے لوگوں کا سردار مقرر کیا ان کی تعداد بھی تقریبا آٹھ سوار افراد پر مشتمل تھی قلب لشکر میں آپ بذات خود موجود رہے(2)
تیراندازی خوارج کی جانب سے شروع ہوئي چنانچہ جب ایك شخص کو خون آلود حالت میں آپ(ع) کے سامنے لایا گیا تو آپ (ع) نے فرمایا کہ حملہ کرو کیونکہ اب اس گروہ کا قتل کرنا ہمارے لئے جائز ہے_(3)
دونوں لشکر ایك دوسرے پر حملے آور ہوئے شروع میں اگر چہ لشکر اسلام کے سوار فوج، دشمن کے سنگین حملے کے باعث اپنے مقام سے پیچھے ہٹ گئے اور پوری صف لشکر سے الگ ہوگئے خوارج اس پر تیر کی تیزی سے حملے آور ہوئے وہ قلب لشکر پر حملہ کرنے کے ارادے سے آگے بڑھے ہی تھے کہ یکایك جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا تیر اندازوں کے اس دستے کو جو پہلے سے ہی اس مقام کی پشت پر متعین تھا جہاں سوار فوج کی جگہ مقرر کی گئي تھی انہیں اپنے تیروں کانشانہ بنایا اور اپنی طرف سے غافل و بے خبر پا کر ان پرحملہ کردیا یہ حملہ ایسا اچانك اور سخت تھا کہ ان کے لئے

نہ آگے بڑھنا ممکن تھا اور نہ پیچھے ہٹنے کے لئے کوئي چارہ تھا خوارج کا خیال تھا کہ سوراوں کے لشکر نے ان کی طرح سے پشت کرلی ہے لیکن اس نے دائیں اور بائیں بازو کے پرے ساتھ لے کر انھیں اپنے درمیان زنبور کی طرف نرغے میں لے لیا اور دم شمشیر و سرنیزے سے ان کی خوب خاطر و تواضع کی _ قلب لشکر اسلام کے درمیان محاذ پر متعین دستے کو چونکہ ابھی تك کوئي نقصان نہیں پہنچا تھا وہ بھی ان کی سرکوبی کرنے کی غرض سے حملہ آور ہوا سپاہ دشمن کے فرماندار عبداللہ بن وہب کے علاوہ ذوالثدیہ ، اخنس طائي ، مالك بن وضَّاح و غیرہ جیسے دیگر فرماندار لشکر، حضرت علی (ع) کی شمشیر کے باعث ہلاك ہوئے(4)
خوارج چونکہ سخت نرغے میں آگئے تھے اسی لئے وہ اس میں بری طرح پھنس گئے اور دو گھنٹے بھی نہیں گذر نے پائے تھے کہ وہ زمین پر اس طرح گرنے لگے جیسے خزاں کے دونوں میں درختوں سے پتے گرتے ہیں گویا یہ بھی کوئي کن فیکون کی طرح تکوینی حکم تھاجس کے تحت ان سے کہا گیا کہ مرجاؤ اور وہ مرگئے چار ہزار افراد میں سے صرف نوشخص یعنی شہدائے اسلام کی تعداد کے برابر اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور اس طرح امیر المومنین حضرت علی (ع) کی پیشیں گوئي صحیح ثابت ہوئي_

جنگ کے بعد
جنگ ختم ہوجانے کے بعد امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے حکم دیا کہ " ذوالثدیہ"کی تلاش و جستجو کریں(رسول خدا(ص) نے جنگ نہروان میں مقتولین کی جو خصوصیات بتائیں تھیں وہ اس شخص میں موجود تھیں حضرت علی (ع) نے اس کی جستجو اس لئے کرائي تھی کہ حق کی روشن دلیل اور تائید امیرالمومنین حضرت علی (ع) واضح ہوجائے)
سپاہی اس کی لاش تلاش کرنے کے لئے نکلے مگر ناکام واپس آگئے اس کے بعد امیرالمومنین حضرت علی (ع) خود اس کی لاش نکالنے کے لئے تشریف لے گئے کچھ دیر بعد اس کی لاش دیگر مقتولین

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کی لاشوں کے نیچے سے نکل آئي اسے دیکھ کر آپ مسرور ہوئے اور فرمایا اللہ اکبر میں نے پیغمبر(ص) کی کوئي بات کبھی غلط نہ پائي رسول خدا(ص) نے فرمایا تھا کہ اس کاایك ہاتھ چھوٹا ہوگا جس میں ہڈی نہ ہوگی اس کے ایك طرف پستان جیساگوشت کا گولہ ابھرا ہوا ہوگا جس پر پانچ یاسات بال اگے ہوئے ہوں گے جس وقت امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے یہ تمام خصوصیات دیکھیں تو آپ فورا سجدے میں تشریف لے گئے اور خدا کا شکر بجالائے_(5)
اس کے بعد آپ(ع) گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقولین کی لاشوں کے پاس سے گذرے اور فرمایا افسوس تمہارے اور اس کے حال پر جس نے تمہیں مغرور کیااور اس حال کو پہنچا دیا _دریافت کیا گیا کہ کس شخص نے انھیں مغرور کیا؟ آپ(ع) نے فرمایا شیطان اور نفس امارہ انھیں غرور کی جانب لے گیا آرزوں نے انھیں فریب دیئے نا فرمانیاں انھیں حسین و جمیل نظر آئیں اور فتح و نصرت کے وعدے نے انھیں اپنا فریفتہ کرلیا_(6)
حضرت علی (ع) نے وہ ہتھیار اور چوپائے جو میدان جنگ میں بطور مال غنیمت ہاتھ آئے تھے سپاہ کے درمیان تقسیم کردیئے خوارج کے باقی سامان، ان کے کنیز و غلام و غیرہ کو کوفہ واپس آنے کے بعد ان کے وارثوں کے حوالے کردیا_(7)

اصل دشمن کی جانب توجہ

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے خوارج کی سرکوبی کے بعد جد وجہد کے اصل محاذ اور اسلام کے دفاع کی جانب رخ کیا اس جد و جہد کی خصوصیت و اہمیت بتانے، معاویہ کے خلاف جہاد مقدس کی لشکر اسلام کو ترغیب دلانے اور عوام کو معاویہ کی حکومت کے عواقب و انجام سے باخبر کرنے کی غرض سے آپ(ع) نے تقریر کی اور فرمایا کہ اے لوگو جب فتنہ و فساد کی لہریں ہر طرف پھیل چکی تھیں اور اس کابحران اپنے انتہائي درجہ کو پہنچ چکا تھا اس وقت کسی میں اتنی جرات و ہمت نہ تھی کہ میدان کار زار میں داخل ہو اس وقت میں ہی ایسا شخص تھا جس نے اس فتنے کو خاموش کردیا ...

یاد رکھو فتنوں میں سب سے زیادہ بھیانك خطرہ بنی امیہ کے فتنے کا ہے یہ فتنہ سیاہی اور اندھیرے کا فتنہ ہے اور جب اس کا سایہ پھیل جائے گا تو اس کی بلا خاص طور پر نیك لوگوں پر نازل ہوگي ... ان کے اذیت ناك مظالم تم پر سالہا سال تك جاری رہیں گے ان پر تمہارافاتح ہونا اتنا ہی اہم ہے جتنا غلاموں کا اپنے مالك پر غالب آنا یا پیروکاروں کا اپنے پیشوا پر غلبہ حاصل کر لینا ... اس وقت قریش یہ چاہیں گے ان کے پاس جو کچھ اس دنیا میں ہے اسے خرچ کرکے بس ایك بار اسے دیکھ لیں اگر چہ وقت چند ہے لمحات پر منحصر ہے بس اتنا ہے جتنا ایك اونٹ کو نحر کرنے میں صرف ہوتا ہے آج وہ چیز جس کا صرف ایك حصہ میں ان سے مانگ رہاہوں اور وہ نہ دینے پر بضد ہیں کل اسے مجھے دینے کے لئے اصرار کریں گے اور یہ چاہیں گے کہ میں اسے قبول کرلوں_

غالیوں کاوجود(8)

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اپنی حقانیت ثابت کرنے، خواب غفلت میں سوئے ہوئے لوگوں بالخصوص خوارج کو جگانے اور چند دیگر مصلحتوں کی بنا پر بہت سے غیبی مسائل کی پشین گوئي کرنا شروع کردی لیکن کچھ کم ظرف لوگوں نے آپ کے بارے میں مبالغے سے کام لیا وہ خوارج کے عین مقابل آگئے اور چونکہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی غیر معمولی عقل و نظر اور دانش و بینش سے وہ حیرت زدہ و مرغوب تھے اسی لئے وہ آپ(ع) کو حد انسانیت اور مخلوقیت سے بالاتر سمجھنے لگے اور آپ(ع) کی الوہیت کے قائل ہوگئے_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے نظریے کے مطابق دونوں ہی گروہ ہلاك و بدبختی سے دوچار ہوئے چنانچہ اس سلسلے میں آپ(ع) خود فرماتے ہیں کہ میرے معاملے میں دو شخص ہلاك ہوئے ایك وہ جس نے مبالغہ کیا اور دوسرا میرا بدخواہ دشمن(9)
ایك روز امیرالمومنین حضرت علی (ع) تقریر فرمارہے تھے سا معین میں سے ایك شخص جو آپ(ع) کا والہ و شیدائي تھا اپنی جگہ سے اٹھا ا ور کنہے لگا انت ، انت آپ (ع)نے فرمایا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

افسوس تیرے حال پر میں کیا ہوں ؟ اس نے کہا انت اللہ یہ سن کر امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے حکم دیا کہ اس کے ہم عقیدہ ساتھیوں کو گرفتار کرلیا جائے(10)
غلات جو غیب کی باتیں امیرالمومنین حضرت علی (ع) سے سنتے تھے انھیں لوگوں میں مشہور کردیتے اور کہتے کہ ایسے کاموں کا کرنا خدا کے علاوہ کسی کے بس کی بات نہیں اسی بنا پر علی (ع) یا تو خدا ہیں یا کوئي ایسی شخصیت ہے جس کے وجود میں ذات خداوندی حلول کرگئي ہے(11)

جنگ نہروان کے نتائج و عواقب
جنگ نہروان کا خاتمہ اگرچہ خوارج کی سرکوبی پر ہوا لیکن اس کے جو نتائج پر آمد ہوئے وہ نہایت مضر اور اندوہناک ثابت ہوئے جن میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے_
1_ اس جنگ میں مقتولین کی تعداد چونکہ بہت زیادہ تھی اس لئے سپاہ عراق کے دلوں پر بہت زیادہ خوف و ہراس غالب آگیا اور باہمی اختلاف کی بنا پر وہ دو گروہ میں تقسیم ہوگئے اس کے علاوہ وہ لوگ جن کے عزیز و اقربا اس جنگ میں مارے گئے تھے وہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) سے سخت بدگمان ہوگئے_
2_ لشکر اسلام میں سرکشی اور نافرمانی کاجذبہ بہت زیادہ بڑھ گیا چنانچہ نوبت یہاں تك پہنچی کہ سپاہ یہ بہانہ بنا کر کہ جنگ کی کوفت دور کر رہے ہیں حضرت علی (ع) کے فرمان بجالانے میں سستی اور کاہلی سے کام لینے لگے
بالخصوص اس وقت جب کہ وہ جنگ سے واپس آکر اپنے خاندان کی گرم آغوش میں پہنچے اور اہل خاندان کے چہروں پر غم و اندوہ کے آثار دیکھے یہ عامل نیز اس کے ساتھ ہی دیگر عوامل اس امر کا باعث ہوئے کہ انہوں نے ہمیشہ کیلئے جنگ کا ارادہ ترك کردیا اور معاویہ کے ساتھ آشتی کرنے کو ان کے ساتھ جنگ کرنے پر ترجیح دینے لگے_
مورخین نے لکھا ہے کہ جب جنگ نہروان ختم ہوگئي تو امیرالمومنین حضرت علی (ع) اپنی سپاہ کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا: کہ خداوندتعالی نے تمہیں آزمایا اور تم اس کے امتحان میں پورے

اترے اسی لئے اس نے تمہاری مدد کی اب تم جلدی سے معاویہ اور اس کے ظالم و ستمگر ساتھیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوجاؤ انہوں نے کلام اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے اور نہایت معمولی قیمت پر دشمن سے ساز باز کرلی ہے یہ سن کر ساتھیوں نے کہا کہ امیرالمومنین(ع) ہماری طاقت اب جواب دے چکی ہے ہمارے زرہ بکتر پارہ پارہ ہوچکے ہیں تلواریں ٹو ٹ چکی ہیں اور نیزوں کی نوکوں میں خم آگئے ہیں ہمیں وطن جانے کی اجازت دیجئے تا کہ وہاں ہم اپنا اسلحہ تیار کر سکیں وہاں رہ کر کچھ وقت خوشی و خرمی میں بسر کریں اور اپنے ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ کریں ایسی صورت مینہم دشمن کا بہتر طور پر مقابلہ کرسکیں گے(12)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) جانتے تھے کہ واپس جانے کا کیا انجام ہوگا لیکن جب آپ(ع) نے اکثریت کو اس نفاق انگیز نظریے کی جانب مائل دیکھا تو مجبوراً ان کے سات اتفاق کیا اور نخیلہ کی جانب واپس آگئے یہاں آپ(ع) نے(سپاہ کو تاکید کردی کہ وہ اپنی لشکر گاہ(چھاؤني) کو چھوڑ کرنہ جائیں اہل و عیال کی جانب کم توجہ دیں اللہ کے جہاد کیلئے تیاری کرتے رہیں سپاہ میں سے چند ہی لوگ ایسے تھے جنہوں نے حضرت علی (ع) کی ہدایات پر عمل کیا چنانچہ چند روز تك یہاں قیام کرنے کے بعد آہستہ آہستہ اپنے اپنے گھروں کی جانب واپس جانے لگے جہاں انہوں نے آرام کی زندگی بسر کرنا شروع کردي_(13)

جہادکی دعوت
جب حضرت علی (ع) کوفہ واپس تشریف لے آئے تو آپ(ع) کوشش کرنے لگے کہ ہر ممکن طریقے سے لوگوں کو معاویہ سے جہاد کرنے کی ترغیب دلائیں ایك موقعے پر تقریر کرتے ہوئے آپ(ع) نے فرمایا کہ اے لوگو اس دشمن کی جانب روانہ ہونے کیلئے تیار ہوجاؤ جس کے ساتھ جنگ کرنا خداوند تعالی کی قربت کا سبب ہے وہ لوگ جو امر حق سے روگرداں ہوچکے ہینکلام اللہ سے دور ہیں اور دین کے کاموں میں پیچھے رہ گئے ہیں درحقیقت اندھیرے اور گمراہی میں ڈوبے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہوئے ہیں ان کے خلاف تم جتنے سپاہی اور گھوڑے فراہم کرسکتے ہو مہیا کر لو اور خداوند تعالی پر بھروسہ کرو_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی تقریر کا لوگوں پر ذرا بھی اثر نہ ہوا اور جنگ پر جانے کے لئے انہوں نے کوئي آمادگی ظاہر نہیں کی حضرت علی (ع) نے انھیں چند دنوں کے لئے ان کے حال پر چھوڑدیا اس عر صے میں آپ(ع) نے سرداران قوم کو دعوت دی اور ان کا نظریہ جاننا چاہا بعض نے عذر و بہانہ بنایا(14) کچھ نے رضایت کا اظہار کیا مگر چند لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) دوبارہ عوام کے اجتماع میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے بندو میں جب بھی حکم دیتاہوں آخر تم کیوں زمین سے چپك پر بیٹھ جاتے ہو کیا آخرت کی زندگی کے مقابلے اس چند روزہ دنیا کی خوشیوں پر فریفتہ ہو گئے ہو؟ عزت کی بجائے تم نے ذلت و خواری کو اختیار کر لیا ہے آخر کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں جب بھی جہاد کی دعوت دیتاہوں تم آنکھیں پھیرنے لگتے ہو؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم موت کے کنارے آپہنچے ہو یا تمہارے دل سراسیمہ و پریشان ہیں جو سمجھ نہیں سکتے آنکھیں بند ہیں جو دیکھ نہیں سکتیں شاباش تم پر اور تمہاری دلیری پر فرصت کے لمحات میں تم گویا جنگل کے شیر ہو اور جب تمہیں جنگ کیلئے دعوت دی جائے تو لومڑیوں کی طرح فرار کرنے لگتے ہو اب مجھے تم پر اعتماد نہیں رہا(15)

حضرت مالك کا صوبہ دا مصر کی حیثیت سے تقرر
مالك اشتر ایك بااثر و رسوخ سردار اور امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے محکم و طاقتور فرماندار نیز آپ(ع) کے سچے حامی و طرفدار تھے عثمان کے قتل کے بعد وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کي" بیعت کرتے وقت بہت ہی پریشانی کے عالم میں کہا تھا کہ "کیا ان تین افراد کے بعد بھی آپ(ع) زمام حکومت سنبھالنے کیلئے تیار

نہیں(61)
اس کے اگلے دن مسجد میں لوگوں کے درمیان جو حضرت علی (ع) کے دست مبارك پر بیعت کرنے آئے تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ پیغمبروں(ص) کے وصی اور علم انبیاء کے وارث اور وہ بزرگ ہستی ہیں جو سخت آزمایشوں سے گذرے ہیں کلام اللہ اور رسول خدا(ص) نے آپ کے رضوان بہشت ہونے کی شہادت دی ہے آپ وہ شخص ہیں جو فضائل کے اعتبار سے کمال کی منزلت پر پہنچ چکے ہیں آپ کی نیك طینتي اور دانشمندی کے بارے میں ان لوگوں کو بھی شك نہ تھا جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور جو آئندہ آئیں گے وہ بھی اس پر یقین کریں گے آپ لوگ اٹھیے اورآپ کے دست مبارك پر بیعت کیجئے(17)
اس کے بعد وہ ہرجگہ اور ہر مرحلے پر اپنی لاثانی اور بے نظیر بہادری کے باعث ہمیشہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے دوش بدوش رہے ان کے اثر و رسوخ اور سیاسی تدبر کااندازہ اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے جو امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ان کے نام حکومت مصر تفویض کرتے وقت جاری کیا تھا اس کے علاوہ وہ خطوط جو امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے ان کے نام تحریر فرمائے تھے نیز وہ مراکز جن کی فرمانروائي انہوں نے قبول کی تھی ان کے حسن تدبر و معاملہ فہمی کے آئینہ دار ہیں(18)
جنگ صفین اور واقعہ حکمیت کے بعد سپاہ عراق میں بتدریج کمزوری اور پراگندگی کے باعث لوگوں کے درمیان بالخصوص دارالخلافت سے دور و دراز کے علاقوں میں استقامت و پایداری کاوہ جذبہ جس سے خوشی و نشاط ہوتی ہے نیز معاویہ سے جنگ کرنے کاجوش و خروش آہستہ آہستہ سرد ہونے لگا_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) کو اطلاع ملی کہ معاویہ کاحامی و طرف دار معاویہ بن خدیج نامی ایك شخص مصر میں عثمان کے خون کابدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا ہے اس نے وہاں کے امن و امان کو درہم برہم ، صوبہ دار محمد بن ابی بکر کی حیثیت و منزلت کو متزلزل اور وہاں کے لوگوں کا زندہ رہنا

سخت دشوار کر رکھا ہے امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے فیصلہ کیا کہ صوبہ دار کا تبادلہ کردیا جائے مالك اشتر چونکہ نصبین (19)میں مامور تھے اس لئے جنگ صفین کے بعد وہ واپس وہیں چلے گئے تھے حضرت علی (ع) نے انھیں بلایا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور مصر سے متعلق مسائل کے بارے میں انھیں سمجھا کر محمد بن ابی بکر کا جانشین مقرر کردیا(20) اس ضمن میں فرمایا کہ تمہارے علاوہ اس جگہ کیلئے کوئي اور اہل و شایستہ نہیں اس لئے اس طرف روانہ ہوجاؤ(21) اس کے ساتھ ہی آپ (ع) نے وہاں کے لوگوں کے لئے مراسلہ روانہ کیا جس میں آپ (ع) نے مرقوم فرمایا کہ بندہ خدا علی امیرالمومنین(ع) کی جانب سے مسلمانان مصر کو معلوم ہو کہ جب لوگوں نے خطہ ارض پر حکم خدا سے روگردانی کی تو انہوں نے اس کے غضب کو دعوت دی ... میں ایك ایسے بندہ خدا کو تمہاری طرف روانہ کر رہا ہوں جو خوف و ہراس کے دنوں میں چین کی نیند نہیں سوتا سخت و بحرانی وقت میں وہ دشمن سے خوفزدہ نہیں ہوتا اور وہ بد کار لوگوں کے لئے آگ سے زیادہ سوزناك ہے اس کا نام مالك بن حارث ہے_

حضرت مالك کی شہادت

مالك مصر جانے کیلئے تیار ہوگئے کوفہ میں مقیم معاویہ کے جاسوسوں نے اس واقعے کی اطلاع اسے دے دی معاویہ جانتا تھا کہ اگر مالك مصر پہنچ گئے تو وہ اس پر قبضہ کرنے میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکے گا چنانچہ اس نے خفیہ طور پر علاقہ "قلزم"(22) کے تحصیلدارکے نام فرمان جاری کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہوسکے مالك کو مصر پہنچنے سے قبل ہی قتل کردے اور اس سے یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہوگیا تو تا دم حیات اس علاقے کی مالگذاری اسے عطا کرے گا_

اس پر فریب فرمان کے جاری کرنے کے بعد اس نے دعاگوئي کے لئے ایك جلسہ طلب کیا تا کہ حاضرین جلسہ مالك کی تباہی کے لئے دعا کریں کہ اگر کہیں اس کا یہ حربہ کامیاب ہو گا تو وہ لوگوں کو یہ کہہ کر خوش فہمی میں مبتلا کر سکے کہ ان کی موت تمہاری دعاؤں کے اثر سے واقع ہوئي ہے_

حضرت مالك جب قلزم پہنچے وہ ایك شخص (23) جو ان کی ہلاکت کے لئے مامور کیا گیا تھا ان کے پاس آیا اورانھیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی حضرت مالك نے اس کی دعوت قبول کرلی میزبان نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) اور آپ(ع) کی حکومت کی تعریف کے ایسے پل باندھے کہ مالك کو اس پر اعتماد ہوگیا اس نے دسترخوان بچھایا اور شہد کا شربت جس میں مہلك زہر یلا ہوا تھا سامنے لاکر رکھ دیا مالك نے اسے پیا اورتھوڑی دیر بعد ہی وہیں شہید ہوگئے(24) اس شہادت کے باعث امیرالمومنین حضرت علی (ع) کو سخت رنج ہوا اور معاویہ بہت خوش و خرم دونوں حضرات نے جو باتیں ان کے بارے میں کہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایك عظیم سانحہ تھا_

قبیلہ "نخع" کے چند سردار پرسہ دینے کے لئے حضرت علی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ(ع) کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیاہے" آپ (ع) مالك کی شہادت سے سخت مضطرب خاطر تھے اس موقعے پر آپ نے فرمایا کہ اس شہادت کااجر خدا ہی دے _مالك کی کیا تعریف کروں خدا کی قسم اگر اسے پہاڑ سے بھی تراشا گیا ہوتا تو وہ یکتا و ممتاز زمانہ ہوتا اگر وہ پتھر کا بھی انسان ہوتا تو ایسا ہی محکم اور ارادے کا مضبوط ہوتاکوئي سواری اس کے کہسار وجود سے بالاتر نہ ہو سکتی کوئي پرندہ اس کی عظمت کے اوج بلندی سے نہیں گذرسکتا(25)

معاویہ تو حضرت مالك کا جانی دشمن تھا جب اس نے یہ خبر سنی کہ وہ شہید ہوگئے ہیں تو اس نے کہا کہ علی (ع) کے دو ہاتھ تھے ان میں سے ایك تو جنگ صفین میں قطع ہوگیا وہ تھا عمار اور دوسرا ہاتھ مالك اشتر تھا جو آج شہید ہوگیا(26)

مصر پر لشکر کشي

معاویہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ عراق کی سپاہ نے امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے حکم سے روگردانی کی ہے اور آرام طلبی و تن پروری کو اس نے اپنا شعار بنالیا ہے تو اس نے عمر و عاص ، ضحاك بن

قیس ، بسر بن ارطاۃ اور ابوالاعور سلمی جیسے مشاورین کو اپنے پاس بلایا اور ان کے ساتھ مشورہ کیا اتفاق اس بات پر ہوا کہ وہ علاقے جو حضرت علی (ع) کی قلمرو حکومت میں شامل ہیں حملہ کرکے ان پر قبضہ کرلیا جائے_

اس وقت مصر چونکہ خاص اہمیت کا حامل تھا(جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ منطقہ عراق کے مقابلے شام سے نزدیك تر ہے اور وہاں کے اکثر و بیشتر لوگ عثمان کے مخالف تھے اس لئے بھی معاویہ کو اس منطقہ کی طرف سے تشویق لا حق

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

رہتی تھی اس کے علاوہ مصر پر قبضہ ہوجانے کے بعد محصول کی آمدنی میں اضافہ ہوسکتا تھا اور وہاں کی انسانی طاقت کو حضرت علی (ع) کے خلاف استعمال کیاجاسکتاتھا) اسی لئے اس نے یہ خاکہ تیار کیاکہ عثمان کے طرفداران عناصر کو جو مصر میں ہیں بروئے کار لائیں اور لشکر کشی کا آغاز وہاں سے کیاجائے اس سے قبل کہ وہ اس طرف اپنے فوجی طاقت روانہ کریں انہوں نے "معاویہ بن خدیج" اور " مسلمہ بن مخلد" جیسے اپنے ہوا خواہوں کو خط لکھا اور اس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ کثیر تعداد میں میری سپاہ جلد ہی تمہاری مدد کے لئے پہنچ جائے گي(27)
اس کے بعداس نے تقریبا چھ ہزار سپاہی عمر و عاص کی زیر فرمانداری روانہ کئے اس کی چونکہ دیرینہ آرزو تھی کہ اس منطقہ پر حکمرانی کرے اسی لئے اس طرف روانہ ہوگیا عثمان کے طرفدار بھی بصرہ سے چل کر اس کے ہمراہ ہوگئے_
اس سے قبل کہ شہر میں داخل ہوں عمر وعاص نے محمد بن ابی بکر کو خط لکھا جس میں انہیں یہ تنبیہ کی کہ اس سے پہلے کہ شام کی سپاہ تمہارا سر تن سے جدا کردے تم خودہی اپنے عہدے سے برطرف ہوجاؤ اور بصرہ سے نکل کر کسی بھی طرف چلے جاؤ_
محمد بن ابی بکر نے اپنے خط کے ساتھ عمر و عاص کامراسلہ اور معاویہ کا عریضہ حضرت علی (ع) کی خدمت میں روانہ کردیا اور آپ سے مدد کے طالب و خواستگار ہوئے_
حضرت علی (ع) نے محمد بن ابی بکر کو جو خط لکھا اس میں آپ(ع) نے انہیں ہدایت کی تھی کہ

استقامت اور پایداری سے کام لیں اور شہر کی حفاظت کے پورے انتظامات کئے جائیں اس کے ساتھ ہی آپ (ع) نے حکم دیاکہ کنانہ بن بشر کو چونکہ آزمودہ ، با تجربہ اور جنگجو سردار سپاہ ہیں حملہ آوروں کی جانب روانہ کیاجائے اور مصر میں بھی اپنے لوگوں کو جو بھی سواری میسر آسکے اس کے ہمراہ تمہاری طرف روانہ کر رہاہوں(28)
اس کے بعد حضرت علی (ع) منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ : نابغہ زادہ (29) کثیر سپاہ لے کر مصر پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا ہے محمد بن ابی بکر اور دیگری مصری بھائیوں کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے جس قدر جلد ممکن ہوسکے ان کی داد و فریاد کو پہونچو کہیں ایسا نہ ہو کہ مصر تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اگر یہ ملك تمہارے ہاتھ میں رہے تو باعث عزت و شرف ہے اور تمہارے دشمنوں کی کمزوری اور ناتوانی کا سبب کل کے لئے یہ ہماری وعدہ گاہ ہے اور جرعہ کی فوجی چھاوني(30)
حضرت علی (ع) دوسروں سے پہلے ہی سپاہ کی لشکر گاہ(چھاؤني) میں تشریف لے گئے وہاں آپ(ع) نے ظہر کے وقت تك انتظار کیا جو لوگ وہاں پہونچے ان کی تعداد سو سے بھی کم تھی مجبورا کوفہ کی جانب روانہ ہوگئے جب رات ہوئي تو آپ (ع) نے قبائل کے سرداروں کو بلایا اور فرمایا کہ : حمد و تعریف خدا کی قضاء و قدر نے میرے باعث تمہیں آزمائشے میں مبتلا کیا لوگو میں نے جب بھی تمہیں حکم دیا تم نے اس کی اطاعت نہیں کی اور جب بھی میں نے تمہیں اپنی طرف آنے کی دعوت دی تم نے اسے قبول نہ کیا ... اپنی مدد اور راہ حق مینجہاد کرنے کے لئے تم کس چیز کے منتظر ہو؟ موت چاھتے ہو یا ذلت و خواري ... کیا تمہارے پاس وہ دین و ایمان نہ رہا جو تمہیں متحد کر سکے کیا اب تم میں وہ غیرت و حمیت باقی نہیں رہی جو تمہیں جہاد کی جانب جانے کے لئے ترغیب دلا سکے ... کیا یہ بات باعث حیرت نہیں کہ معاویہ پست فطرت ، ظالم و جفا کار لوگوں کو جمع کرنے کے لئے کہے اور وہ اس کے گرد جمع ہوجائیں اور صلہ و انعام کی تمنا کئے بغیر اس کی اطاعت و پیروی کریں لیکن اس کے برعکس جب مینتم کو جو اسلام اور ہمت و مردانگی کی یادگار رہ گئے ہو اپنی طرف آنے کی دعوت دیتا ہوں تو میری مخالفت کرتے ہو تم مجھے اکیلا نہ چھوڑو اور

انتشار و پراکندگی سے گریز کرو(31)
حضرت علی (ع) کی تقریر نے مالك بن کعب کی غیرت کو للکاراوہ مجمع کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے کہ جہاد پر جانے کیلئے تیار ہیں حضرت علی (ع) نے اپنے خدمتگذار سعد سے کہاکہ لوگوں میں جاکر منادی کریں اور مالك کے ہمراہ مصر کی جانب روانہ ہوں چنانچہ ایك ماہ گذرجانے کے بعد مالك کے گرد دوہزار افراد جمع ہوگئے تو مصر کی جانب انہوں نے کوچ کیاپانچ روز تك سفر کرنے کے بعد حضرت علی (ع) کے نمائندے نے یہ اطلاع پہنچائي کہ محمد بن ابی بکر شہید ہوگئے یہ خبر سن کر مالك حضرت علی (ع) کے حکم بموجب واپس کوفہ آگئے(32)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

محمد بن ابی بکر کی شہادت
محمد بن ابی بکر کو جب حضرت علی (ع) کا خط ملا تو انہوں نے معاویہ اور عمر و عاص کو تند لہجے میں قطعی جواب دیااس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی سپاہ کو دعوت دی کہ حملہ آوروں سے جنگ و پیکارکریں جن لشکروں نے نبرد آزمائي کا اعلان کیاان کی تعداد تقریبا دو ہزار افراد ہوگئي چنانچہ انھیں کنانہ بن بشر کی زیر قیادت و فرمانداری دشمن کی جانب روانہ کیا اور خود بھی دو ہزار افراد کو ساتھ لیکر ان کے پیچھے کوچ کیا پہلے قصبے میں شام کے پیشگام سپاہ نے پے در پے حملوں کے باعث مصر کی مختصر دفاعی قوت کا قطع قمع کردیا عمر و عاص نے معاویہ بن خدیج کو پیغام بھیجا اور اس سے مدد طلب کی تھوڑی دیرنہ گذری تھی کہ معاویہ بن خدیج نے میدان کارزار کو لشکریوں سے بھردیا_
مصریوں کے مخالف اپنی پوری طاقت کے ساتھ کنانہ کے مقابل جمع ہوگئے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ دشمن کے ہر طرف سے سخت دباؤ کے باعث وہ اپنے گھوڑے کو حرکت نہیں دے سکتے تو وہ چھلانگ لگا کر زمین پر گرگئے ان کے ساتھی بھی انہیں دیکھ کرگھوڑوں سے اتر گئے کنانہ جس وقت دشمن کے سپاہیوں کو بری طرح کچل رہے تھے یہ آیت ان کے زبان پر تھي_

و ما کان لنفس ان تموت الا باذن الله کتبا موجلا(33)
چنانچہ آپ اس قدر دشمن سے بر سر پیکار رہے کہ شہید ہوگئے_
کنانہ بن بشر کی شہادت کے بعد محمد بن ابی بکر کے اطراف سے فرمانداری کا سلسلہ چونکہ ٹوٹ چکا تھا اس لئے جو سپاہ باقی رہ گئي تھی وہ منتشر اور پراگندہ ہوگئي ناچار انہوں نے بھی ایك ویرانے میں پناہ لی _مصر کے شورش پسندوں کے رہبر ابن خدیج نے انکی تلاش شروع کی اور انہیں اس ویرانے میں چھپا ہوا پایا اور گرفتار کیا پہلے شمشیر سے سر کو تن سے جدا کیا اسکے بعد جسم کو مرے ہوئے گدھے کی کھال میں بھر کر آگ لگادی (34)
جب محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر معاویہ اور عمر عاص کے پاس ملك شام میں پہونچی تو انہوں نے انتہائي مسرت اور شادمانی کااظہار کیاعبداللہ ابن مسیب کا کہنا ہے کہ جس وقت محمدبن ابی بکر کے قتل کئے جانے کی خبر ملك شام میں پہنچی تو اس موقع پر جسقدر خوشی اور مسرت کا اظہار کیاگیا ایسی خوشي و مسرت و شادمانی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھي(35)
لیکن ان کی شہادت کی خبر جب امیر المومنین حضرت علی (ع) کو ملی تو آپ نے فرمایا کہ : ان کے قتل کئے جانے کا غم و اندوہ اتناہ ہی ہے جتنا معاویہ کو اس کا سرور _جب سے میں نے میدان کارزار میں قدم رکھا مجھے کسی کے قتل کئے جانے کا اتنا صدمہ نہینہوا جتنا اس کی وجہ سے ہوا ہے وہ میرے اپنے گھر میں پل کر جو ان ہوا اور میں نے اسے اپنی اولاد کی طرح سمجھا وہ میرا حقیقی خیرخواہ تھا ایسے شخص کی وفات پر جس قدر رنج و غم کیاجائے بجا ہے خدا سے دعا ہے کہ وہی اس کی جزا دے(36)

لوگوں کی تنبیہ و سرزنش
محمد بن ابی بکر کی رقت انگیز شہادت اور لوگوں کی پے در پے تباہ کاریوں کے باعث امیرالمومنین حضرت علی (ع) بہت زیادہ آزردہ خاطر ہوئے چنانچہ جب یہ اطلاع ملی کہ عمر و عاص نے

مصر پر قبضہ کر لیا تو آپ (ع) نے واضح طور پر لوگوں کو سخت سست کہنا شروع کردیا اور فرمایا کہ تم وہ لوگ ہو جوکسی کے خون کا بدلہ لینے میں میری مدد نہیں کر سکتے اگر کوئي گتھی الجھ جائے تم اسے سلجھا نہیں سکتے پچاس دن سے زیادہ میں تمہارے سامنے داد و فریاد کرتا رہا کہ بھائیو آؤ اور میری مدد کرو مگر تم اس اونٹ کی طرح کلبلاتے رہے جو درد شکم کے مارے تڑپ رہا ہو تمہاری حالت اس شخص کی سی ہے جو راہ جہاد میں تو نکلے مگریہ سوچ کر کہ اس کام سے مجھے حاصل کیا ہوگا زمین پکڑے بیٹھے رہے یہاں تك کہ تم ہی میں سے ایك مختصر سپاہ کی جماعت تھی جنہیں دیکھ کر لگتا تھا کہ خود کو جان بوجھ کر موت کے منہ میں دھکیل رہے ہیں افسوس تمہاری حالت زار پر(37)
حضرت علی (ع) کے رنج و اندوہ کایہ عالم تھا کہ زندگی سے بیزاری اور یہ آرزو کرنے لگے کہ جس قدر جلد ہو سکے موت آجائے تا کہ ان لوگوں کی ہمنشینی کے سخت و سنگین بار سے نجات ملے_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی (ع) نے حضرت ابن عباس کوجو خط مرقوم فرمایا تھا اس میں آپ(ع) نے اس احساس کرب کا اظہار اس طرح کیا تھا: مصر کو دشمن نے فتح کر لیا محمد بن ابی بکر شہادت سے ہمکنار ہوئے ... میں نے لوگوں کو بار بار ان سے ہمدوش ہونے اور ان کی مدد کرنے کی ترغیب دلائي اور کہا اس سے پہلے کہ پانی سرسے گذر جائے تم ان کی داد و فریادکو پہنچو چند لوگ تیار بھی ہوئے مگر بد دلی کے ساتھ کچھ عذر و بہانہ کر کے علیحدہ ہوگئے اور بعض نے تو ان کی مدد کرنے سے قطعی ہاتھ اٹھایا اورگھروں میں گھس گئے میں تو خدا سے یہی دعا کر رہا ہوں کہ مجھے ان لوگوں کے چنگل سے نجات دلائے اور ان سے رہائي کی کوئي سبیل نکل آئے_

خدا کی قسم دشمن کے ساتھ جنگ و پیکار کرتے وقت شہادت کی آرزو نہ ہوتی اور میں نے راہ خدا میں خود کو مرنے کیلئے آمادہ نہ کر لیا ہوتا تو میں اس بات کو ترجیح دیتا کہ ایسے لوگوں کا ایك دن بھی منھ نہ دیکھوں اور ان کے پاس سے بھی نہ گذروں(38)

سوالات

1_ جنگ نہروان کس کی طرف سے شروع ہوئي اس میں کون فاتح رہا؟

2_ ذوالثدیہ کس شخص کا نام تھارسول اکرم(ص) نے اس کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟

3_ غلات کون تھے او ر ان کے وجود میں آنے کی کیا اسباب تھے؟

4_ جنگ نہروان کے کیا نتائج برآمد ہوئے؟

5_ صوبہ دار مصر کو تبدیل کرنے کی کیا وجہ تھي؟

6_ مالك اشتر کی کہاں اور کیسے شہادت ہوئي؟

7_ کن محرکات کی بنا پر معاویہ نے اسلامی حکومت کے قلمرو پر حملہ کرنامصر سے شروع کیا؟

8_ محمد بن ابی بکر کی شہادت کس شخص کے ہاتھوں اور کس طرح ہوئي؟

حوالہ جات

1_ الامامة و السیاسة ج 1 ص 128 ، کامل بن اثیر ج 3 ص 346 ، تاریخ طبری ج 5ص 86

2_ الامامة و السیاسة ج 1 ص 128_

3_ الان حل قتالہم احملوا علی القوم مروج الذہب ج 2 ص 405_

4_ شرح نہج البلاغہ علامہ خوئي ج 4 ص 136 ، منقول از کشف الغمہ

5_ مروج الذہب ج 2 ص 406

6_ نہج البلاغہ کلمات قصار 323

7_مروج الذہب ج 2 ص 407 و الامامة والسیاسة ج 1 /128

8_ نہج البلاغہ خطبہ 93

9_ غلات اور غالیہ علی (ع) کے عقیدت مندوں کا وہ گروہ تھا جس نے آپ(ع) کے بارے میں اس قدر مبالغے سے کام لیا کہ دائرہ مخلوق سے نکال کر الوہیت کے سراپردے تك لے آیا ملل و نحل شہرستانی ج 1 ص 237

10_ ہلك فيّ رجلان محب غال و مبغض قال، نہج البلاغہ کلمات قصار 117

11_ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 5 ص 5_

12_ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 5 ص 7

13_ الامامة و السیاسة ج 1 128 ، تاریخ طبری ج 895، کامل ابن اثیر ج 3 ص 349 ، طبری لکھتے ہے کہ حضرت علی (ع) سے یہ گفتگو اشعث نے کی تھي_

14_ الامامة و السیاسة ج 1 ص 129

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

15_ ان میں سے کچھ نے بیماری کا بہانہ بنایا اور خود کو بیمار ظاہر کیا حالانکہ وہ بیمار نہ تھے بلکہ وہ جنگ سے فرار چاہتے تھے_
16_ کامل ابن اثیر ج 3493 ، تاریخ طبری ج 5 ص 90 ، الامامة و السیاسة ، ج 1 ، ص 129، غارات ج 1 ص 35_
17_ الامامة و السیاسة ج 1 ص 47
18_ تاریخ یعقوبی ج 2 ص 179

332
19_ مصر کی فرمان داری پر مامور ہونے سے قبل حضرت مالك اشتر موصل ،نصیبین، داراسنجار ، آمد، ہیت اور عانات کے والی رہ چکے تھے شرح نہج البلاغہ ناصر مکارم ج 3 ص 455
20_ نصیبین آباد جزیرہ کاشہر اوور شام میں موصل کے مقام پرہے معجم البلدان 5 ج /288
21_ اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت مالك اشتر کو محمد بن ابی بکر کی شہادت سے قبل صوبہ دار مقرر کیا گیا یا اس واقعے کے بعد مورخین کے نزدیك یہی قول مشہور و معتبر ہے اس کے علاوہ نہج البلاغہ کا مکتوب 34 جو محمد بن ابی بکرکو لکھا گیا تھے اور اس بتایا تھا کہ ان کا تبادلہ کس وجہ سے عمل میں آیا ہے اس امر کی تائید کرتا ہے لیکن علامہ مفید (مرحوم) نے اپنی کتاب امالی میں دوسرے قول کو قابل قبول قرار دیا ہے ملاحظہ ہو الغارات ج 1 ص 257 حاشیہ
22_ الغارات ج 1 258 شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6 /74
23_ یہ مصر کے راستے میں ایك بستی تھی یہاں سے مصر کا فاصلہ تین دن کا تھا معجم البلدان ج 4 ص 388
24_ الغارات نامی کتاب کے مصنف نے اس کا نام " خراخر" لکھا ہے ملاحظہ ہو الغارات ج 1 ص 259
25_ الغارات ج 1 ص 264_ 259
26_ مالك و ما مالك و الله لو كان جبلا لو كان فندا ولو كان حجرا لكان صلدا لايرتقيہ الحافر و لايوقى عليہ الطائر (نہج البلاغہ _ کلمات قصار 443، الغارات ج 1 ص 265) الغارات کے مصنف نے یہ واقعہ قدرے مختلف طور پر بیان کیا ہے_
27_ كانت لعلى بن ابى طالب يدان يمينان فقطعت احداہما يوم صفين يعنى عمار و قطعت الاخرى اليوم و ہو مالك اشتر الغارت ج 1 ص 264، کامل ابن اثیرج3 ص 353
28_ شرح نہج ا لبلاغہ ابن ابی الحدید ج 6 ص 81
29_ الغارات ج 1 ص 280 276، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 5 ص 85_82، کامل ابن اثیر ج 3 ص 356
30_ عمروعاص کی ماں کا نام تھا
31_ یہ جگہ کوفہ کے باہر خیرہ و کوفہ کے درمیان وقع ہے_
32_ نہج البلاغہ ج 180، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6 ص 90، و لغارات ج 1 ص 290

333
33_ الغارات ج 1 ص 294_ 292و 7 شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6 /91
34_ کوئي ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مرسکتا موت کا وقت تو لکھا ہوا ہے(آل عمران آیہ 145)
35_ الغارات ج 1 ص 282، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6/ 86، کامل ابن اثیر ج 3 ص 357
36_ الغارات ج 1 ص 282، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 2 ص 86، کامل ابن اثیر ج 3 ص 357
37_ مروج الذہب ج 2/ 409
38_ الغارات ج 1 ص 297
39_ نہج البلاغہ مکتوب 35 ، الغارات ج 1/ 298

335

سولھواں سبق
نہروان کے بعد

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دہشت پسند اور غارتگر گروہ
1_ نعمان بن بشير
2_ سفيان بن عوف
3_ عبداللہ بن مسعدہ
4_ ضحاك بن قيس
5_ بسربن ارطاہ
حضرت على (ع) كارد عمل
معاويہ كے تجاوز كارانہ اقدام كا نتيجہ
دو متضاد سياسى روشيں
فتنہ خرّيت
آخرى سعى و كوشش
حضرت على (ع) كے خلاف دہشت پسندانہ سازش
شہادت كا انتظار
شہادت
سوالات
حوالہ جات

337

دہشت پسند اور غارتگر گروہ
معاويہ كو اس اقتدار كے باوجود جو اس نے حاصل كيا تھا اور اس اثر و رسوخ كے بعد بھى جو س كا شام كے لوگوں پر ہوگيا تھا نيزہ سپاہ عراق ميں ہر طرح سے انتشار و پراگندگى پيدا كر كے بھى يہ اطمينان نہ تھا كہ اگر اميرالمومنين حضرت على (ع) كے مركز حكومت پر حملہ كرے گا تو وہ كامياب ہوجائے گا اس نے جنگ صفين كے دوران جو ہولناك مناظر اپنى آنكھوں سے ديكھے تھے اور حضرت على (ع) كى تلوار كے جن واروں كو اس نے سہاتھا وہ اس امر كے متقاضى نہ تھے كہ ايسا كوئي اقدام كرے_ اسے اب تك جو كاميابى نصيب ہوئي تھى وہ سب حيلہ و نيرنگ كا نتيجہ تھى چنانچہ اس كے ساتھيوں نے جب بھى يہ تجوير پيش كى كہ كوفہ پر حملہ كيا جائے تو اس نے اس كا جواب نفى ہى ميں ديا اس ضمن ميں اس نے كہا كہ عراق كے لوگوں كو شكست دينے اور پراگندہ فوجى دستے عراق كے مختلف علاقوں ميں سركشى و غارت گرى كرتے رہيں كيونكہ يہى ايسا طريقہ ہے جس كے ذريعے ہمارے حامى و طرفدار بتدريج طاقت ور ہوتے چلے جائيں گے اور عراق كا محاذ شكست و ريخت اور خوف و خطر ميں مبتلا رہے گا جب عراق كے اشراف و سربرآوردہ لوگ يہ كيفيت ديكھيں گے تو وہ خود ہى على (ع) كا ساتھ چھوڑ كر ہماى طرف آنے لگيں گے_
اس فيصلے كے بعد اس نے نعمان بن بشير، سفيان بن عوف، عبداللہ بن مَسعَدہ اور ضحاك بن قيس جيسے فرمانداروں كى زير قيادت سپاہ كے دستے منظم كئے اور انھيں عراق كے مختلف علاقوں ميں روانہ كيا تا كہ اس فرمان كو جس ميں مسلمانوں كے لئے تباہى و بربادى اور خوف و دہشت كے عناصر شامل تھے جارى و سارى كرسكے_
يہاں ہم ان ہلاكت بار تجاوزات كى درد انگيز داستان بيان كرنے كے ساتھ ہى ان افراد كا

338
مختصر تعارف كرائيں گے جو ان دستوں كے سرغنہ و سردار تھے_

1_ نعمان بن بشير
وہ انصار اور طائفہ خزرج ميں سے تھا عثمان كے زمانے ميں جو شورشيں ہوئيں ان ميں اس نے خليفہ وقت كا ساتھ ديا_ عثمان كے قتل كے بعد ان كا خون آلودہ كرتا وہ ملك شام لے كرگيا اور معاويہ كو پيش كيا اور يہيں سے وہ معاويہ كا حامى و طرفدار ہوا معاويہ كى طرف سے كچھ عرصہ حاكم كوفہ بھى رہا اور اس كے بعد اسے " حمص" كا حاكم مقرر كيا گيا _

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

معاویہ نے اسے 39 ھ میں دوہزار افراد کے ساتھ " عین التمر" (1)کی جانب روانہ کیا امیرالمومنین حضرت علی (ع) کے فوجی محافظ دستے پر جو تقریبا سو افراد پر مشتمل تھا اس نے حملہ کیا لیکن دلاور مدافعین نے اپنی تلواروں کی نیا میں توڑ کر پوری پا مردی و جانبازی سے دفاعی مقابلہ کیا اس عرصے میں تقریبا پچاس افراد ان کی مدد کے لئے وہاں آن پہنچے نعمان کے سپاہیوں کو یہ گمان گذرا کہ مدافعین کے پاس مدد کے لئے جو لشکر پہنچا ہے اس کی تعداد بہت زیادہ ہے چنانچہ راتوں رات وہ اس جگہ سے بھاگ نکلے اور شام کی جانب رخ کیا_

2_ سفیان بن عوف

اسے معاویہ کی طرف سے اس مقصد کے تحت مقرر کیا گیا تھا کہ عراق کے بعض مقامات پر حملہ کریں معاویہ نے رخصت کرتے وقت اسے یہ تاکید کی تھی کہ :

تمہارے سامنے كوئي بھی ایسا شخص آئے جو تم سے متفق و ہم خیال نہ ہوا سے بے دریغ قتل کردینا تمہارے راستے میں جو بھی بستیاں آئیں انھیں ویران کرتے چلے جانا لوگوں کے مال و متاع کو لوٹ لینا کیونکہ لوٹ مار بھی قتل کرنے کے برابر ہی ہے بلکہ بعض اوقات غارتگری قتل سے زیادہ جانگداز و مہلك ثابت ہوتی ہے_

چلتے وقت اسے یہ ہدایت بھی کی کہ پہلے شہر " ہیت" (2) پر حملہ کرنا اس کے بعدانبار اور

مدائن کے شہروں پر قبضہ کرنا سفیان بن عوف چھ ہزار سپاہیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا جب شہر ہیت میں اسے كوئي نظر نہ آیا تو اس نے شہر انبار پریورش کی محافظین شہر کو کثیر تعداد میں قتل کرنے کے بعد اس نے شہر میں کشت و کشتار اور غارتگری کا بازار گرم کیا اور بہت ساماں جمع کر کے وہ شام کی طرف واپس آگیا_ (3)

امیرالمومنین حضرت علی (ع) کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی تو آپ (ع) نے جہاد کی فضیلت کے بارے میں مفصل تقریر کی اور بتایا کہ جو لوگ اس اسلامی فرض سے روگردانی کرتے ہیں وہ کیسے ناگوار نتائج سے دوچار ہوتے ہیں اس ضمن میں آپ (ع) نے فرمایاکہ : میں شب و روز پنہاں و آشکارا تمہیں اس گروہ سے بر سر پیکار ہونے کی دعوت دیتا رہا میں نے تمہیں یہ ہدایت کی کہ اس سے پہلے وہ تمہارے ساتھ نبرد آزما ہوں تم ہی ان پر وار کردو ... لیکن تم نے سستی سے کام لیاور فرض جہاد کو ایك دوسرے پر ٹالتے رہے چنانچہ نوبت یہاں تك آن پہنچی کہ تم پر ہر طرف سے پے در پے حملے کئے جانے لگے تمہیں غارتگری کا نشانہ بنایا جانے لگا اور اب تمہاری زمین و جائیداد کے مالك دوسرے لوگ ہوئے ہیں یہ شخص جس نے اپنی سپاہ کو ساتھ لے کر شہر انبار پر حملہ کیا " غامد" قبیلے کا ہے اس نے فرماندار شہر حسان بن حسان بکری کو قتل کیا اور تمہاری سپاہ کو اس نے ان کی عسکر گاہوں سے باہر نکل دیا ہے_

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ان میں سے ایك شخص ایك مسلم خاتون اور اس اہل کتاب عورت کے گھر میں جو مسلمانوں کی زیر حمایت زندگی بسر کرتی تھی داخل ہوا اور ان کے زیورات ان کے جسموں پر سے اس نے اتار لئے اس کے بعد بہت سال غنیمت جمع کر کے وہ اور اس کے ساتھی واپس چلے گئے _ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ان غارتگروں میں سے نہ تو كوئي زخمی ہوا اور نہ ہی کسی کے خون کا قطرہ زمین پر گرا ا س واقعے کے بعد اگر ایك سچا مسلمان غم و افسوس کے باعث مرجائے یا ڈوب مرے تو بجا ہوگا اور وہ قابل سرزنش بھی قرار نہ دیا جائیگا_ (4)

3_ عبداللہ بن مسعدہ

ابتدا میں وہ حضرت علی (ع) کے حامی و طرفداروں میں سے تھا لیکن دنیا پرستی کے باعث کچھ عرصہ بعد معاویہ کے ساتھ جاملا اور اس کا شمار حضرت علی (ع) کے سخت ترین دشمنوں میں کیا جانے لگا_

معاویہ نے اسے سترہ سو افراد کے ساتھ " تیمائ" (5)کی جانب روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ جس بستی میں سے بھی گذرنا اس سے زکات کا مطالبہ کرنا اور جو شخص ادا کرنے سے منع کرے اسے قتل کرڈالنا _عبداللہ مکہ اور مدینہ کے شہروں سے گذرا جب حضرت علی (ع) کو اس کی روانگی کی اطلاع ملی تو آپ(ع) نے مسیب بن نجبہ فزاری کو دو ہزار افراد کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا تیماء میں دونوں حریف لشکر ایك دوسرے کے مقابل آگئے دونوں کے درمیان سخت معرکہ ہوا جس کے باعث شامی لشکر کا فرماندار زخمی ہوا اور مسعدہ راتوں رات شام کی جانب بھاگ گیا(6)

4_ ضحاك بن قيس
وہ معاويہ كى فوج كا فرماندار تھا وہ كچھ عرصہ تك محافظين شہر دمشق كا صدر امين رہا اور بعد ميں كوفہ كى حكومت بھى اسے تفويض كى گئي اس نے معاويہ كے حكم پر تين ہزار سپاہيوں كو ساتھ ليكر سرزمين " ثعلبيہ" (7)كى جانب رخ كيا اس كے گرد و نواح كے ان تمام قبائل كو اس نے اپنى غارتگرى كا نشانہ بنايا جو حضرت على (ع) كے مطيع و فرمانبردار تھے اس كے بعد وہ كوفہ كى جانب روانہ ہوا راستے ميں اسے قطقطانہ (8) نامى علاقے ميں عمربن عميس سے سامنا ہوا وہ زيارت حج بيت اللہ كيلئے تشريف لے جارہے تھے ضحاك بن قيس نے انھيں اور ان كے قافلے كو لوٹ ليا اور انھيں اپنے مقصد كى طرف جانے سے روكا(9)
حضرت على (ع) نے ان كا مقابلہ كرنے كے لئے حجربن عدى كو چار ہزار سپاہيوں كے ہمراہ ان كے راستے پر روانہ كيا حجر كا ضحاك سے "تدمر" (10) نامى مقام پر مقابلہ ہوا جس ميں سپاہ كے اُنيس سپاہى مارے گئے اس كے بعد ان كى سپاہ فرار كر كے شام كى جانب چلى گئي_ (12)

5_ بسر بن ارطاہ
قبيلہ قريش ميں سے تھا عراق و حجاز كى جانب معاويہ نے جو فرماندار روانہ كيئے تھے ان ميں اس كا شمار خونخوارترين فرماندار كى حيثيت سے ہوتا ہے رخصت كرتے وقت معاويہ نے اس سے كہا تھا كہ مدينہ پہنچنے كيلئے روانہ ہوجاؤ راستے ميں لوگوں كو منتشر و پراگندہ كرتے رہنا سامنے جو بھى آئے اسے خوفزدہ ضرور كرنا جو لوگ تمہارى اطلاعت سے انكار كريں ان كے مال و متاع كو تباہ و غارت كردينا بسربن ارطاۃ تين ہزار افراد كو ساتھ لے كر مدينہ كى طرف روانہ ہوا وہ جس بستى سے بھى گزر جاتا وہاں كے مويشيوں پر قبضہ كرليتا اور انھيں اپنے لشكريوں كے حوالے كرديتا مدينہ پہنچ كر اس نے تقرير كى جس ميں دل كھول كر مسلمانوں پر سخت نكتہ چينى كى اور جو نہ كہنا تھا وہ تك كہا اس كے ساتھ ہى انھيں مجبور كيا كہ اس كے ہاتھ پر بيعت كريں بہت سے گھروں كو نذر آتش كرنے كے بعد ابوہريرہ كو اپنا جانشين مقرر كيا اور خود مكہ كى جانب روانہ ہوگيا راستے ميں قبيلہ خزاعہ كے بہت سے لوگوں نيز چند ديگر افراد كو قتل كيا اور ان كے مال كو لوٹ كر قبضے ميں كرليا_ مكہ پہنچ كر اس نے ابولہب كى اولاد ميں سے بہت سے لوگوں كو تہ تيغ كر ڈالا اور يہاں سے " سراۃ " كى جانب روانہ ہوا جہاں اس نے حضرت على (ع) كے حامى و طرفداروں كو قتل كر ڈالا " نجران" اور يمن ميں اس نے كشت و كشتار كا خوب بازار گرم كيا يہى نہيں بلكہ فرماندار يمن عبيداللہ بن عباس كے دوكم سن بچوں كے سر تك اس نے اپنے ہاتھ سے قلم كئے قتل و غارتگرى اور كشت و كشتار كا بازار گرم كرنے اور تقريبا تيس ہزار كوتہ و تيغ كرنے كے بعد وہ واپس ملك شام پہنچ گيا(12)

حضرت على (ع) كار و عمل
حضرت على (ع) كو جب بسر بن ارطاۃ كے بزدلانہ حملوں كا علم ہوا تو آپ(ع) نے لوگوں كواس مقابلہ كرنے كى دعوت دى اور فرمايا: كہ مجھے اطلاع ملى ہے كہ بسر نے يمن پر قبضہ كرليا ہے خدا شاہد ہے كہ مجھے اس بات كا علم تھا كہ يہ لوگ جلد ہى تم پر غالب آجائيں گے جس كى وجہ يہ ہے كہ

وہ باطل پر تو ہيں مگر يكجا ہيں اس كے برعكس تم حق پر ہو مگر منتشر و پراگندہ_ تمہارے رہبر و پيشوا نے تمہيں راہ حق پر چلنے كے لئے كہا مگر تم نے نافرمانى كى وہ آج باطل پر ہيں مگر اپنے سردار كے مطيع و فرمانبردار ہيں_ وہ اپنے رہبر كے ساتھ امانت دارى سے كام ليتے ہيں اور تم خيانت كرتے ہو وہ اپنے شہروں ميں اصلاح كے كام كر رہے ہيں اور تم فساد بپا كئے ہوئے ہو ميں تمہارے پاس اگر قدح (پيالہ) بھى بطور امانت ركھوں تو اس بات كا احتمال ہے كہ اس كے گرد كوئي ڈورى بندھى ہوئي ہو تو وہ بھى چرالى جائے گي_ (13)
اہل كوفہ نے پہلے كى طرح اب بھى حضرت على (ع) كے فرمان پر اپنى سرد مہرى دكھائي كچھ عرصہ گزرجانے كے بعد آپ نے ايك ہزار افراد پر مشتمل لشكر جاريہ بن قدّامہ كى زير فرماندارى ترتيب ديا جسے ساتھ لے كر جاريہ بصرہ كى

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

طرف روانہ ہوئے حجاز کے راستے سے وہ یمن پہنچے بسر کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ جاریہ کا لشکر حرکت میں ہے چنانچہ اس نے یمامہ کی سمت کو ترك کر کے اپنا رخ دوسری طرف موڑلیا جاریہ منزلگاہ پر اترے بڑی تیزی کے ساتھ ان کا تعاقب کرنے کے لئے روانہ ہوگئے بسر ان کے خوف سے کبھی ایك طرف فرار کرجاتا اور کبھی دوسری جانب یہاں تك کہ وہ حضرت علی (ع) کی قلمرو و حکومت سے باہر چلاگیا لوگوں نے جب اسطرح فرار ہوتے ہوئے انہیں دیکھا تو اچانك ان پر حملہ کردیا جاریہ کے خوف نے اس کو ایسا سراسیمہ و وحشت زدہ کیا کہ اس کو نہ تو تحفظ و دفاع کا ہوش رہا اور نہ ہی اس مال کو وہ اپنے ساتھ لے سکا جسے اس نے قتل و غارتگری سے جمع کیا تھا بسر کا مقابلہ کئے بغیر جاریہ واپس کوفہ تشریف لے آئے_(14)

معاویہ کے تجاوزکارانہ اقدام کا نتیجہ
شام کے جن سرپسندوں نے فتنہ و فساد کے بیچ بوئے تھے ان کی امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی زیر حکومت قلمروپر پے در پے حملے سخت نقصان دہ نتائج کا باعث ہوئے ان میں سے چند کا ذکر

ذیل میں کیا جاتا ہے _
1_ وہ اسلامی معاشرہ جس میں اب امن و سکون مجال ہونے لگا تھا دوبارہ بد امنی اور بحرانی کیفیات کا شکار ہونے لگا خوارج کا فتنہ ابھی دبا ہی تھا بصرہ و کوفہ میں بھی معاویہ کی تحریك کے شرپسند حملہ آوروں نے مدینہ، مکہ، یمن ا ور دیگر شہروں میں فتنہ و فساد بپا کرنا شروع کردیا_
2_ وہ بزدل اور سست عقیدہ لوگ اس خوف و خطرہ کے باعث جو اس وقت ماحول پر مسلط تھا یہ سوچنے لگے کہ حکومت اس قابل نہیں کہ امن بحال کرسکے اور معاویہ کے حملے آور ہرجگہ پر اپنا قبضہ کرلیں گے اس لئے وہ معاویہ کی جانب چلے گئے_
3_ دیگر عوامل کے ساتھ غارتگر دستوں کے حملے اس امر کے باعث ہوئے کہ امیرالمومنین حضرت علی (ع) جنگ نہروان کے بعد اپنی منتشر و متفرق فوجی طاقت کو تیزی کے ساتھ یکجا جمع نہ کرسکے نیز ایسے محکم و مضبوط فوجي، سیاسی اور اقتصادی تشکیلات بھی وجود میں نہ آسکیں جن کے باعث معاویہ کا مقابلہ کیا جاسکتا_
4_ وہ لوگ جو حضرت علی (ع) کی حکومت کے حامی اور طرفدار تھے کثیر تعداد میں بزدلانہ حملوں میں قتل ہوئے قبیلہ ہمدان کے سب ہی افراد حضرت علی (ع) کے پیرو و معتقد تھے وہ بسر کے حملوں کاشکار ہوئے جس میں سارے مردوں کو قتل کردیا گیا اور عورتوں کو بُسر کی قید میں ڈال دیا گیا اور یہ وہ اولین مسلم خواتین تھیں جنہیں بردہ فروشوں کے بازار میں لایا گیا_

دو متضاد سیاسی روشیں
اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ چند نمونے اس سیاسی روش و حکمت عملی کے ہیں جو معاویہ نے مطلق اقتدار حاصل کرنے اور حضرت علی (ع) کی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اختیار کی تھی اس کے مقابل ہم امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی انصاف پسندانہ و عدل گسترانہ سیاسی راہ و روش کو دیکھتے ہیں چنانچہ جس وقت جاریہ بن قدامہ کو حضرت علی (ع) رخصت کرنے لگے تو آپ نے یہ نصیحت کی کہ :

صرف جنگجو لوگوں سے ہی جنگ کرنا تم کو چاھے مجبورا پیدل سفر طے کرنا پڑے مگر عوام کے چوپایوں پر ہرگز نظر مت رکھنا جب تك کنوؤں اور چشموں کے مالك اجازت نہ دے دیں تم راستے میں کسی کنویں اور چشمے کا پانی استعمال نہ کرنا کسی مسلمان کو فحش بات نہ کہنا جس سے تمہارا عہد و پیمان ہوجائے اس کے ساتھ عہد شکنی کر کے ظلم نہ کرنا اور ذرہ برابر خون نا حق نہ بہانا_ (15)
جب ہم ان دو متضاد روشوں کا باہمی مقابلہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان میں سے پہلی قتل و غارتگری پر مبنی ہے اگر چہ یہ حکمت عملی بظاہر لوگوں کے مال و حقوق کا احترام کرتی ہے مگر چونکہ پہلا راستہ جس راہ سے گزر کر منزل مقصود تك پہنچتا ہے وہ اصول و ضوابط کے کسی دائرے میں نہیں آتا اسی لئے وہ شرعی اور قانونی قواعد کی پابندی بھی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نہی کرتا اس کے برعکس قانونی حدود اور انسانی قدریں دوسرے گروہ کی راہ میں چونکہ مانع و حایل ہوتی ہیں اسی لئے وہ اسے ہرناجائز و ناروا کام کو انجام دینے سے روکتی ہیں_

حق گوئي اور عدل پسندی جیسی خصوصیات کی پابندیوں کے باعث حضرت علی (ع) کی سپاہ کے دنیا پرست افراد نے جہاد جیسے مقدس فرض کو انجام دینے مینسستی و سہل انگاری سے کام لیا کیونکہ وہ اپنے سامنے ایسی جنگ دیکھتے تھے جس کا اجر اس دنیا میں ان کے لئے موت کے سوا کچھ نہ تھا اگر وہ جنگ میں کامیاب ہوتے تو دشمن کے مال پر قبضہ نہیں کرسکتے تھے وہ کسی دشمن کو نہ تو اپنی مرضی سے قتل کرسکتے تھے اور نہ ہی اس کے بیوی بچوں کو اپنی قید میں رکھ سکتے تھے جب یہ شرائط و پابندیاں عائد ہوں تو جنگ کس لئے کریں؟ جنگ کے محرکات احکام خداوندی کی پابندی اور انسانی فضائل پیش نظر رکھے جاتے تو ان کیلئے جنگ کرنا امر لاحاصل تھا اس کے برعکس اہل شام معاویہ کی ایك آواز پر فورا لبیك کہتے کیونکہ جنگ سے ان کے تمام حیوانی جبلتوں کو آسودگی ملتی جسے بھی وہ چاہتے قتل کرتے، کنیز و غلام بنا لیتے قتل و غارتگری ہی ان کی آمدنی کا ذریعہ و وسیلہ تھا بالخصوص اہل شام میں ان لوگوں کے جن کی تربیت اسلامی اصول کے مطابق نہیں ہوئي تھی حضرت علی (ع) نے کوفہ کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

تھا کہ جس چیز سے تمہاری اصلاح ہوتی ہے اور جو چیز تمہاری کجی کو درست کرتی ہے میں اس سے واقف ہوں لیکن تمہاری اس اصلاح کو اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف میں اور ناجائز سمجھتا ہوں(16)

امیرالمومنین حضرت علی (ع) کی ریا کار سیاست مندوں کی راہ و ورش اختیار کرنے کے بجائے ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ عراق کے عوام کی اصلاح کے ذریعے عام لوگوں کے ضمیر میں اپنے جذبے کو بیدار کرتے رہیں نیز اسلامی معاشرے کی کمزوری اور دشمن کی طاقت کے عوامل کی جانب توجہ دلا کر انھیں اصلاح نفس و تہذیب اخلاق کی تعلیم دیں تا کہ ان کی کمزوریوں کو دور کر کے انھیں دعوت حق قبول کرنے کی اصلاح دی جاسکے_

حضرت علی (ع) کے خطبات و ہمدردانہ نصائح میں وہ تمام انسانی محرکات اور مادی و معنوی پہلو موجود ہیں جن میں عراق کے عوام کی فلاح و بہبود مضمر تھی چانچہ ہر درد و غم اور ہر کمزوری و ناتوانی کاعلاج ان پر کاربند رہ کر ہی کیا جاسکتا تھا اور اسی میں ان کی فلاح و بہبود پنہاں تھی _

کوئي بھی فرد بشر وہ علم و اقتدار کے اعتبار سے خواہ کسی بھی مقام و منزلت پر ہو حضرت علی (ع) جیسی بصیرت نظر کے ساتھ اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتا تھا جو اس وقت عراق و شام پر مسلط و حکم فرما تھی اپنے رہبر کے حکم سے روگرداں ہو کر او رجہاد جیسے مقدم فرض سے کنارہ کشی کر کے عراق کے لوگوں کی کیا سرنوشت ہوسکتی تھی اسے حضرت علی (ع) سے بہتر کوئي دوسرا شخص بیان نہیں کرسکتا تھا اس کے ساتھ ہی آپ(ع) نے بہترین دستور عمل پر کاربند رہنے کی ہدایت فرمائي تھی جس سے ان کی حالت فلاح و بہبود پاسکتی تھي_

لیکن عراق کے عوام آپ(ع) کی نظر میں ان سے کہیں بدتر تھے جنہیں معاویہ جنگ و پیکار کے لئے بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ دوستی کا لبادہ پہن کر آپ(ع) کے پرچم کے نیچے جمع ہوتے اور ہوا خواہی و طرفداری کا دم بھرتے لیکن اس کے ساتھ اس جنگ میں جو اہل شام کی طرف سے شروع کی جاتی وہ دفاعی اقدام نہ کرتے وہ ہر لمحہ و لحظہ کوئي نہ کوئي بہانہ تراشتے رہتے کبھی کہتے کہ

موسم بہت گرم ہے اتنی تو مہلت دیجئے کہ دن کی تمازت ذرا کم ہوجائے اور کبھی یہ کہنے لگتے کہ موسم بہت سرد ہے اس وقت تك کے لئے صبر کیجئے کہ موسم معتدل ہوجائے_(17)

جب حضرت علی (ع) انھیں یہ کہہ کر لا جواب کردیتے کہ سردی و گرمی تو تمہارے لئے ایك بہانہ ہے خدا کی قسم تم اس قدر کاہل و بزدل ہوچکے ہو کہ اگر تلوار تمہارے روبرو آجائے تو اسے دیکھ کر فرار کرجاؤ گے اس پر وہ کہتے کہ ہم اس صورت میں ہی میدان کار زار کی طرف جاسکتے ہیں کہ جنگ میں آپ بھی ہمارے ساتھ شریك ہوں _

ان کی یہ شرائط اس وضع میں تھی جب کہ مرکزی حکومت کو حضرت علی (ع) کی سخت ضرورت تھی ا س پر حضرت علی (ع) فرماتے کیا ان حالات کے تحت میرے لئے میدان جنگ کی جانب روانہ ہونا مناسب ہے تمہاری یہی شرط کافی ہے کہ میں اپنے ایك دلاور اور قابل اعتماد فرماندار کا انتخاب کروں اور اس کے ہمراہ تمہیں جنگ پر روانہ کروں (18)

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت علی (ع) کے دست مبارك میں جب تك عنان حکومت رہی آپ کا کوئي بھی وقت ایسانہ گذرا جس میں آپ نے عوام کی راہنمائي نہ فرمائي ہو وہ اپنے تجربیات اور علوم باطنی کے ذریعے ان پر وہ چیزیں کشف و عیاں کرتے جن میں ان کی فلاح و بہبود مضمر تھی اور انہی سے ان کی حالت بہتر ہوسکتی تھی چنانچہ ایك مرتبہ آپ(ع) نے خود فرمایا تھا: کہ میں نے تمہارے ساتھ رہ کر تمہاری ہمنشینی و ہمدمی کو زیبائي اور خوبصورتی بخشی اور میری ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ جس قدر ممکن ہوسکے تمہیں ذلت و خواری کے حلقے اور جور و ستم کی بندشوں سے آزاد کروا دوں_ (19)
لیکن افسوس کہ حضرت علی (ع) نے اصلاح کی جو بھی ہمدردانہ سعی و کوشش کی اس کا اثر ان کے تھکے ہوئے جسموں پر اور خستہ و کوفتہ دل و دماغ پر اس حد تك نہ ہو سکا جس قدر آپ(ع) چاہتے تھے چنانچہ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے خود کا غارتگر شامیوں کے حوالے کردیا تا کہ جب بھی چاہیں اور جس طرح بھی چاہیں ان کے جان و مال کو نذر آتش کردیں_

فتنہ خریت
خوارج کے تباہ کن و خطرناك عقائد ان لوگوں کے دلوں میں جو ذہنی طور پر فرسودہ و ناکارہ ہوچکے تھے اور اس کج رفتاری کیلئے آمادہ تھے بتدریج قوت پانے لگے اور ان کی وجہ سے اسلامی معاشرے کے لئے وہ نئي مشکل پیدا ہوگئي جس کا ذکر ذیل میں آئے گا_
" خریت بن راشد" (21) بہت سرسخت خوارج میں سے تھا جب حکمیت کے نتیجے کا اعلان کیا گیا تو وہ اپنے حواریوں کوساتھ لے کر حضرت علی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اس کے بعد مجھ سے آپ(ع) کی اطاعت و فرمانبرداری نہ ہوسکے گی میں آپ(ع) کے پیچھے نماز بھی ادانہ کروں گا ... اور کل میں آپ سے علیحدہ ہوجاؤں گا _
اپنے اس فیصلے کا محرك وہ مسئلہ حکمیت کو سمجھتا تھا حضرت علی (ع) نے اس کو جواب دینے میں نرم رویہ اختیار کیا اور اسے پند و نصیحت کرنے کے بعد فرمایا : کہ وہ حکمیت کے بارے میں چاہیں تو بحث و گفتگو کرسکتے ہیں اس وقت تو اس نے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھاالبتہ اگلے دن کا وعدہ کر کے چلا گیا مگر رات کے وقت وہ اپنے حواریوں کو ساتھ لے کر فرار کرگیا_
اور دیگر خوارج کی طرح دہشت پسندی اور غارتگری شروع کردی چنانچہ راہ میں اسے جتنے بھی کینہ پرور و عناد پسند لوگ ملے وہ اس کے ہمراہ ہوگئے وہ مدائن پہنچ گیا_
امیرالمومنین حضرت علی (ع) " زیاد بن خصفہ" کو ان کا تعاقب کرنے کے لئے روانہ کیا اور مختلف شہروں میں اپنے کار پردازوں کو بھی لکھا تا کہ وہ ان علاقوں میں جو ان کے زیر فرمان ہیں ان کی تلاش و جستجو کے لئے اپنے کارندے مقرر کریں اور اس کے نتائج سے آپ کو مطلع و باخبر کرتے رہیں(22)_
حضرت علی (ع) کے "قرظہ بن کعب نامی " کارپرداز نے اسے اپنی حراست میں لے لیا اور اس واقعے کی حضرت علی (ع) کو اطلاع کی حضرت علی (ع) نے زیاد کو اس بارے میں مطلع کیا اور حکم دیا کہ اسے میرے پاس روانہ کردو اگر وہ آنے سے انکار کرے تو ان کے ساتھ جنگ کرو کیونکہ اس نے نیز

اس کے حواریوں نے حق کو پس پشت ڈال کر لوگوں کا ناحق خون بہلایا ہے اور راستوں میں بد امنی پھیلا رکھی ہے_(23)
زیاد ا ور خریت ایك دوسرے کے مقابل آئے دونوں کے درمیان گفتگو اور سوال و جواب ہوئے خریت اپنے عقیدے میں پابر جاتھا دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوئي اور ان کے بیشتر افراد کاری زخموں کے باعث مجروح ہوئے جب رات ہوگئي تو خریت فرار کر کے اہواز کی سمت چلاگیا اور زیادہ واپس بصرہ تشریف لے آئے_
اہواز میں بہت سے راہزن ، اس کے ہم عقیدہ عرب اور سطحی مسلمان جو اس کی تحریك کو دین پر ضرب لگانے، خراج ادا نہ کرنے اور قانون کی ہر قید و بند سے خارج ہونے کا ذریعہ و وسیلہ سمجھتے تھے اس کے گرد جمع ہوگئے_
حضرت علی (ع) کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو آپ (ع) نے " معقل بن قیس " کو ایك ہزار افراد کے ہمراہ جنگ کرنے کے لئے بھیجا آپ (ع) نے صوبہ دار بصرہ حضرت عبداللہ بن عباس کو بھی لکھا کو دو ہزار افراد کے ساتھ کسی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

دلیر و بہادر نیز راستباز شخص کو روانہ کریں تا کہ وہ حضرت معقل کے ساتھ مل کر جنگ کر سکے اس کے ساتھ ہی آپ (ع) نے زیاد اور ان کے ہم قبیلہ لوگوں کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے انھیں واپس آنے کے لئے حکم صادر کیا(24)_
حضرت ابن عباس نے حضرت خالد بن معدان طائي کو دوہزار افراد کے ہمراہ روانہ کیا خریت کا تعاقب کرنے کے لئے حضرت معقل اہواز پہنچ کر اترے اس وقت خوارج وسیع دشت سے گذر کر کوہ رامہرمز کی بلندیوں کی جانب جانے کی کوشش و فکر میں تھے تا کہ تعاقب کرنے والی جماعت کی نسبت وہ بہتر اور زیادہ مستحکم جگہ پر قیام کرسکیں لیکن معقل نے انھیں اچانك بے خبر نرغے میں لے لیا اور ابھی وہ پہاڑ کے دامن سے اوپر نہیں گئے تھے کہ ان پر حملہ کردیا خونریز جنگ ، قبیلہ بنی ناجیہ کے تین سو ستر افراد کے قتل اور ان کے بے دین ساتھی کی کشت و کشتار(جن میں کچھ عرب، بے دین اور بعض کر دشامل تھے) کے بعد خریت کیلئے فرار کے علاوہ کوئي چارہ باقی نہ رہ گیا

349
(25) یہاں سے فرار کرنے کے بعد خریت بحرین میں دور ترین ممکن مقام پر پناہ گزیں ہوا یہاں بھی اس نے اپنے اغراض و مقاصد کا پر چار شروع کردیا اوردوبارہ لوگوں کو اپنے گرد آنے کی دعوت دینے لگے معقل نے حضرت علی (ع) کے حکم کے مطابق ان کا تعاقب کیا بحرین پہنچنے کے بعد اس نے سب سے پہلے حضرت علی (ع) کا وہ خط پڑھ کرسنایا جس میں آپ (ع) نے مسلمانوں ، عیسائیوں، مرتدین اور بے دین لوگوں سے خطاب کیا تھا اس کے بعد انہوں نے پرچم دین لہرایا اور کہا کہ خریت اور اس کے ان حواریوں کی علاوہ جو کینہ و عداوت کے باعث مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے ہو جو شخص بھی اس پرچم کے زیر سایہ آجائے گا وہ امن و امان میں رہے گا اور ابھی چند لمحے ہی گذر ے تھے کہ خریت کے اطراف میں اس کے اہل قبیلہ کے علاوہ کوئي شخص نہ رہا اس کے اور معقل کے درمیان سخت جنگ ہوی تجاوز کاروں کی استقامت و پایداری ایك گھنٹہ سے زیادہ قائم نہ رہ سکی ان کا رہبر اپنے ایك سوسترسے زیادہ افراد کے ساتھ قتل ہوا باقی ساتھی ایسے فرار کر گئے جیسے بھیڑوں کے درمیان کوئي بھیڑیا آیا ہولیکن وہ بھی گرفتار و قید ہوا ان میں سے جو لوگ تائب ہوگئے معقل نے انھیں آزاد کردیا اور باقی افراد کو جو تعداد میں پانچ سو سے زیادہ تھے کوفہ کی جانب روانہ کردیا_ (26)

آخرس سعی و کوشش
39 40 ہجری کے دوران معاویہ کی یورش میں چونکہ بہت اضافہ ہوگیا تھا اسی لئے حضرت علی (ع) نے اس کے حملوں کو روکنے کے لئے ان فوجی دستوں کو بھیجنے کے علاوہ جن کی حیثیت محفوظ لشکر کی تھی یہ فیصلہ کیا کہ اپنی تمام سعی و کوشش شام کی جانب لازم و ضروری فوجی طاقت روانہ کرنے کیلئے صرف کردیں تا کہ معاویہ کی تجاوز کاری کا ہمیشہ کے لئے سد باب ہوسکے کیونکہ آپ کے لئے اس کے علاوہ کوئي چارہ باقی نہیں رہ گیا تھا کہ مکمل جنگی سطح پر اس کا مقابلہ کیا جائے تا کہ اس شر سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل ہو اور وہ بھی اپنی جگہ خاموش ہرکر بیٹھے رہے_

350
اس فیصلے کے بعد آپ نے حضرت معقل بن قیس کو سَواد (27) کوفہ (28) کی جانب روانہ کیا تا کہ لوگوں کو جنگ میں شریك ہونے کی دعوت دے سکیں_
آپ(ع) نے والی آذربائیجان قیس بن سعد کو بھی خط لکھا جس میں مرقوم فرمایا کہ وہ لوگوں کو شام کی جانب روانہ ہونے کیلئے آمادہ اور نظریاتی اعتبار سے ان میں وحدت یکجہتی کرے (29)
اس کے علاوہ حضرت علی (ع) نے خود بھی کوفہ کے لوگوں کو آمادہ کرنے کے لئے مفصل تقریر کی جس میں آپ (ع) نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندو گذشتہ اقوام کی تاریخ پر غور و فکر کرنا تمہارے لئے بیش قیمت درس عبرت ہے کہاں ہیں وہ بادشاہوں کے غول اور ان کے وارثین سلطنت کہاں ہیں فراعنہ اور ان کے جانشین ؟ کدھر گئے وہ خاندان رس کے مدنی فرمانروا جن سب نے پیغمبروں کو تہ تیغ، سنت کے روشن چراغوں کو خاموش اور ستمگروں کی راہ و روش کو زندہ کیا تھا کہاں گئے وہ فرمانروا جو عظیم لشکر لے کر روانہ ہوئے اور جنہوں نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کی سپاہ کو شکست دی کدھر جاچھپی فاتحین کی وہ فوج کثیر تعداد جو یکجا جمع ہوئي اور جس نے نئے شہروں کی بنیاد رکھي؟
...خدا کے برگزیدہ و نیك بندے سفر پرجانے کے لئے کمربستہ ہوگئے انہوں نے دنیا کا فانی و بے ثبات چند روزہ چیزوں کا

سودا آخرت کی جاودانی زندگی سے کیا سچ تو یہ ہے کہ ہمارے وہ بھائي جنہوں نے جنگ صفین میں اپنا خون بہایا تھا اگر آج اس دنیا میں نہیں ہیں تو انہوں نے کون سا خسارہ برداشت کیا؟
کہاں ہیں وہ میرے بھائي جنہوں نے جہاد کی راہ اختیار کی اور جادہ حق طے کیا کہاں ہیں عماریا کہاں گئے ابن تیہان ذوالشہادتین ؟اور کدھر گئے ان جیسے دوسرے لوگ جنہوں نے موت سے عہد و پیمان کیا اور شرپسندوں کے ہاتھوں اپنے سر قلم کرائے اس کے بعد آپ(ع) نے ریش مبارك پر اپنے ہاتھ رکھے اور کافی دیر تك گریہ و زاری کرتے رہے _اس کے بعد فرمایا: کہ افسوس کہاں گئے وہ میرے بھائي جنہوں نے قرآن پاك کی تلاوت کی اور زندگی میں اسے اپنا حاکم بنایا اپنے فرائض کے پابند رہے اور ہمیشہ انہیں پورا کیا انہوں نے سنت نبوی کو زندہ

اور بدعتوں کا قلع قمع کیا انہوں نے جہاد کی حکومت کو قبول کیا اور اپنے ہادی اور رہبر پر پورا اعتماد کرتے ہوئے اس کی پیروی کی _
اس کے بعد آپ(ع) نے بآواز بلند فرمایا: (جہاد جہاد) اے خدا کے بندو میں تمہیں یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ آج میں بھی تمہارے ساتھ عسکر گاہ کی جانب چلوں گا جو شخص بھی خدا کی جانب جلد از جلد آنا چاہتا ہے وہ نکل کر ہمارے ساتھ آئے_ (30)
آپ (ع) کی اس سعی و کوشش کا یہ نتیجہ بر آمد ہوا کہ تقریبا چالیس ہزار افراد عسکر گاہ میں جمع ہوگئے_
بقول " نوف بکالي" آپ (ع) نے دس ہزار سپاہ کا پرچم حضرت امام حسین (ع) کو دیا دس ہزار سپاہی حضرت قیس کے زیر نگرانی کئے دس ہزار سپاہ حضرت ابوایوب انصاری کی زیر فرمانداری مقرر کئے اور دس ہزار سپاہی ان دیگر فرمانداروں کے حوالے کئے جنہوں نے اس تعداد میں مزید اضافہ کیا تھا اور حکم دیا کہ پوری فوج صفین کی جانب روانہ ہولیکن ابھی جمعہ بھی نہ گذر ا تھا کہ آپ (ع) کے سرمبارك پر ابن ملجم نے کاری ضرب لگائي جس کے باعث لشکر بحالت مجبوری واپس کوفہ آگیا_(31)

حضرت علی (ع) کے خلاف دہشت پسندانہ سازش
تمام مشکلات اور سختیوں کے باوجود حضرت علی (ع) جس زمانے میں شام کی جانب روانہ ہوئے اور معاویہ سے جنگ کا تدارك کر رہے تھے اسی عرصہ میں چند خوارج بظاہر مراسم حج بیت اللہ ادا کرنے کی نیت سے مکہ میں جمع ہوئے یہاں انہوں نے چند جلسات کی تشکیل کی جس میں ان مقتولین کو یاد کیا جو جنگ نہروان میں کام آگئے تھے ان کے خیال میں وہ لوگ بے قصور مارے گئے تھے اور ان کے قتل کے اصل ذمہ دار حضرت علی (ع) ، معاویہ اور عمروعاص تھے_
ان کے خیال میں یہ تینوں ہی حضرات " ائمہ ضلال (گمراہوں کے امام) تھے_ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ تینوں کا فیصلہ کردیا جائے تا کہ اس طرح باہمی اختلاف ، کشمکش اور ناانصافی کی بیخ

کنی کردیں_
ان میں سے تین افراد نے اس مقصد کے لئے اپنی زندگی داؤ پر لگادی _ تا کہ تینوں مذکورہ حضرات کی زندگی کو ختم کردیں حضرت علی (ع) کو قتل کرنے کا ذمہ عبدالرحمن ابن ملجم نامی نے لیا انہوں نے اس سازش کی تکمیل کے لئے باہمی عہد و پیمان کئے اور یہ فیصلہ کیا کہ بتاریخ 19 ماہ رمضان 40 ھ صبح کے وقت وہ اپنی دہشت پسندانہ کاروائي پر عمل در آمد کریں گے اس کے بعد وہ ایك دوسرے سے جداہوگئے_
ابن ملجم کوفہ میں داخل ہوا اور اپنی چچازاد بہن قَطَام کے گھر پہنچا وہ اس کے ساتھ پہلے بھی چونکہ معاشقہ کرچکا تھا اسی لئے اب اسے اپنی شادی کرنے کا پیغام دیا قَطَام خود خوارج میں سے تھی اس کے بھائي اور باپ کا قتل جنگ نہروان میں ہوچکا تھا اسی لئے اس کے دل میں حضرت علی (ع) کے خلاف سخت عداوت و دشمنی تھی اس نے کہا کہ میں اس شرط پرشادی قبول کرسکتی ہوں کہ ایك کنیز و غلام اور تین ہزار درہم نقد دینے کے علاوہ تو علی (ع) کو قتل کردے اگر تو اس مقصد میں کامیاب ہوگیا تو تو میرے کلیجے کو ٹھنڈا کرے گا اور مجھ سے داد مراد پائے گا اور اگر کہیں تو خود مارا گیا تو تجھے دنیوی نعمتوں سے کہیں زیادہ عظیم اس کااجر و ثواب ملے گا _
ابن ملجم نے جب دیکھا کہ یہ عورت اس کام کے لئے بہت زیادہ اصرار کررہی ہے تو اس نے بتادیا کہ میں یہی ناپاك ارادہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لے کر کوفہ سے آیا ہوں_ (32)
ابن ملجم نے شبیب بن بجرہ نامی دوسرے شخص سے جو خود بھی خوارج میں سے تھا اس کام میں مدد لی قطام نے و ردان بن مجالد کو بھی اس کے ساتھ کردیا تا کہ وہ بھی اس کام میں اس کا مدد گار ہوسکے اس نے " اشعث بن قیس" کو بھی اپنا راز دار بنالیا اس شخص نے بھی اس کام کو تمام کرنے کے لئے اس کی حوصلہ افزائي کي(33)

شہادت کا انتظار

امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے احادیث نبوی اور علم لدنی کی بنیاد پر یہ پیشین گوئي کردی تھی کہ آپ (ع) کی شہادت ماہ رمضان المبارك کے آخری عشرہ میں واقعہ ہوگی جب ماہ رمضان آگیا تو افطار کے بعد آپ(ع) کبھی امام حسن (ع) کبھی امام حسین (ع) اور بعض راتوں میں حضرت عبداللہ بن عباس کے گھر قیام فرماتے لیکن افطار کے وقت تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے جب اس کی وجہ دریافت کی گئي تو آپ (ع) نے فرمایا کہ میری یہ آرزو ہے کہ خداوند تعالی کا دیدار شکم سیر ہوئے بغیر کروں (34)
ماہ مبارك کی انیسویں شب میں امیرالمومنین حضرت علی (ع) پر سخت ہیجانی کیفیت طاری تھی آپ(ع) اچانك گھر کے اندر سے نکل کر صحن میں تشریف لے آتے اور وہاں ٹہلنے لگتے اور آسمان کی طرف دیکھتے_ آپ(ع) نے سب حاضریں کو بتادیاتھا کہ آج کون سا عظیم حادثہ رونما ہونے والا ہے آپ یہ فرماچکے تھے کہ " خدا کی قسم میں غلط نہیں کہہ رہا رہوں اور مجھے غلط خبر نہیں دی گئي ہے کہ آج کی رات وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا جاچکا ہے(35)
اس رات حضرت علی (ع) تمام وقت بیدار رہے پوری رات تلاوت قرآن مجید اور عبادت میں گذری طلوع فجر سے قبل جب آپ گھر سے مسجد تشریف لے جانے لگے تو راستے میں مرغابیاں آگئیں جنہیں راستے سے دور کردیا گیا اس پر حضرت علی (ع) نے فرمایا کہ انہیں کچھ مت کہو یہ نوحہ و گریہ کر رہیں ہیں(36)

شہادت
امیرالمومنین حضرت علی (ع) مسجد میں تشریف لائے جو لوگ محو خواب تھے انہیں بیدار کیا کہ خداوند تعالی کی عبادت و مناجات میں مشغول ہوں آپ(ع) نے ابن ملجم کو بھی بیدار کیا(31) وہ تو اول شب سے ہی آپ(ع) کی آمد کا منتظر تھا ا وراس وقت خود کو سوتا ہوا بنالیا تھا اس کے بعد

آپ(ع) نماز ادا کرنے کیلئے کھڑے ہوئے اور قلب و زبان کو ذکر خدا میں مشغول کردیا_
اس وقت شبیب نے چاہا کہ آپ (ع) پر تلوار سے وار کرے مگر اس کی تلوار محراب مسجد نے ٹکرا کر رہ گئي ابن ملجم تباہ کار جلدی سے آگے آیا اس نے اپنی تلوار اوپر اٹھائي اور باواز بلند کہا "الحکم للہ لا لك یا علی و لا لاصحابك" یہ کہہ کر اس نے حضرت علی (ع) کے سر مبارك پر اپنی تلوار اٹھائي جو ٹھیك اسی جگہ لگی جہاں جنگ خندق میں "عمرو بن عبدود" (37)کی تلوار آپ کے سرمبارك پر لگ چکی تھی حق و عدل کا وہ پیکر جو صریح و واضح کفر اور الحاد کے ضربات سے زمین پر نہیں گرسکا تھا آج نفاق اور جہل و تعصب آمیز ظاہری تقدس کے ایك ہی وار سے خاك و خون میں لوٹنے لگا حضرت علی (ع) نے جیسے ہی ضرب شمشیر کو محسوس کیا فرمایا: " فزت و رب الکعبہ" (38) قسم کعبہ کے خدا کی آج میں نے کامیابی حاصل کی_
آپ (ع) کے فرزندوں اور اصحاب پر تو گویا غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہر طرف سے گریہ و نالہ اور آہ و بکا کی صدائیں سنائي دینے لگیں لوگ سراسیمگی کی حالت میں مسجد کی جانب دوڑے_
حضرت علی (ع) کا سرمبارك حضرت امام حسن (ع) کی آغوش میں تھا جس سے مسلسل خون جاری تھا زخم کی شدت اور بہت زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ (ع) اب تك بے ہوشی کی حالت میں تھے ابن ملجم بھی پکڑا گیا اور اسے حضرت امام حسن (ع) کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت مجتبی (ع) نے اس سے فرمایا اے ملعون تو نے پیشوائے مسلمین حضرت علی (ع) کو قتل کردیا کیا نیکی اور خیر خواہی کا بدلہ یہی ہے تو وہی شخص ہے جسے خلیفہ وقت نے پناہ دی اور اپنا مقرب بنایا؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس کے بعد آپ (ع) نے والد محترم کی خدمت میں عرض کیا بابا جان یہ آپ کا اور خدا کا دشمن بحمداللہ گرفتار کرلیا گیا ہے وہ اس وقت آپ کے روبرو حاضر ہے_
حضرت علی (ع) نے چشم مبارك کو کھولا اور فرمایا کہ تو بہت عظیم سانحہ کا مرتکب ہوا ہے اور تو نے نہایت ہی خطرناك کام کیا ہے کیا میں تیرے لئے برا امام ثابت ہوا؟ ایسی کون سی مہربانی اور بخشش تھی جو میں نے تیرے حق میں روانہ رکھی کیا لطف و مہربانی کا یہی بدلہ وصلہ ہے؟

اس کے بعد آپ(ع) نے حضرت امام حسن (ع) سے فرمایا کہ اے فرزند عزیز اپنے اس قیدی کے ساتھ خاطر و مدارات کا سلوك کرنا اور اس کے ساتھ مہربانی و نوازش سے پیش آنا_
جو کچھ تم کھاؤ اور پیو وہی تم اسے کھلانا اور پلانا اگر میں مرجاؤں تومیرے خون کے قصاص میں اسے قتل کردینا مگر اس کے ناك، کان نہ کاٹنا کیونکہ میں نے پیغمبر اکرم(ص) کی زبان مبارك سے سنا ہے کہ اس کتے کے بھی ناك کان نہ کاٹو جس نے تمہیں کاٹا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں ہی جانتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا سلوك کروں گا اسے معاف کردینے میں مجھے سب پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ ہمارا خاندان وہ خاندان ہے جس نے بڑے بڑے گناہگاروں کو معاف کیا اور ان کے ساتھ ہم بزرگواری کے ساتھ پیش آتے ہیں (39)
حضرت امام حسن (ع) اپنے والد بزرگوار کو گھر لے آئے لوگ گریہ و نالہ کرتے اور آپ سے رخصت ہوتے عجب کہرام کا عالم تھا لگتا تھا کہ غمگساروں کی جان کھینچ کرلبوں پر آگئي ہے_
حضرت امام مجتبی (ع) نے بعض اطبا کو جن میں اثیر بن عمرو سکونی سب سے زیادہ ماہر و حازق طبیب تھے علاج کے لئے بلایا انہوں نے کہا کہ بھیڑ کا تازہ جگر لاؤ اس کی ایك رگ انہوں نے حضرت علی (ع) کے زخم کے اندر رکھی اور اسے باہر نکال لیا انہوں نے دیکھا کہ مغز کی سفیدی اس رگ پر لگ گئي ہے اور دم شمشیر کی ضرب نے دماغ تك اثر کیا ہے یہ دیکھ کر اس طبیب نے کہا " یا امیرالمومنین اگر کوئي وصیت کرنا چاہیں تو کردیجئے"(40)
امیرالمومنین حضرت علی (ع) نے اپنے فرزندوں کو اخلاق حسنہ کی وصیت فرمائي اپنی زندگی کے قابل قدر و قیمت درس انہیں اور تمام مسلمین کو دیئے _ امور خلافت اپنے فرزند محترم امام حسن (ع) کو تفویض کیئے اور اس کا گواہ اپنے فرزندوں اور بزرگان خاندان کو بنایا کلام مجید اور اپنا اسلحہ آپ کی تحویل میں دیا_
جب حضرت علی (ع) اپنے فرزندوں کو پند ونصائح کرچکے تو آپ(ع) نے موت کی علامات محسوس کیں اس کے بعد آپ قرآن پاك کی تلاوت میں مشغول ہوگئے آخری آیت جوآپ کی

زبان مبارك پر آئي وہ یہ تھي_
فمن یعمل مثقال ذرة خیر ایره و من یعمل مثقال ذرة شر ایره (41)
(پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا)
بتاریخ 21 رمضان 40 ھ اس وقت جب کہ آپ کاسن شریف تریسٹھ برس کا تھا آپ کی روح مقدس و مطہر اس جہان فانی سے پرواز کر کے عالم جاودانی کی جانب عروج کرگئي_
حضرت امام حسن (ع) نے اپنے دیگر بھائیوں اور حضرت علی (ع) کے اصحاب کی مدد سے اپنے شہید والد محترم کی تجہیز کا انتظام کیا غسل و کفن کے بعد جب کچھ رات گذر گئي تو اس پیکر مقدس کو کوفہ سے باہر لے آئے تمام راستہ جنازے کے پیچھے رہ کر طے کیا اور جنازہ اس جگہ لایا گیا جو آج نجف اشرف کے نام سے مشہور و معروف ہے نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد انتہایی خاموشی کے ساتھ اس پیکر تقدس کو سپرد خاك کردیا(42)
سلام علیہ یوم ولد و یوم استشہد و یوم یبعث حیا
سلام ہو آپ پر جس دن آپ کی ولادت ہوئي اور جس دن شہید کئے گئے اور جس دن زندہ اٹھائے جائیں گے_)

سوالات

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

1_ معاویہ نے کن محرکات کے تحت دہشت پسند دستے ان مناطق میں بھیجے جہاں حضرت علی (ع) کی حکومت تھي؟
2_ بسر بن ارطاہ نے جو قتل و غارتگری کی اس کی کچھ مثالیں بیان کیجئے ان کے تجاوز کارانہ اقدام کا حضرت علی (ع) کی جانب سے کیا رو عمل ہوا؟
3_ سپاہ عراق پر سپاہ شام کی کامیابی کے کیا عوامل تھے؟ نہج البلاغہ میں بیان کئے گئے حضرت علی (ع) کے اقوال کی روشنی میں اس امر کی وضاحت کیجئے؟
4_ معاویہ کے حملات اور تجاوز کارانہ اقدامات کا سد باب کرنے کیلئے حضرت علی (ع) کا آخری فیصلہ کیا تھا؟
5_ امیرالمومنین حضرت علی (ع) کو قتل کرنے کے لئے خوارج نے کیا سازش کی اس اقدام میں کون سے عوامل کار فرماتھے؟
6_ حضرت علی (ع) نے اپنے قاتل کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟ اور حضرت امام حسن (ع) کو اس سلسلے میں کیا پند نصائح کیئے
7_ حضرت علی (ع) کی شہادت کس تاریخ کو واقع ہوئي شہادت کے وقت آپ کا سن مبارك کتنا تھا؟

حوالہ جات

1_ یہ کوفہ کے مغرب میں شہر انبارکے نزدیك بستی تھی (معجم البلدان ج 4 پ 176) الغارات ج 2 /445 ، طبری ج 5 / 133 ، کامل ابن اثیر ج 3 / 475 ، شرح ابی الحدید ج 2 / 305 _ 301
2_ یہ شہر دریائے فرات کے کنارے بغداد اور انبار کے درمیان واقع تھا(معجم البلدان 420/5)
3_ شرح ابن ابی الحدید ج 2 ص 85 ، کامل ابن اثیر ج 376/3 و الغارات ج 2 /464
4_ نہج البلاغہ خ 27
5_ یہ بستی شام کے اطراف میں شام اور وادی القری کے درمیان اس راستے پر واقع ہے جہاں سے شام و دمشق کے حجاج گذر کر مکہ پہنچتے تھے (معجم البلدان ج 2 /67)
6_ تاریخ طبری ج 134/5 ، کامل ابن اثیر ج 376/3 ، تاریخ یعقوبی ج 196/2
7_ یہ کوفہ کے راستے مینایسی بستی تھی جہاں حجاج قیام کرتے تھے یہ خزیمہ سے پہلے اور شقوق کے بعد حجاج کی منزل گاہوں پر واقع تھي_
8_ یہ جگہ کوفہ کے نزدیك خشکی کی سمت واقع تھی سرزمین طف اور زندان نعمان بن منذر اسی جگہ تھی (معجم البلدان ج 374/4)
9_ تاریخ طبری ج 135/5 ، لیکن ثقفی نے الغارات کتاب ج 422/3 میں لکھا ہے کہ ضحاك بن قیس نے عمرو بن عمیس نیز اس کے ساتھیوں کو قتل کردیا_
10_ تدمر سرزمین شام کا قدیم شہر تھا یہ جگہ شہر حلب سے پانچ دن کے سفر پر وقع تھی (معجم البلدان)_
11_ تاریخ طبری ج 5 /135 ، الغارات ج 425/2_
12_ ملاحظہ ہو الغارات ج 2 /600، و دیگر بعد کے صفحات ، نیز شرح ابن ابی الحدید ج 17/2_7 و الغاتی 266/16_
13_ نہح البلاغہ خ 25_
14 شرح ابن ابی الحدید ج 2 / 16_
15_ تاریخ یعقوبی ج 2 / 200_

16_ انی لعالم بما یصلحکم و یقم اودکم و لکنی لا اری اصلاحکم بافساد نفسی نہج البلاغہ خ 69_
17_ نہج البلاغہ خ 17_
18_ نہج البلاغہ خ 119_
19_ نہج البلاغہ خ 159_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

20_ ان کا ذکر سطور ذیل میں آئے گا_

21_ یہ حضرت جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علی (ع) کے ہمراہ تھے جنگ جمل میں تو انہوں نے قبیلہ نصر کی فرمانداری کے فرائض بھی انجام دئے لیکن مسئلہ حکمیت کے بعد حضرت علی (ع) سے برگشتہ ہوگئے اور آپ(ع) کی مخالفت پر اتر آئے _ الغارات ج 333/1_ 332 _

22_ الغارات ج 1 338_332_

23_ الغارات ج 1 349/342_

24_ الغارات ج 349/1_

25_ الغارات جلد ،1 353_352_ كامل ابن اثير ج 3 / 368_367_

26_ الغارات ج 1 /359_كامل ابن اثير 369/3_

27_" سواد کوفہ " اطراف کوفہ میں وہ جگہ تھی جہاں کھجور کے درخت اس کثرت سے تھے کہ دور سے وہ جگہ سیاہ نظر آتی تھی اسی وجہ سے اسے سواد کہا جاتا تھا یہ جگہ طول ہیں موصل سے آبادان تك اور عرض میں غریب سے علوان تك پھیلی ہوئي تھی (مجمع البحرين ج 72/3)_

28_ الغارات ج 2 /782 ، تقيح المقال ما مقانى ج297/3 _

29_ تاريخ يعقوبى ج 2 /203_

30_ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ کا خطبہ 182_

31_ نہج البلاغہ خ 182 ، ومناقب ابن شہر آشوب ج 3 /194_

32_ مروج الذہب ج 411/2 ، بحار ج 228/42، مقاتل الطالبين 18تاريخ طبرى ج 143/5_

360

33 _ حضرت امام جعفر صادق(ع) سے روایت ہے کہ حضرت علی (ع) کے قتل میں اشعث بن قیس شرکت تھا اس کی بیٹی نے حضرت امام حسن (ع) کو زہر دیااس کابیٹا محمد بھی حضرت امام حسین(ع) کے قتل میں شریك تھا بحار ج 226/42_

34_ بحار ج 224/42 ، ارشاد مفيد 14_

35_ و الله ما كذبت و لا كذبت انہا معى ليلة التى وعدت فيہا بحار ج 226/42 ، ارشاد 15 _

36_ ذروہن فانہن نوائح بحار ج 42 /226 ، و ارشاد مفيد/15_

37_ بحار ج 226/42 ، ارشاد ص 12_

38_ مناقب ج 312/3 ، بحار ج 239/42_

39_ بحار الانوار ج 42 /288_287_

40_ مقاتل الطالبين 23_

41_ سوره زلزال آیہ 6_

42_ بحارالانوار ج 294/42_

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com